بابو پیارے لال صاحب گپتا - بی - اے - ایل - بی وکیل علی گڈھ

حصول دولت و مسرت درحقیقت ایک قابل عمل کتاب ہی - جو اصحاب اس کتاب کو اپنا رہنما بنائیں گے یقیناً تندرست و توانا رہتے ہوئے عمر طبعی کو پہنچے گے اور ہمیشہ خوش حال - آسودہ - خوشدل اور بشاش رہیں گے - بہتر ہو کہ یہ کتاب سکولوں کے کورس میں شامل کر لی جائے تاکہ نوجوان ابتدا سے ہی ان مفید اصول و نکتوں سے واقف ہو کر اپنی زندگی کو آرام و اطمینان سے بسر کر سکیں - ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

بابو اجودھیا پرشاد صاحب رٹائرڈ رجسٹرار - باندہ

مکرم بندہ جناب بھارتی جی صاحب تسلیم - میں نے آپ کی تصنیف حصول دولت و مسرت کو بغور پڑھا - واقعی آپ کی کتاب اسم بامسمیٰ ہی اور قابل قدر و قابل عمل ہی - آپ نے ایسی کتاب تصنیف کی ہی جس کی موجودہ حالت و رفتار زمانہ میں سخت ضرورت تھی - جو اصحاب اس کتاب کو اپنا رہنما بنائیں گے وہ یقیناً صحت و تندرستی - دولت و خوشحالی - راحت و مسرت سے مالا مال ہوتے ہوئے عمر طبعی پائیں گے اور ہمیشہ خوشحالی - آسودہ - خوشدل اور بشاش نظر آئیں گے ہر شخص کو اس کتاب سے مستفید ہونا چاہیے - میں آپ کی محنت کا بابت شکریہ ادا کرتا ہوں - ۸ ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

حکیم حاذق مولوی غلام محی الدین صاحب چشتی نظامی فتح گڑھ ضلع لاہور

کرمی منیجر صاحب تسلیم - کتاب حصول دولت و مسرت غیبی خزانہ و فرشتہ رحمت ہی - ہر شخص اس پر عمل کرنے والا دینی و دنیوی ضروریات سے مستغنی ہو جاتا ہی جس سے آزاد زندگی بسر کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی - میں سفارش کرتا ہوں کہ ہر امیر غریب - خواندہ ناخواندہ اس خزانہ غیبی سے مستفید ہوں - خدا مصنف کتاب کو جزائے خیر دے فقط ۶ ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء -

بابو کامتا پرشاد صاحب ورما - بی - اے - ایل - بی وکیل

رسالہ کل سرشٹ علی گڈھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حصول دولت و مسرت نامی پستک پرتیک سجنوں کو پڑھنی چاہیئے اور اسکے انکول کاریہ کرنا چاہیئے - سنسار کے دکھوں سے چھوٹنے کے سب سے اچھے اُپائے اس پستک میں لکھے ہوئے ہیں -

مہاشہ رگھبر دیال صاحب وائس پریسیڈنٹ شریمتی آریہ اوپ پرتی ندھی سبھا علیگڈھ

شریمان جی نمستے - میں نے آپ کی مشہور کتاب حصول دولت و مسرت کو پڑھا - کتاب کیا ہے راحت و بہبودی کی بیش بہا کنجی ہے یقیناً جو آپ کی کتاب کی تحریر پر عمل پیرا ہوگا وہ دولت سے مالا مال اور خوشی سے بیحد مسرور ہوگا - آپنے اس کتاب کو تحریر کر کے درحقیقت پبلک کے ساتھ بھلائی کی ہے میں پرم پتا پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ کی کتاب ملک کے ہر استری پرش کے ہاتھ میں پہنچ جائے تاکہ وہ ہر طرح خوش رہیں - ۲۰ رجنوری سنہ ۱۹۲۶ء

بابو سورج پرشاد صاحب اینڈ سنس جنرل مرچنٹ اینڈ اسٹیشنرز بارہ دریا گنج علیگڈھ

کتاب حصول دولت و مسرت واقعی اسم بامسمیٰ ہی درحقیقت یہ کتاب شخص کیواسطے ایک لاثانی اور کارآمد نسخہ ہی کہ جسکے ایک دفعہ ہی مطالعہ سے آپکے دل و دماغ پر وہ فائدہ مند عجیب و غریب اثر پیدا ہوگا کہ جسکو آپ صد ہا روپیہ خرچ کرنے پر بھی حاصل نہیں کر سکتے - ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء

بابو پریم چندر صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی ہیڈ ماسٹر کایستھ پاٹھ شالا ہائی اسکول علی گڈھ

حصول دولت و مسرت۔ یہ کتاب میں نے شروع سے اخیر تک بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھی ہی۔ فی الواقع طلبا و نیز دنیوی لوگوں کے واسطے نہایت ہی مفید اور کارگر ثابت ہوگی اگر اس کے مضامین اور نصائح پر عمل کیا جاوے۔ زندگی میں طریقہ عمل کے واسطے یہ کتاب بہترین رہنما ہی جس کو لایق مصنف لالہ چرنجی لال بھارتی جی نے اپنی جانفشانی اور سرگرمی سے مرتب کر کے شائع کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہر صاحب اس کو پسند کریں گے اور مصنف موصوف کی داد فرمائیں گے۔ ۱۵ ر اپریل ۱۹۲۶ء

بابو شیو نرائن لال صاحب گپتا مختار عدالت قصبہ حسن گڈھ ضلع مرادآباد

مکرم بندہ سی۔ ایل بھارتی صاحب۔ نمستے۔ آپکی کتاب حصول دولت و مسرت کا مطالعہ کیا۔ مضامین چیدہ چیدہ کارآمد۔ موجودہ زمانہ کے ضرورت کے موافق اور تحقیقات و معلومات سے پُر ہیں۔ اُن پر صدق دلی سے عمل کرنے سے سچی خوشی نصیب ہو سکتی ہی اور ترقی و تندرستی حاصل ہو سکتی ہی۔ ۱۹ ر اپریل ۱۹۲۶ء۔

لالہ گردھاری لال صاحب پنساری قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ

مکرم بندہ۔ تسلیم۔ پچھلے دنوں بندہ نے آپ سے کتاب حصول دولت و مسرت منگائی تھی۔ کتاب واقعی بہت اچھی ہی۔

حصولِ دولت و مسرت

درحقیقت انسان کو ترقی کی چوٹی پر پہنچانے اور ہر طرح خوشحال و آسودہ بنانیوالی کتاب ہی جسکی خوبی کے متعلق اہل قلم اور معزز اصحاب کے کافی سارٹیفکٹ موجود ہیں جو بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کئے گئے آپ بھی کتاب منگا کر کثیر فائدہ اُٹھائیے اور اپنی مناسب اور سچی رائے سے بطور سارٹیفکٹ مشکور فرمائیے

طالب علم انگریزی سیکھنے اور انگریزی لیاقت بڑھانیکے خواہشمند اصحاب ضرور منگائیں

انگلش ٹیچر معہ اُردو ترجمہ

بلا مدد اُستاد انگریزی سکھانیوالی کتاب

یہ وہی کتاب ہی جس کے ذریعہ بہت جلد انگریزی لکھنا، پڑھنا، بولنا خطوط، عرضی، تار، درخواست وغیرہ لکھنا پڑھنا سب آجاتا ہی اس میں رومن لکھنا۔ ترجمہ کرنے کے قاعدہ انگریزی محاورہ کے الفاظ الفاظ ہم معنی۔ ذو معنی۔ مخالف مشابہ مخفف بول چال کے صدہا فقرے۔ ہر موقعہ اور ہر محکمہ کے الفاظ ضرب الامثالیں وغیرہ وغیرہ سب ہی درج ہیں ضرور منگائیے خود ملاحظہ کیجئے اپنے بچوں کو پڑھائیے تاکہ جلد اور آسانی سے انگریزی لکھنا پڑھنا سیکھ جائیں قیمت مجلد کتاب ایک روپیہ

انگلش لیٹر رائٹر معہ اردو ترجمہ

انگریزی میں خطوط۔ چٹھی۔ عرضی وغیرہ وغیرہ لکھنے کی کتاب۔ اس کتاب میں انواع اقسام کے خطوط۔ عرائض جوابات احکامات خانگی معاملات مختلف مضامین اور تمام باتیں افراط کیساتھ درج ہیں دو سو پچیس ۲۲۵ خطوط کا پورا لیٹر رائٹر ہی جو صاحب تھوڑی سی انگریزی بھی جانتے ہوں وہ اس کی امداد سے کافی لیاقت حاصل کر سکتے ہیں جس قسم کے مضمون کی ضرورت ہو کتاب میں دیکھ لیجئے۔ اور کارروائی کیجئے۔ ایسی مفید عام کتاب ہر شخص کو خریدنی چاہئے۔ تاکہ جلد اور آسانی سے کافی لیاقت پیدا ہو جائے ۲۱۶ صفحہ کی کتاب مجلد قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

پاکٹ ڈکشنری

انگریزی لفظ اُردو یا ہندی معنی۔ ایک ہزار سے زیادہ صفحہ قیمت ایک روپیہ عہ ر

ملنے کا پتہ۔ سی۔ ایل۔ بھارتی ۲۵ علی گڈھ سٹی۔

کتاب بغرض ادیو ارسال ہے

اس کتاب کی قیمت بغرض ادا ہوئی

اب روانہ کر دی گئی ہے

مالک جو شوق دے تو کتابیں پڑھا کرو

HUSOOL DAOLAT & MASR-RAT

حصولِ دولت و مسرت

منگانیکا پتہ
سی۔ ایل۔ بھارتی
علیگڈھ

منگانیکا پتہ
سی ایل بھارتی
علیگڈھ

جو اصحاب اس کتاب کو اپنا رہنما بنائیں گے وہ

صحت و تندرستی دولت و خوشحالی راحت و مسرت سے

مالا مال ہو جائینگے اور سو سال کی عمر پائیں گے

بابو برجی لال۔ بھارتی نے بغرض رفاہ عام مرتب کی

(باہتمام بابو لاڈلی موہن لال کے ہیوٹ پریس علیگڈھ میں چھپی)

اوم

حصول دولت و مسرت

جس میں صحت و تندرستی قائم رکھتے ہوئے سَو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہنے - کاروبار کے ذریعہ دولت پیدا کرنے - قرضہ کی اور سود کی مصیبتوں سے بچنے - سچی کفایت شعاری کے ذریعہ جلد دولتمند ہو جانے راحت و مسرت حاصل کرنے - ہمیشہ خوشحال و آسودہ رہنے - ہر قسم کی فکر افکار سے بچے ہوئے زندگی کو نہایت عیش و آرام سے بسر کرنے کے طریقے - دیگر ضروری - مفید اور کارآمد باتیں جنکے جاننے کی ہر ایک کو ضرورت ہی - درج ہیں

جسکو

بابو برجی لال بھارتی نے بغرض رفاہ عام مرتب کی

اور

باہتمام بابو لاڈلی موہن ہیوٹ پریس علیگڑھ میں طبع ہوئی

بار اوّل ایک ہزار جلد

قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنہ

(عہ)

التماس مؤلف

صاجو - یہ کتاب بڑی محنت اور عرق ریزی سے تحریر کی گئی ہے - جو اصحاب اس کتاب کو اپنی معاشرت کا رہنما بنائیں گے اور اس کی ہدایتوں پر صدق دلی سے عمل کریں گے وہ تندرست توانا طاقتور رہتے ہوئے پوری عمر پائیں گے اور آسانی سے جلد منزل مقصود پر پہونچ جائیں گے -

غربا - اُمرا اور اوسط درجہ کے انسان غرضکہ سب ہی اس کتاب کے ذریعہ بے انتہا فائدہ اُٹھا سکیں گے - غریب اور اوسط درجہ کے انسان اسکے مفید مضامین پر عمل کر کے جلد دولتمند ہوجاوینگے اور دولتمند اصحاب اپنی دولت کو بے انتہا فروغ دیسکینگے -

درحقیقت یہ کتاب صحت دولت اور مسرت کی حقیقی رازداں ہے - جسکے بغور پڑہنے اور صدق دلی سے عمل کرنے پر ایک سمجھدار انسان اپنی ضروریات زندگی کو نہایت آرام اطمینان اور آسانی سے پورا کرتا ہوا ہمیشہ خوش دل اور بشاش رہیگا - اور نیک نامی سے زندگی بسر کرتا ہوا بہت جلد دولتمند کے لقب سے ملقب ہوجائیگا -

ایک کند ذہن اور معمولی عقل کا آدمی بھی اس کتاب کو بغور پڑھنے اور حتی المقدور اس پر عمل کرنے سے اپنی حقیقی ضرورتوں کو پورا کرنے میں کسی کا محتاج نہ رہیگا - قرض اور سود کی بلائے بے درمان سے جو انسان کو درحقیقت مصیبت میں ڈالنے اور ترقی دولت و عزت کے مانع ہے نجات ملیگی - کوئی شخص اپنی آمدنی کا شاکی نہ رہیگا - افلاس کی شکایت دُور ہوجاویگی - اور ہر شخص اپنی موجودہ حالت میں کافی ترقی کر سکیگا -

نوٹ - کوئی صاحب اس کتاب کو شائع نہ کرائیں نہ ترجمہ وغیرہ کرائیں ورنہ بجائے نفع کے نقصان اُوٹھائین گے -

آپ کا خیر اندیش

چرنجی لال بھارتی - علی گڑھ

حصولِ دولت و مسرّت

بابِ اوّل

صحّت و تندرستی

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ صحت و تندرستی سے زیادہ دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ ایک تندرست انسان جسے پیٹ بھر کھانا نصیب نہ ہوتا ہو۔ پہنے کو کپڑے میسر نہ ہوں اُس بادشاہ سے جس کی تندرستی خراب ہو گئی ہو۔ ہزار درجہ بہتر ہے۔ درحقیقت صحت و تندرستی ہی دولت و خوشحالی۔ آرام و آسائش راحت و مسرت وغیرہ کی کنجی ہے اور بغیر عمدہ صحت و تندرستی کے انسان کا خوش و خرّم رہنا اور ترقی کرنا ناممکن ہے۔ تندرست انسان میں ہر قسم کا حوصلہ۔ جرأت۔ ہمّت۔ ترقی کرنے کا خیال۔ محنت مشقت اور مستقل مزاجی سے کام کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی صحت خراب ہی ہمیشہ بیمار رہتے ہیں جو تندرستی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں وہ کیا ترقی کر سکتے اور کس طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہوئے پوری عمر پا سکتے ہیں۔ یہ لوگ نہ دولت پیدا کر سکتے ہیں نہ کچھ جمع کر سکتے ہیں نہ خوشحالی اور آسودگی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

ہر قسم کے کاروبار میں ترقی کرنے دولت پیدا کرنے۔ سچی کفایت شعاری سے ذریعہ روپیہ بچا کر جلد دولتمند ہو جانے آسودگی اور خوشحالی سے زندگی بسر کرتے ہوئے پوری عمر حاصل کرنے کے واسطے یہ لازمی اور ضروری ہے کہ ہمارے جسم تندرست

اور طاقتور ہوں۔ صحت اچھی ہو اور دماغ ہر معاملہ کی تہ تک اچھی طرح پہونچ سکے۔ ایسی حالت میں ہم جس کام کی طرف توجہ کریں گے اوسے بہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دے سکیں گے۔ جن لوگوں نے اپنے جسموں اور دماغوں کو اچھی حالت میں رکھنا سیکھ لیا ہی وہ مقابلہ کی دوڑ میں ہمیشہ اول رہتے ہیں۔

آج کل کے نوجوان صرف طاقت کے خواہشمند رہتے ہیں وہ ایک خاص قسم کی طاقت جسے زمانہ حال کی طاقت کہنا چاہیئے حاصل کرنے کے آرزومند ہیں۔ لیکن صحت کا یہ مطلب ہے کہ جسم کے تمام اعضاء اور حواس اپنے اپنے فعل کو بلا کسی خرابی اور نقص کے آسانی سی پورے طور پر انجام دیتے رہیں اور اپنا اپنا فرض بہایت خوبی سے ادا کرتے رہیں۔ کیونکہ زندگی کی جنگ میں سالم انسان کی ضرورت ہے نہ کہ اوس کے کسی خاص عضو کی

پس جب کامل صحت و تندرستی ہی کامیابی و خوشحالی اور آسودگی وغیرہ وغیرہ کی بنیاد ہے تو قوانین صحت کا مطالعہ کس قدر ضروری ہے۔ ہم جس قدر قوانین قدرت پر عمل کرینگے اوسی قدر صحت و تندرستی۔ کامیابی و خوشحالی اور آسودگی حاصل کر سکیں گے اور جس قدر قوانین قدرت سے علیحدہ رہیں گے یا اوس کی خلاف ورزی کرینگے نقصان اُٹھائینگے۔

پرماتما نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر جاندار کے واسطے ایسے قانون اور ہدایتیں اور ضروریات زندگی کے واسطے وہ ضروری سامان جن کے ذریعہ ہر قسم کا عیش و آرام پاتے ہوئے تندرست توانا اور مسرور رہتے ہوئے پوری عمر حاصل کر سکیں پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم لوگ اپنی جہالت سے قانون قدرت پر عمل نہ کر کے ان اعلےٰ نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ابتداء عمر سے ہی طرح طرح کی ناشائستہ۔ خلاف فطرت اور بیہودہ حرکات میں پڑ کر اپنے بر ہم چرج کو جو کہ انسان کو سچا انسان بنانے۔ تندرست توانا اور طاقتور رکھتے ہوئے پوری عمر تک پہونچانے اور ہر طرح خوش خرم رکھنے والا ہے برباد کر دیتے ہیں۔

ہم لوگ قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے زمانہ برہم چرج کو خراب و برباد کر کے اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ موسم کی معمولی سختیوں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ذرا ہوا لگنے پر سردی اور زکام کا ہو جانا۔ دو ایک روز بخار آنے پر جسم کا پیلا پڑ جانا اور کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ رہنا۔ ذرا سی محنت سے ہی بے انتہا تکان ہو جانا۔ ہمیشہ حکیم ڈاکٹروں کو نبض دکھلا کر دوا کھاتے رہنا عین جوانی میں نہیں نہیں بلکہ بچپن میں ہی بالوں کا سفید ہو جانا۔ تیس پینتیس سال کی عمر میں بڑھاپا اور پچاس پچپن سال کی عمر میں خاتمہ ہو جانا معمولی بات ہے۔

اگر ہم قانون قدرت پر عمل کرتے ہوئے اپنے برہم چرج اور دیگر آشرموں کو باقاعدہ اور پورے طور پر گزاریں تو دنیا کے تمام جھگڑوں مصیبتوں اور پریشانیوں سے چھوٹ کر تندرست توانا طاقتور رہتے ہوئے راحت و آرام کی زندگی بسر کرتے ہوئے پوری عمر حاصل کر سکتے ہیں۔ ذرا کتھاؤں اور تواریخ کے ورقوں کو ملاحظہ کیجئے اور اپنے بزرگوں کے پراکرم اور کارناموں پر غور کیجئے کہ برہم چرج کی بدولت ہی اس قدر زبردست اور طاقتور تھے کہ دنیا آج تک لوہا مانتی ہے اور اُن کا پاک نام سنتے ہی سر خود بخود تعظیم کے واسطے جھک جاتا ہے۔

برہم چرج کسے کہتے ہیں

ہر قسم کی بدکاریوں اور دنیوی دھندوں سے بچے ہوئے تحصیل علم میں مشغول رہنا نیک تربیت حاصل کرتے رہنا۔ اپنی جسمانی۔ دماغی اور روحانی طاقتوں کو بڑھاتے رہنا برہم چرج کہلاتا ہے۔

زمانہ گزشتہ کے بزرگ برہم چرج کی فضیلت سے بخوبی واقف تھے اور اپنی عمر کا کافی حصہ پُر فضا جنگلوں میں جہاں بیہودہ عیش و عشرت کا کوئی سامان جو ان کو بدکار لوگی

طرف راغب کرے نہ ہوتا تھا قابل آچاریوں کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل کرتے اور اپنی جسمانی دماغی اور روحانی طاقتوں کو بڑھاتے رہتے تھے۔ ہر شخص اپنی اولاد کو گروکل بھیجنے پر مجبور رہتا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارا بچہ گروکل میں رہ کر برہم چریہ قائم رکھکر سچا انسان بن جائیگا اور تندرست توانا طاقتور رہتے ہوئے راحت و آرام کی زندگی بسر کرتے ہوئے پوری عمر پائیگا۔

قابل بزرگوں نے برہم چریہ کے تین درجے مقرر کیے ہیں

(۱) اعلیٰ درجہ کا برہم چریہ وہ ہے جس میں اڑتالیس [۴۸] سال تک مرد اور چوبیس [۲۴] سال تک عورت باقاعدہ اور پورے طور پر برہم چریہ دھارن کریں۔ ایسے برہم چاریوں کے پران اون کے قابو میں ہوجاتے ہیں اور عجیب غریب طاقتیں اون میں پیدا ہوجاتی ہیں ہر قسم کے امراض سے محفوظ ہو کر اور ہر طرح تندرست توانا طاقتور رہتے ہوئے چار سو سال تک عمر پاتے ہیں اون کا تیج۔ بل اور پراکرم بے انتہا بڑھ جاتا ہے اور ہمیشہ ہر طرح آسودہ اور خوشحال رہتے ہیں۔

(۲) اوسط درجہ کا برہم چریہ وہ ہے جس میں چھتیس [۳۶] سال تک مرد اور بیس [۲۰] سال تک عورت باقاعدہ اور پورے طور پر برہم چریہ دھارن کریں۔ ایسے برہم چاری نیک اوصاف کا مجموعہ ہوتے ہیں اور ہر قسم کے امراض سے محفوظ رہ کر تندرست توانا طاقتور اور خوش خرم رہتے ہوئے ڈیڑھ سو سال تک عمر پاتے ہیں۔

(۳) ادنیٰ درجہ کا برہم چریہ وہ ہے جسمیں چوبیس [۲۴] سال تک مرد اور سولہ سال تک عورت باقاعدہ اور پورے طور پر برہم چریہ دھارن کریں۔ ایسے برہمچاری تندرست توانا طاقتور اور خوش خرم رہتے ہوئے سو سال تک زندہ رہتے ہیں۔

اگرچہ فی زمانہ اعلیٰ اور اوسط درجہ تک مرد عورتوں کا برہم چاری رہنا ناممکن نہیں تو بے

انتہا مشکل ضرور ہے کیونکہ بگڑا ہوا سلسلہ رفتہ رفتہ ہی درست ہو سکتا ہی۔ اگر ہم ادنیٰ درجہ تک برہم چاری رہ کر ایسی ہی دھرماتما برہم چارنی استری سے شادی کر کے گرہست آشرم یعنی خانہ داری میں شامل ہوں اور ایسی حالت میں جو اولاد ہووے سے برہمچاری بنانے کی کافی کوشش اور نگرانی کریں تو اوس کا اوسط درجہ تک برہم چاری رہنا اور برہم چرج کو باقاعدہ اور پورے طور پر گزارنا آسان ہے۔ اسی طرح پھر ہماری اولاد اوسط درجہ تک برہم چرج قائم رکھکر گرہست آشرم میں شامل ہو اور اون سے جو اولاد پیدا ہووے سے برہم چاری بنانے کی کافی کوشش اور نگرانی کی جاوے تو وہ اعلیٰ درجہ تک برہم چرج قائم رکھکر تمام خوبیوں سے مزین ہو سکتے ہیں اور اس طرح پورن برہم چرج کا سلسلہ قائم ہو کر بھارت ورش اپنی اصلی حالت پر آ سکتا ہی۔

صاحبو۔ ہم اعلیٰ اور اوسط درجہ تک برہم چرج قائم رکھنے والوں کی خوبیوں نیک اوصاف۔ پراکرم اور بل وغیرہ کی تعریف تو کہاں تک کریں لیکن ادنیٰ درجہ تک برہم چرج قائم رکھنے والے بھی نہایت خوش نصیب ہیں۔ کیونکہ اس عمر تک یعنی چوبیس ۲۴ سال تک مرد اور سولہ ۱۶ سال تک عورت کے برہم چاری رہنے سے بھی جسم کے تمام اعضا نہایت مضبوط اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔ تمام طاقتیں انسان میں آ جاتی ہیں۔ موسموں کی تبدیلیاں اور سختیاں اپنا اثر نہیں ڈال سکتی اور صدہا امراض سے محفوظ رہتے ہوئے ہمیشہ تندرست طاقتور باحوصلہ اور خوش خرم رہتے ہیں۔ بڑھاپا جلد نہیں ستاتا عمر طبعی کو پہونچتا ہے۔ بڑھاپے میں بھی تمام اعضا اور حواس قائم رہتے ہیں وہ کسی کا دست نگر نہیں رہتا۔ اولاد بھی نہایت تندرست توانا طاقتور خوبصورت اور باحوصلہ پیدا ہوتی ہی۔

برہم چرج کی تعریف کہاں تک کی جاوے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہی انسان انسان کہلانے کا مستحق ہے جو برہم چرج کے زمانہ کو باقاعدہ اور پورے طور پر ختم کر کے گرہستی بنتے ہیں اور گرہستی ہوتے ہوئے بھی ویرج رکشا کا خیال رکھتے ہیں یعنی سوائے

اولاد پیدا کرنے کی خواہش کے ویرج کو بے جا طور پر ضائع نہیں ہونے دیتے۔

برہم چریہ میں جب اس قدر خوبیاں موجود ہیں تو ہم کو تن، من، دھن سے اسکو قائم رکھنے اور اپنی اولاد کو پورن برہم چاری بنانے کی کافی کوشش اور نگرانی کرنی چاہیے۔

شریمان رام کوی جی نے کیا اچھا لکھا ہے

جو طالب علم اب مردمی اپنا رکھاتا ہی — وہ ساری عمر خوش رہ کر مزہ خلصے اوڑاتا ہی
جو جاہل جانور اس پاک جوہر کو جلاتا ہی — تو وہ بدبخت مُنہ میں موت کے بیوقت جاتا ہی
اسی اِک پاک روغن سے چراغ چشم روشن ہی — گنوا کر اسکو آنکھوں کا دیا جلدی بجھاتا ہی
دلاور بھوت کو شہوت کے جو قابو میں لا سکتا — پکڑ کر موت کے بھی بھوت کو قابو میں لاتا ہی
بہادر جو اُٹھاتا بوجھ بھاری اِس کی بڑھتی کا — شری رگھبیر بن کر وہ کمان شیو کی چڑھاتا ہی
پکڑ کر روک لیتا رام مورت دو بڑے موٹر — بہادر شیر بن کر تن پہ ہاتھی کو چڑھاتا ہی
کہاں تک ہو بیاں اسکو بدن میں جو نہاں کرتا — تو وہ معبود کو عابد عبادت کر کے پاتا ہی

سّو سال بلکہ اِس سے بھی زیادہ عرصہ تک

تندرست توانا۔ طاقتور اور خوش خرّم رہتے ہوئے زندہ رہنے کی اصول

جو راہ راست پر چلتا ہی وہی منزل مقصود پر پہونچتا ہی جس نے اصل راستہ چھوڑ دیا اور ادھر اودھر بھٹکنے لگا اوس کا منزل مقصود پر پہونچنا مشکل ہی نہیں بلکہ بالکل ہی ناممکن ہے پس اگر آپ پورے سّو سال تک بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک تندرست توانا طاقتور اور آنند کے

ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے زندہ رہنے کے خواہشمند ہیں تو قدرت کی ادن ہدایات پر جو کہ قدرت نے ہمارے واسطے مقرر کی ہیں چلنا اور ادن پر صدقِ دل سے کاربند ہونا چاہیے۔
یہ تحقیق امر ہے کہ جس جاندار کے جوان ہونے میں جس قدر عرصہ لگتا ہے اوس سے چھ گنی عمر اوس کی ہوتی ہے بشرطیکہ قوانین قدرت کے مطابق ہی زندگی بسر کرے اور خرافات میں پھنس کر اپنی تندرستی اور حالت کو خاک میں نہ ملا دے۔
فی زمانہ انسان پچیس ۲۵ سال کی عمر میں جوان ہوتا ہے۔ اس حساب سے اوس کا ایکسو ۱۵۰ پچاس سال تک زندہ رہنا آسان ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم لوگ قدرت کی ہدایات کو نہ مانکر بچپن سے ہی ناشائستہ اور خلاف فطرت حرکات کرتے اور طرح طرح کی خرافات میں پھنس جاتے ہیں جس کی وجہ سے اصول مذکورہ بالا سے مستفیض نہ ہو کر تندرست توانا اور طاقتور رہنے اور پوری عمر حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ بچپن سے ہی قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دائم المریض اور اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں کہ جس کا تحریر کرنا مشکل ہے۔ نہ پورے طور پر جوانی کو آنے دیتے ہیں نہ پوری عمر پا سکتے ہیں جس وقت موت نے چاہا آ دبایا۔ اگر خوش قسمتی سے بچ بھی رہے تو زیادہ سے زیادہ پچاس ساٹھ سال کی عمر تک اور یہ عمر بھی صدہا مصیبتوں تکالیف اور پریشانیوں سے گزرتی ہے۔
جیسا تخم ہوگا ویسے ہی درخت اور پھل پیدا ہونگے۔ جب ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ برہم چرج کا خیال نہ کرتے ہوئے عمر طفولیت سے ہی طرح طرح کی ناشائستہ حرکات کرتے کم عمری میں ہی شادی کر کے بضرورت بلا ضرورت وقت بے وقت ہمبستری میں مشغول رہتے ہیں یا چکلوں میں جا کر خانگیوں یا دیگر فاحشہ عورتوں سے کالا منہ کر کے یا عشقیہ قصہ کہانیاں اور ناول وغیرہ پڑھکر یا غیر عورتوں کی خوبصورتی پر فریفتہ ہو کر یا لڑکوں سے ہنسی مذاق کر کے یا طرح طرح کی نشیلی چیزیں حقہ، سگریٹ، سگار، شراب، افیون، بھنگ چرس وغیرہ وغیرہ استعمال کر کے اپنے نطفہ کو جو کہ جسم کا راجہ ہے جس کی بدولت صحت

و تندرستی توانائی اور طاقت۔ خوبصورتی بل اور پراکرم خوشحالی آسودگی اور عمر طبعی حاصل ہوتی ہی خراب اور برباد کر دیتے ہیں۔ اور آتشک، سوزاک، جریان، نامردی۔ کمی باہ۔ فساد خون وغیرہ وغیرہ مہلک امراض جن کا خیال کرنے سے ہی دل کانپتا ہے خرید کر ہمیشہ کو نکمے ہو جاتے ہیں جو اصحاب ایسے امراض میں مبتلا ہیں وہ اپنی پریشانیوں سے خود ہی واقف ہیں جو خوش قسمتی سے بچے ہوئے ہیں اور اُن کے نقصان وہ نتیجہ سے ناواقف ہیں وہ شفا خانہ وغیرہ جا کر ایسے مریضوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر سبق حاصل کریں۔ اور غور کریں کہ ان خرافات میں پڑکر ہم کیسے تندرست توانا طاقتور رہ سکتے ہیں اور کیسے پوری عمر پا سکتے ہیں اور کس طرح تندرست توانا خوبصورت بہادر اور پوری عمر والی اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔

افسوس کہ ہم اپنی بدکرداریوں سے خود ہی نقصان نہیں اوٹھاتے بلکہ ہماری اولاد پر بھی ان بیہودہ باتوں کا اثر پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آئے دن اولاد کا غم والم تقریباً ہر شخص کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہمارے کمزور اور خراب نطفہ سے بچے بھی نہایت کمزور اور نکمے پیدا ہوتے ہیں یہاں تک کہ پیدا ہوتے ہی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور روزانہ حکیم ڈاکٹروں کی خوشامد فیس اور ادویات کا بار اور قیمتی وقت صرف کرنے پر بھی تندرست رہنا ناممکن ہو جاتا ہے ہر جگہ یہی شکایت ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی کوئی سال دو سال کی عمر میں کوئی عین جوانی میں اس دنیا سے رحلت کر جاتے ہیں اور جو خوش نسمتی سے بچ رہتے ہیں وہ تیس چالیس سال کی عمر تک جوانی کو خیرباد کہتے ہوئے بڈھے ہو جاتے ہیں اور پچاس ساٹھ سال کی عمر تک موت آ دباتی ہے اور زندگی کے دن ختم ہو جاتے ہیں۔

افسوس۔ یہ وہی بھارت ورش ہے کہ جہاں لو اور کُش سے بہادر اور باحوصلہ بچے مہاراج سری کرشن چندر جی سے یوگی، بھیشم پتامہ جی سے برہم چاری

ارجن۔ بھیم۔ اور کرن سے بہادر اور با حوصلہ انسان جن کی بہادری کا آج تک ڈنکا بج رہا ہے پیدا ہوتے تھے۔ لیکن یہ تمام باتیں ہماری ناعاقبت اندیشی اور برہمچریہ قائم نہ رکھنے سے خواب و خیال ہو گئیں۔

جناب من۔ پچھلے زمانہ کو جانے دیجئے۔ یہ مثال کہ ساٹھا سو پاٹھا۔ یعنی جو ساٹھ برس کا ہی وہ جوان پٹھا ہے۔ اپنے اکثر سُنی ہو گی۔ لیکن اب ساٹھ برس تک جوانی کو قائم رکھنا تو درکنار ساٹھ برس کی عمر تک پہونچنا ہی مشکل ہے۔

اگرچہ فی زمانہ ہر معاملہ میں بے انتہا ترقی ہو رہی ہے۔ جا بجا صدہا قابل ڈاکٹر تجربہ کار حکیم قابل وید موجود ہیں۔ نوٹس بازوں کی اکسیر اعظم دواؤں کے جو کہ سخت سے سخت امراض دُور کرنے اور ہر طریقہ پر تندرست و توانا بنانے کا دعویٰ رکھتے ہیں نوٹس ہر طرف گھوم رہے ہیں۔ ہر جگہہ حفظان صحت اور صفائی وغیرہ کے محکمہ قائم ہیں۔ پھر بھی پچانوے فیصدی انسان بے انتہا کمزور اور بیمار نظر آتے ہیں۔ جس وقت ہم اپنے قدیم بزرگوں کی جسمانی دماغی روحانی طاقتوں۔ اون کے بل۔ پراکرم اور کارناموں کو کہتاؤں۔ اتہاسوں اور تواریخوں میں پڑھتے ہیں یا بذریعہ تصاویر اون کے رعب دار چہرہ۔ مضبوط۔ سڈول۔ طاقتور اور خوبصورت جسموں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں تعجب ہوتا ہی کہ ہم لوگ اِس ترقی کے زمانہ میں بھی اپنے قدیم بزرگوں کے عشر عشیر نہیں ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ ہمارے بزرگ تندرستی توانائی، طاقت، خوبصورتی، بل اور پراکرم وغیرہ وغیرہ ہر قسم کی خوبیوں میں ہم سے کیوں بدرجہا زیادہ بہتر و برتر تھے اور کن طریقوں پر عمل کر کے خوشحالی اور آنند کی زندگی بسر کرتے ہوئے عمر طبعی پاتے تھے

دوستو۔ ذرا سوچنے اور غور کرنے سی معلوم ہو گا کہ ہمارے بزرگ زمانہ موجودہ کی تہذیب سے جو کہ ہم سے مضر صحت کام کراتی ہے کوسوں دور رہتے تھے۔ وہ قدرت کے اون اصولوں اور ہدایتوں پر جو ہر امیر و غریب انسان کے واسطے یکساں مفید ہیں جن پر

آسانی سے عمل ہو سکتا ہی تہ دل سے عمل کرتے تھے۔ وہ دس بارہ سال کی عمر میں شادی کرنے کے بالکل خلاف تھے چنانچہ وہ اعلیٰ درجہ کا برہم چرج باقاعدہ اور پورے طور پر ختم کرکے گرہست آشرم کو اختیار کرتے اور گرہستی ہوتے ہوئے بھی سوائے اولاد پیدا کرنے کی خواہش کے اپنے نطفہ کو بیجا طور پر ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔ صبح شام پرماتما کی عبادت کرتے۔ بند مکانوں میں رہنے کے بجائے کھلی ہوا میں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اب جہاں ایک ایک دو دو فرلانگ کے واسطے سواری کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ وہاں وہ علی الصبح دو دو کوس جنگلوں میں رفع حاجات کے واسطے جاتے تھے داتن سے دانت منہ وغیرہ صاف کرتے تھے۔ اب موسم سرما میں اکثر لوگ ہفتوں نہیں نہاتے اور گرم پانی دیکھکر بھی بخار چڑھ آتا ہے۔ وہاں وہ سخت سے سخت سردی کے موسم میں بھی روزانہ کنوئے کے تازہ پانی سے غسل کرتے تھے۔ اب صرف بالوں میں خوشبودار تیل ڈالکر پٹیاں کاڑھنے کا رواج ہے وہ تمام جسم پر کڑوے اور میٹھے تیل کی مالش کرتے ڈنڈ پیلتے مگدر ہلاتے اور طرح طرح کی ورزش وغیرہ کرکے اپنی جسمانی طاقتوں کو بڑھاتے رہتے تھے وہ حفظ صحت کے اصولوں پر صدق دلی سے عمل کرتے اور ایسے دھارمک کام جن سے سچا آنند اور خوشی حاصل ہوتی رہے کرنے کے عادی تھے وہ ہمیشہ سچ بولتے تھے دیا اور دھرم کے پابند رہتے تھے۔

حاصل کلام۔ یہ تو معمولی باتیں ہیں ہمارے بزرگ جسمانی، دماغی اور روحانی طاقتیں بڑھانے میں سخت سے سخت ریاضت کرنے میں بھی دریغ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ وہ یوگ ابھیاس کے جس کا کرنا معمولی بات نہیں ہے عامل ہوتے تھے۔

یوگ ودیا۔ جسکے ذریعہ انسان ہر قسم کی کرامات سدھیوں اور دبھوتیوں سے واقف ہو کر ہمیشہ تندرست توانا اور طاقتور رہتے ہوئے اپنی عمر کو ہزاروں سال تک بڑھا سکتے ہیں اس جگہہ تحریر کرنا مضمون کو طول دینا ہے دوئم اس مضمون کی ایک مختصر کتاب

جس کا نام بھارتی روحانی شکتی ہے جس کی قیمت صرف نو آنہ ۹ر ہے۔ تحریر کر چکے ہیں جو صاحب کامل فائدہ اوٹھانا چاہیں حسب ذیل پتہ سے منگا کر ضرور فائدہ اوٹھائیں۔

ملنے کا پتہ۔ **سی۔ ایل۔ بھارتی۔ علی گڑھ سٹی** (یو۔پی)

یوگ ودیا کے متعلق یہاں صرف اس قدر ضرور تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کے پران معمولی طور پر اوس کے قابو میں نہیں ہیں بلکہ بہتے ہوئے دریا کے مانند بہا ہوا چلا جا رہا ہے جس طرح ہم لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے، اسی طرح اپنے پرانوں کی بھی قدر نہیں کرتے۔ بہت سے اشخاص تو یہ بھی نہیں جانتے کہ سانس منہ کے راستہ لینا چاہیئے، یا ناک کے راستے۔ یہ پران جس پر زندگی کا دار مدار ہے۔ ایشور کی بڑی بھاری نعمت ہے اگرچہ سانس عام طور پر جلد جلد چلنے والا ہے۔ لیکن ہم اسکو بذریعہ یوگ قابو میں کر کے عرصہ دراز تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ مہاتماؤں نے حساب لگا کر معلوم کیا ہے کہ جو جاندار جس قدر پورے اور گہرے اور کم سانس لیتا ہے اوس کی عمر اوسی قدر زیادہ ہوتی ہے اور جو جاندار جس قدر جلد جلد سانس لیتا ہے اوس کی عمر اوسی قدر کم۔ کتے، بھیڑیئے وغیرہ جلد جلد سانس لیتے ہیں اور وہ جلد مر جاتے ہیں۔ ہاتھی۔ کچھوے۔ وغیرہ کم سانس لیتے ہیں چنانچہ زیادہ عرصہ تک زندہ رہتے ہیں۔ پس اگر آپ ذرا محنت کر کے سانس کو اپنے قابو میں کر لیں (جس کا حال بھارتی روحانی شکتی میں درج ہے) تو آپ اپنی عمر کو سوائی، ڈیوڑھی، دوگنی، تگنی، بڑہا سکتے ہیں، جیسے رشی، منی، سادہو، مہاتما، اپنی عمر کو دو سو، چار سو اور ہزاروں برس تک بڑہا لیتے ہیں جن کا حال کبھی کبھی اخباروں کے ذریعہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ فلاں مہاتما اس عمر کا موجود ہے۔ اگر آپ یوگ ودیا اور پرانایام وغیرہ کا عمل نہ کر سکیں تو کم از کم سانس ناک کے راستہ پورے اور گہرے لیا کریں تاکہ کچھہ تو فائدہ پہونچے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بذریعہ یوگ ابھیاس انسان ضرور عرصہ دراز تک زندہ رہ سکتا ہے۔ مہاتماؤں نے حساب لگایا ہے کہ جو شخص

ایک گھنٹہ روزانہ پرانایام کرنے کا عادی ہے اوس کی عمر بھی ڈیوڑھی ہو جاتی ہے اور جو شخص جس قدر زیادہ عرصہ تک سانس کو باقاعدہ روک سکتا ہے اوس کی عمر اوسی قدر بڑھ جاتی ہے۔

اب ہم حفظ صحت کے خاص اصول جنہیں قابل بزرگوں نے بڑی چھان بین اور تجربہ سے معلوم کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے کمزور انسان بھی لطف زندگی حاصل کر سکتے ہیں تحریر کرتے ہیں۔

صبح کس وقت اُٹھنا چاہیئے۔ صبح سورج نکلنے سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پیشتر اُٹھنا چاہیئے جو شخص اسوقت اُٹھنے کے عادی ہیں۔ وہ نہایت خوش و خرّم رہتے ہیں کیونکہ اس وقت کی پاک صاف ہوا نہایت خوشگوار۔ صحت کو قائم رکھنے والی اور تمام اعضاء دل و دماغ اور جگر وغیرہ کو طاقتور بنانے والی ہوتی ہے۔ جو لوگ سورج نکلنے یا اُس کے بعد بھی بستر پر پڑے رہتے ہیں وہ کاہل اور سست ہو جاتے ہیں اور اس نعمت عظمیٰ اور آنند حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں جو قدرت نے ہر امیر و فقیر کے لئے نہایت فیاضی سے عام کر دی ہے۔

زیادہ سونا یا جاگنا دونوں خراب اور مضر صحت ثابت ہوئے ہیں۔ جہاں نیند کی کمی سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور مزاج میں اعتدال نہیں رہتا۔ وہاں زیادہ سونے سے بھی انسان مضمحل اور پژمردہ دل ہو جاتا ہے ہاضمہ میں فتور آنے لگتا ہے خیالات پراگندہ رہتے ہیں اور رفتہ رفتہ آدمی بیمار پڑ جاتا ہے۔

پس عام طور پر بوڑھوں، بچوں، مریضوں، کمزوروں کو قریب ۹ یا ۱۰ گھنٹہ اور کم از کم ۸ گھنٹہ سونا چاہیئے۔ تندرست اور جوانوں کو قریب ۷ آٹھ گھنٹہ اور کم از کم ۶ گھنٹہ ضرور سونا چاہیئے۔

جو لوگ علی الصباح اُٹھکر آبادی سے کچھ دور فاصلہ پر پاخانہ وغیرہ جانے کے عادی

ہیں وہ نہایت خوش نصیب ہیں۔ کیونکہ اُن کو روزانہ باد نسیم جو کہ تندرستی کے لئے مفید اور خوش رکھنے والی صحت عمر اور دولت کو ترقی دینے والی ہے مستفیض ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ برخلاف اس کے بلا شوچ کئے ہوئے اور بلا اشنان اور بلا ہاتھ منہ دھوئے ہوئے جو لوگ کھاتے پیتے اور کاروبار میں لگ جاتے ہیں وہ نہایت ہی سست اور اُداس رہتے ہیں۔ اُن کی صحت، عمر اور خوش حالی کو نقصان پہنچتا ہے۔

اس واسطے صبح ہی اُٹھ کر پاخانہ، پیشاب سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ داتن اور اشنان کر کے پرماتما کے بھجن کے بعد اپنے کاروبار میں لگنا چاہئے۔

غسل صحت کے واسطے غسل بھی عجیب چیز ہے جسم سے میل کچیل دُور ہو کر مسامات کھل جاتے ہیں دل خوش رہتا ہے سستی وغیرہ پاس نہیں آتی جسم طاقتور ہوتا ہے عمر بڑھتی ہے حُسن کو ترقی ہوتی ہے تندرست آدمی کو کنوئیں کے تازہ پانی سے روزانہ اشنان کرنا چاہئے۔ اگر سورج نکلنے سے پیشتر ہی اشنان کر لیا جاوے تو کیا ہی بات ہے۔

خورو نوش جس وقت تک کھانے پینے کی سچی خواہش نہ ہو کوئی چیز خواہ کیسی ہی عمدہ اور لذیذ کیوں نہ ہو۔ ہرگز کھانی یا پینی نہ چاہئے بلکہ جب اشتہا صادق ہو اُس وقت کھانا پینا چاہئے۔ اور کسی قدر خواہش باقی رہے اُس وقت دستکش ہو جانا چاہئے۔ کھانا ہمیشہ تازہ زود ہضم اور (اگر میسر ہو سکے) مقوی ہونا چاہئے۔ سڑی بُسی چیزیں جلا ہوا کچا اور ایسی ثقیل چیزیں جو معدہ کو نقصان پہنچائیں نہ کھانا چاہئیں تیل۔ گڑ کھٹائی۔ سرخ مرچ اور گرم خشک چیزوں کا زیادہ استعمال نہ کرنا چاہئے۔

کھانا ہمیشہ وقت مقررہ پر کھانا چاہئے۔ صبح کا کھانا ۱۱۔۱۲ بجے کے درمیان اور رات کا کھانا ۸۔۹ بجے کے درمیان وقت مقررہ پر کھانا چاہئے۔ کھانا کھانے سے پیشتر ہاتھ اور پاؤں کا دھونا اور کلی کرنا نہایت ضروری اور مفید ہے۔ کیونکہ اوّل تو صفائی ہو جاتی اور دوئم بھوک کی خواہش اچھی طرح ہو جاتی ہے۔ کھانا خوب چبا کر کھانا چاہئے تاکہ دانتوں کا کام

معدہ کو نہ کرنا پڑے اور معدہ کمزور نہ ہو جائے۔ باسی کھانا دوبارہ گرم کر کے نہ کھانا چاہیے نہایت اطمینان اور خوشی کی ساتھ کھانا کھانا جزو بدن ہوتا اور صحت پر بہت اچھا اثر ڈالتا ہے اس واسطے حکما کا اس پر اتفاق ہی کہ کھانا کھانے کے وقت فکر و رنج غم غصہ بغض و حسد وغیرہ افعال ذمیمہ سے قطعاً احتراز کرنا چاہیے بلکہ ان بیہودہ افعال سے ہمیشہ کے لئے پرہیز کرنا چاہیے۔

گھی دودھ اور ورزش عجیب و غریب نعمتیں ہیں۔ جو اشخاص طاقت کے موافق ان چیزوں کا استعمال رکھتے ہیں وہ صحت اور طاقت کے لطف سے واقف ہیں۔ یہ لوگ عمر طبعی کو پہنچتے ہیں اور تمام اعضا رئیسہ بڑھاپے میں بھی اپنا فعل کرتے رہتے ہیں اور کسی کے محتاج نہیں رہتے۔ ویدک میں گائے کے دودھ کی بے انتہا تعریف لکھی ہے گائے کا دودھ فوراً کاڑھا ہوا جس کی قدرتی گرمی ضائع نہ ہوئی ہو پینا امرت کے مانند فائدہ کرتا ہے اور اس کے دودھ سے نکلا ہوا مکھن بے انتہا مفید ہی پس ہر فرد بشر کو ایسے جانوروں کی جس سے ایسی نعمتیں حاصل ہوں پرورش اور حفاظت کرنی چاہیے۔

پانی۔ پانی نہایت صاف شیریں عمدہ اور ہلکا استعمال کرنا چاہیے کھانا کھانے سے پیشتر پانی پینے سے حرارت ہاضمہ کم ہو جاتی ہے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً بہت سا پانی پینے سے بھی ہاضمہ میں فتور آجاتا ہے اس واسطے اگر ضرورت ہو تو درمیان میں تھوڑا تھوڑا پانی پینا چاہیے۔ شربت برف وغیرہ کا زیادہ استعمال بھی نقصان رساں ہی۔

ورزش۔ تندرستی کے واسطے ورزش کی بھی نہایت ضرورت ہی۔ اصل مطلب یہ ہی کہ جسم کے ہر عضو سے اُس کی طاقت کے موافق کافی کام لیا جاوے۔ جو لوگ محنت کرنا جانتے ہیں اور ورزش کے عادی ہیں وہ نہایت تنومند اور عمدہ صحت میں رہتے ہیں۔ کاہلی اور سستی اُن کے پاس نہیں آتی۔ ورزش کرنے والا جلد بوڑھا نہیں ہوتا۔ اور اُس کے جسم کے تمام اعضا اخیر وقت تک کام دیتے رہتے ہیں اور بڑھاپے میں بھی بہت سے جوانوں سے بہتر اور

تنومند نظر آتا ہے۔ برخلاف اس کے جو ورزش اور محنت کے عادی نہیں ہیں وہ
جوانی میں ہی بڑھاپا خرید لیتے ہیں اور آئے دن بیمار اور نحیف و زار ہوتے جاتے
ہیں آخرش بہار زندگی اُن کے لیئے وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ باقی ماندہ زندگی
بڑی بدمزگی اور بے لطفی سے گزارتے ہیں۔

پوشش - اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ کپڑے بیش قیمت اور فوق البھڑک ہوں
بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ لباس ایسا ہونا چاہیے جو موسم کے لحاظ سے موزوں اور
مناسب ہو۔ حتی الامکان لباس نہایت صاف اور ستھرہ ہونا چاہیے۔ نہ اس قدر تنگ
ہو کہ جسم کھچا رہے اور نہ ایسے ڈھیلے کہ بدنما معلوم ہوں۔ موسم گرما میں ٹھنڈے سوتی
کپڑے جو کسی قدر غف اور موٹے ہوں استعمال کریں تاکہ لو وغیرہ کا اثر نہ ہو اور پسینہ
خشک ہو کر جسم ٹھنڈا رہے۔ موسم سرما میں گرم اونی کپڑے ہونے چاہئیں تاکہ سردی کا
اثر جسم پر نہو لیکن اونی کپڑوں وغیرہ کے نیچے ایک سوتی کپڑا ضرور ہونا چاہیے تاکہ جلد جلد دھلتا
رہے۔ موسم برسات میں ٹھنڈے سوتی اور نہایت ہلکے کپڑے پہنے جائیں تاکہ ہوا کافی طور
سے جسم کو لگتی رہے اور مروری خارش وغیرہ جسم پر نہ ہونے پاویں۔ جس طرح آہستہ آہستہ
موسم تبدیل ہوتا جائے اسی طرح موسم کے موافق آہستہ آہستہ کپڑوں کو تبدیل کر دینا
چاہیے۔ تاکہ تبدیل موسم سے جو اضمحلال عام طور سے طبیعتوں کو محسوس ہوتا ہے اُس سے
امن رہے۔ جو اصحاب مذکورہ بالا ہدایتوں پر جسقدر صدق دلی سے عمل کریں گے اُسی قدر تندرست
توانا اور طاقتور رہتے ہوئے عمر طبعی پائیں گے۔

باب دوسرا ۔ تعلیم

علم - عربی زبان کا لفظ ہے. جس کو فارسی میں دانشتن اُردو میں جاننا انگریزی میں نالج اور سنسکرت میں ودیا کہتے ہیں -

علم کے معنی - جاننے کے ہیں یعنی جو چیز جیسی اور جس قدر ہو اُس کو ویسی ہی اور اُسیقدر جاننا علم ہے یا یوں کہو کہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی شے ذرات عالم اور اُن سے بنی ہوئی اشیا سے لیکر روح اور خدا کی کماحقہ ماہیت حاصل کرنا علم کہلاتا ہے ۔ علم کی اگرچہ بہت سی قسمیں ہیں لیکن ہم یہاں صرف اسی علم کا ذکر جو دنیاداری کے کام آتا ہے تحریر کرتے ہیں

علم کی خوبیان - علم ایک عجیب و غریب بے مثل اور لازوال جوہر ہے. جس کے مقابلہ ہیرا - پنا - لعل وغیرہ زوال پذیر اور پتھر ہے - جواہر جب ٹوٹ جاتا ہے اُس کا مول گھٹ جاتا ہے ۔ زر و جواہر کو چور چرا سکتا ہے زبردست چھین کرلے جا سکتا ہے ۔ بھائی بانٹ کرلے جاتا ہے ۔ اُٹھائی گیرا اُٹھا کرلے بھاگتا ہے اور دیگر صدہا طریقہ پر ضایع ہو جاتا ہے ۔ مگر جوہر علم میں وہ کمال ہے جس کو کسی طرح زوال نہیں ۔ اس کو چھیننے ۔ چرانے بانٹ کرنے اور ٹھگ لیجانے کے لیے کسی کی مجال نہیں بلکہ اسکو جسقدر صرف کیا جاوے اُسی قدر اور بڑھتا ہے ۔ کسی نے سچ کہا ہی -

عجب دولت علم ہے خوش شگرف
یہ بڑھتا ہے گر کیجیے اس کو صرف

دنیا میں چار قسم کی طاقت ہنر یا پیشہ ہیں -

اوّل علم کی طاقت - جو عالموں سے تعلق رکھتی ہے -

دویم زور۔ قوتِ بازو۔ یا ملک گیری۔ آئین و انتظام ملکی کی طاقت جو اقوام چھتری کے واسطے مخصوص ہے۔

سویم۔ تجارت۔ سوداگری۔ کاشتکاری کی طاقت جو تاجروں اور کاشتکاروں سے وابستہ ہے۔

چہارم۔ دستکاری۔ کاریگری و خدمت جسمانی۔ جو مختلف قسم کے پیشہ وروں اور کاریگروں سے تعلق رکھتی ہے۔

ان سب میں علم کی طاقت و لیاقت کو فضیلت و شرافت کا درجہ حاصل ہے کیونکہ اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے حصول علم کے ذرائع و وسائل یعنی اعضاء جسمانی تمام جسم میں افضل و اعلیٰ خلق کیے ہیں غور کیجئے کہ جن حواس خمسہ علمی کے ذریعہ سے مخلوقات خارجی و محسوسات ظاہری کا ادراک و احساس ہر جاندار یعنی انسان و حیوان کو ہوتا ہے وہ جسم کے بلند تر مقام پر پیدا کیے ہیں۔

(۱) ہر قسم کی صوت و صدا۔ راگ و گیت وغیرہ کا علم انسان کو قوت سامعہ یعنی کان کے ذریعہ ہوتا ہے۔

(۲) ہر قسم کی رنگت صورت و شباہت کا علم قوت باصرہ یعنی آنکھ کے وسیلے سے ہوتا ہے

(۳) ہر قسم کے ذائقہ کی آگاہی قوت ذائقہ یعنی زبان چشندہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔

(۴) ہر قسم کی بو یعنی خوشبو و بدبو کی واقفیت قوت سامعہ یعنی ناک سے حاصل ہوتی ہے۔

(۵) سختی و نرمی۔ سردی و گرمی کا علم قوت لامسہ یعنی کھال کے ذریعہ سے ہوتا ہے ان میں سے اُوپر کی چار قوتیں صرف سر میں ہی ہیں مگر کھال سر پر ہوتی ہوئی باقی اور سب اعضا کے اوپر منڈھی ہوئی ہے۔ جب کہ علم یعنی جاننے کے ذریعہ و حواس سب اونچے مقام سر میں ہیں تو اس نیچی دنیا میں علم سب سے اونچی چیز ہے۔

ان کے سوائے ہماری۔ آنکھ کان وغیرہ وغیرہ کی رسائی کے سے باہر اور

دور کی اشیاء کا علم ہم کو خیال و عقل سے ہوتا ہے، سو ان کا قیام حواس خمسہ سے بھی بلند تر ہے۔

علم سے دوسرے درجہ پر طاقت کا درجہ ہے۔ یوں تو طاقت کا دارمدار سارے جسم کی طاقت پر ہے۔ مگر قوت بازو خصوصاً مشہور عام ہے۔ چونکہ بازو سر سے نیچے ہیں اس لیے طاقت کا درجہ علم سے نیچا اور کم ہے۔ دلیل ظاہر ہے کہ ہاتھی۔ اجگر سانپ گینڈا۔ ارنا بھینسا اونٹ۔ گھوڑا۔ بیل وغیرہ انسان سے بہت زیادہ ڈیل ڈول اور طاقت والے ہیں۔ شیر وغیرہ کے روبرو تو انسانی طاقت بہت ہی کم ہے مگر حضرات انسان نے اپنے علم و دانش سے ان سب جانوروں کی ناک میں نکیل ڈال رکھی ہیں۔ دیکھیے انسان شیر و سانپ وغیرہ کو پکڑ کر اور اپنے قابو میں کر کے کیسے کیسے کھیل کھلاتا اور ناچ نچاتا ہے۔ یہ سب انسان کی علم و دانائی کا کرشمہ ہے۔

انسان و حیوان میں تو صورت و شکل۔ ڈیل ڈول اور جنس کا بڑا بھاری فرق ہے۔ ایک جنس اور ایک سی شکل صورت والے انسان کو ہی لے لیجیے کہ ایک ڈبلا پتلا کمزور عالم بے شمار موٹے تازہ جاہل پہلوانوں پر حکم چلاتا اور اُن کو قابو میں رکھتا ہے۔

زر کا درجہ طاقت سے بھی کم ہے اس لیے زر علم سے کم تر ہے کیونکہ بڑے بڑے زردار ساہوکار بھی عالم وکیلوں۔ حکیموں وغیرہ کے صلاح کے محتاج ہیں پھر کاشتکار اور دستکار۔ کاریگر وغیرہ تو عالموں سے بہت ہی کم درجہ پر ہیں۔ دھن دولت۔ ریاست۔ عمارت زن و فرزند حتیٰ کہ اپنے جسم کے اعضاء یعنی قوت بینائی و شنوائی وغیرہ درمیان میں ہی اکثر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ یار وفادار اور خدمت گار بیچ میں ہی دغا دے جاتے ہیں۔ مگر علم سچا دوست۔ خادم وفاشعار اور فرزند سعادت مند ہے کہ تا زیست انسان کا ساتھ نبھاتا ہے یہ سفر و خضر میں غریبی و مفلسی مصیبت و پریشانی وغیرہ ہر وقت اور ہر موقع پر کام آتا ہے انسان کی طاقت ضعیفی میں گر در ہو جاتی ہے مگر علم کی طاقت بڑھاپے میں اور بھی زیادہ چمک

جاتی ہے زردار کا زر اُس کے ہاتھ اور خزانے سے نکل جاتا ہے مگر علم دار کا علم اُسکے سینہ کے صندوق میں مرنے تک محفوظ رہتا ہے۔

علم دیدہ عقل کے بڑھانے اور تیز کرنے میں جواہرات کا سرمہ ہے گو عقل انسان میں خداداد ہے مگر وہ علم کے ذریعہ بڑھتی اور جلا پاتی ہے گویا عقل ایک معمولی لوہا ہے علم اُسکے لیے صیقل ہے۔ عقل ایک پھیکا سونا ہے علم اُس کے واسطے سہاگہ کا کام دیتا ہے جیسے صیقل پر چڑھکر لوہا جلا پاتا ہے ایسے ہی علم کے حاصل کرلے سے عقل انسان تیز و باریک ہو جاتی ہے۔ یا عقل بمنزلہ ہتھیار یا اوزار کے ہے اور علم چرخ یا سنگ ہی جیسے ہتھیار یا اوزار سان یا چرخ پر چڑھ کر تیز اور پینا ہو جاتا ہے ایسے ہی علم کے ذریعہ عقل تیز اور باریک ہو جاتی ہے۔ عقل کے واسطے علم دوربین کا کام دیتا ہے۔ علم و عقل کا تعلق لازم و ملزوم ہے یعنی علم سے عقل کو ترقی ہوتی ہے اور عقل سے علم کو فروغ ہوتا ہے۔ بلا علم کے عقل اندھی اور بلا عقل کے علم لنگڑا ہے۔ علم سے انسان کا دل نورانی ہو جاتا ہے۔ علم انسان کے واسطے عین روشنی اور راحت و مسرت کا سرچشمہ ہے۔ علم کے ذریعہ انسان کا اخلاق درست ہو جاتا ہے۔ اچھے نیک اور عالم اُستادوں کی صحبت میں رہکر خلق خدا کی بھلائی اور سخاوت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ عالم اپنے اور غیر سب کی نظر میں عزیز اور ممتاز رہتا ہے۔ سفر و حضر سب جگہ عزت پاتا ہے عالم کے صدہا کام باتوں میں ہی ہو جاتے ہیں۔ عالم اپنی مصیبت و بیماری و تنہائی کی تکالیف کو کتب بینی کے ذریعہ آسانی سے کاٹ دیتا ہے۔ علم کے ذریعہ انسان ہر قسم کے کام نہایت خوبی و خوش اسلوبی ارام اور کم خرچ میں آسانی کے ساتھ کرسکتا ہے۔ اور اپنے علمی تجربہ سے طرح طرح کی مفید ایجادوں۔ عجیب غریب صنعت دستکاریوں دیگر ہنر وغیرہ غرضکہ ہر کام سے نہایت عزت آرام اور آسانی سے دولت پیدا کرسکتا ہے اور اپنی آمدنی و دولت کو سلیقہ اور کفایت شعاری سے خرچ کر کے بہت جلد دولت مند ہو جاتا ہے۔ عالم نیکی اور

بدی میں۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کرکے اچھے اور نیک کام کرتا ہے اور اپنے معبود کی عبادت ماں باپ اور بزرگوں کی خدمت و اطاعت اپنے سے چھوٹوں کی قدر افزائی محتاجوں اور بیکسوں کی امداد و دستگیری اور ہر قسم کے نیک کام کرکے دنیا میں نیک نامی پاتا ہے اور سفر آخرت کے واسطے پاک توشہ جمع کرتا ہے غرضکہ علم اس دنیا میں یار مددگار اور عاقبت بخیر کرنے کے واسطے معین و یاور ہوتا ہے گویا علم حصول صحت دولت و مسرت آسائش و عزت کامرانی و منزلت نیک نامی و سعادت وغیرہ وغیرہ کی کنجی ہے۔ اسواسطے ہر شخص کو علم حاصل کرنے میں دل و جان سے کوشش کرنی چاہیے۔

شعر

علم ہی سے قدر ہے انسان کی — علم ہی سرمایہ عیش و زندگی
خوب روئی میں بشر سے جانور — ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں خوب تر
اور طاقت میں تنومندی میں تیز — شیر و ہاتی کو سمجھ اے باتمیز
کیا شجاعت اور کیا رفتار میں — کیا سخاوت اور کیا گفتار میں
دوستی میں اور وفاداری میں تیز — حلم میں اور باربرداری میں نیز
ہیں بشر سے خوب صدہا جانور — علم و دانش سے مگر ہیں بے خبر
علم سے بے بہرہ نر حیوان ہے — شکل میں صورت میں گو انسان ہے
نر بنا چاہیے تو کر تحصیل علم — کر تواضع اختیار اور سیکھ علم

پند کرنا رام کا ہے نیک نام
گر قبول یا ردّ باقی والسلام

علم کی ضرورت

دنیا کے ہر کام میں۔ ہر پیشہ و ہنر میں حتیٰ کہ روزمرہ کے کاموں میں بھی علم کی ضرورت ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہوائی جہاز۔ ریل۔ تار عجیب غریب کلیں انوکھی ایجادیں وغیرہ سب علم کے ذریعہ ہی ظہور میں آئی ہیں۔ علم کے ذریعہ ہی انسان دنیاداری کے کاموں کو بہ حسن خوبی انجام دیتا اور عزت و آرام سے زندگی بسر کرتا ہوا سفر آخرت کا پاک توشہ جمع کر سکتا ہے۔ جس ملک یا جس گھرانے میں علم کا چرچا ہے مرد۔ عورتیں بچے سب ہی تعلیم سے بہرہ ور ہیں وہ اپنی زندگیاں نہایت عزت و آرام اور آسائش سے گذارتے اور ہمیشہ خوش خورم اور بشاش رہتے ہیں۔ تعلیم یافتہ پیشہ ور اپنے کام کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے نہایت اطمینان اور آرام سے انجام دیتے ہیں کافی فائدہ اٹھاتے اور دن بدن ترقی کرتے ہوئے نیک نامی سے زندگی بسر کرتے ہیں برخلاف اس کے جاہل اپنی گذر اوقات کرتے اور آسانی سے پیٹ بھی نہیں بھر سکتے۔

ہندوستانی اشخاص زیادہ تر اس غرض سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو اسی غرض سے تعلیم دلاتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرکے ملازمت کریں اور اپنا و اپنے متعلقین کا پیٹ بھر سکیں یہ لوگ اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق یعنی جہانتک روپیہ اور وقت ان کی مدد کرتا ہے وہ اُسے نہایت فیاضی سے صرف کرتے ہوئے علم حاصل کرتے ہیں۔ بے انتہا روپیہ اور وقت صرف کرنے پر کچھ تو گریجوایٹ ہو جاتے ہیں باقی کافی خرچ نہ ہونے اور دیگر وجوہات سے درمیان میں ہی رہ جاتے ہیں۔ اسکے بعد اُنہیں ملازمت کرنے کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ جابجا ہر محکمہ اور دفتروں میں درخواست

دیتے پھرتے ہیں بعض اشخاصوں کو سخت محنت اور کوشش کرنے پر پچیس تیس یا پندرہ بیس روپیہ کی جگہ مل جاتی ہے اور وہ اپنی خوش قسمتی سمجھکر خوشیاں مناتے اور ملازمت کے ذریعہ اپنی اور اپنے متعلقین کا پیٹ بھرنے کو غنیمت سمجھتے ہیں باقی لوگ ملازمت نہ ملنے پر در بدر مارے مارے پھرتے اور ایسی کم درجہ کی ملازمتیں جس کے ذریعہ آرام و آسایش کے ساتھ گذر ہونا ناممکن ہے کرنے کو بھی ہر وقت طیار رہتے ہیں۔ ایسے بیکار اشخاصوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ بھائی اگر ملازمت نہیں ملتی تو اور کوئی مناسب و موزوں پیشہ اختیار کر کے بیکاری و مفلسی کو خیرباد کہو۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ واہ صاحب ہم نے کافی روپیہ اور وقت علم حاصل کرنے میں صرف کیا ہے اگر ہمیں ملازمت کے علاوہ کوئی اور پیشہ کرنا ہوتا تو ہم تعلیم ہی کیوں پاتے۔ کیا تعلیم حاصل کر کے سوائے ملازمت کے اور دیگر کام ہم سے ہو سکتے ہیں۔ لکھنے پڑھنے کی ملازمت اگر دس روپیہ کی بھی مل جاوے تو ہم کرنے کو طیار ہیں لیکن دوسرا کام خواہ اُس میں پچاس روپیہ ماہوار کی آمدنی کیوں نہ ہو ہمیں کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے۔

آج کل ملازمتیں عنقا ہو رہی ہیں ایک تیس چالیس روپیہ کی جگہ کے واسطے صدہا عرضیاں گرے جوتیوں کی آجاتی ہیں پیرادہ کپڑے تعلیم یافتہ اصحابوں کی پونچھ کہاں ہو اں لوگوں پر تو یہی مثال صادق آتی ہے کہ دھوبی کا کتّا گھر کا نہ گھاٹ کا کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہم لوگ صرف ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے ہی تعلیم حاصل کرتے ہیں یا اپنے علم کو ملازمت تک ہی محدود رکھنا جانتے ہیں۔ لیکن تعلیم کی یہ غرض نہیں بلکہ تعلیم اس غرض سے حاصل کرنی چاہئے کہ کسی ایمانداری کے پیشہ کے اختیار کرنے میں شرم نہ کریں گے بلکہ علم کے ذریعہ ہر قسم کے مناسب اور موزوں پیشہ سے آسانی کے ساتھ کافی روپیہ پیدا کریں گے اور

عزت و آرام کی زندگی بسر کریں گے۔

بعض اشخاص جب اُنھیں ملازمت نہیں ملتی تو بہ مجبوری دیگر پیشوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دوسرے پیشہ کرتے ہوئے بھی اُن کا خیال ملازمت کی طرف ہی رہتا ہے۔ اس فکر میں وہ اور بھی نقصان اُٹھاتے ہیں کیونکہ مستقل مزاجی سے نہ اس کام کو کرسکتے ہیں نہ نوکری ہی مل سکتی ہے۔ یہ لوگ اگر مستقل مزاجی سے ہی تجارت وغیرہ جن کا حال اس کتاب کے دیگر باب میں تحریر ہے کریں اور ذرا بھی محنت مشقت اور مستقل مزاجی سے کام لیں تو بہت جلد دولتمند ہوکر نہایت عزت و آرام سے زندگی بسر کرنے لگیں۔

بعض اشخاص تعلیم حاصل کرکے غیر ملکوں میں کسی ہنر یا دستکاری کی تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور کام سیکھتے ہیں لیکن اُس میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے اور عملی تجربہ کم حاصل کرتے ہیں اس واسطے یہ لوگ واپس آکر خود کچھ کام نہیں کر سکتے بلکہ غیر ملکی کاریگروں کے محتاج و دست نگر رہتے ہیں۔

تعلیم کیسی ہونی چاہیے

ابتدائی تعلیم۔ ہر والدین پر فرض ہے کہ اپنے بچوں کو ابتدا سے ہی نیک تربیت دیں اور تعلیم حاصل کرنے کا شوق دلائیں۔ بچوں کو گالی نہ دیں۔ جھوٹ نہ بولیں بہانہ نہ کریں کسی قسم کا خوف نہ دلایا کریں نہ لالچ وغیرہ دیکر کوئی کام کرایا کریں۔ فضول کھیل تماشہ سوانگ ناچ وغیرہ جنسے چال چلن پر بڑا اثر پڑتا ہے نہ خود دیکھیں نہ اُنھیں دکھلائیں۔ پیسہ مانگنے کی عادت نہ ڈالیں۔ فضول اور بیہودہ

شوق کی چیزیں نہ خریدنے دیں۔ کفایت شعاری پر عمل کرائیں اور ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھکر۔ مذہبی اخلاقی اور اچھی باتیں نہایت محبت آمیز طریقہ سے سکھاتے رہیں بچوں کو ابتدا سے ہی ایسی تعلیم دیں کہ وہ ہر بُرے فعل اور بدشغل مثلاً عیاشی۔ تماش بینی۔ زناکاری۔ شراب خوری۔ نشہ بازی۔ جوا۔ چوری۔ بے ایمانی۔ دغا۔ فریب۔ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ وغیرہ وغیرہ مذموم باتوں سے کوسوں دور رہیں۔ کیونکہ چھوٹی عمر سے ہی جو باتیں بچوں کے ذہن نشین کرادی جاتی ہیں وہ تا زیست رہیں گی جو بچے اپنے والدین اور سرپرستوں کی عدم توجہی سے بیہودہ۔ جاہلانہ اور بداخلاقی کی باتیں سیکھہ لیتے ہیں اُن کا سن بلوغیت پر بھی دُور ہونا قریب قریب ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور وہ اول درجہ کے بدچلن اور اوباش ہو کر اور طرح طرح کی خرافات میں پڑکر اپنی صحت و تندرستی کو خراب کر لیتے ہیں نہ دولت پیدا کر سکتے ہیں نہ روپیہ جمع کرکے دولتمند ہو سکتے ہیں نہ نیک نامی اور عزت آبرو سے زندگی گذار سکتے ہیں اس واسطے بچوں کی ابتدا سے ہی کافی نگرانی کرنی چاہیے۔ بڑے ہونے پر بھی جب بچے تعلیم کے قابل ہو جاویں تو انھیں دھارمک تعلیم ضرور دینی چاہیے۔ اور ابتدائی تعلیم ہندی اور اردو میں جو کہ اپنے ملک کی زبان ہے دلانی چاہیے اس کے بعد اپنے بادشاہ کی زبان انگریزی میں بھی اس قدر تعلیم کہ اپنا کام حسن خوبی انجام دے سکیں اور کاروبار اچھی طرح کرتے ہوئے حساب وغیرہ درست رکھہ سکیں ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس قدر تعلیم تو ہر بچے کو ضرور ہونی چاہیے اس کے بعد لڑکے کا میلان طبع جس کام یا پیشہ کی جانب ہو اُس کے متعلق کافی تعلیم ہونی چاہیے۔ اور تعلیم حاصل کرکے کچھ عرصہ تک عملی تجربہ کرنا چاہیے تاکہ جس پیشہ کو کرے اُس کے ہر نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہو جاوے اور اپنے کام کو نہایت اطمینان اور کامیابی کے ساتھ چلاتا ہوا کافی ترقی کر سکے۔

باب تیسرا۔ کاروبار

روپیہ کمانا یا پیدا کرنا

دنیا میں کونسا بشر ہے جسے روپیہ پیدا کرنے اور دولتمند بننے کی ضرورت در خواہش نہیں ایک بادشاہ کو دیکھئے تو وہ بھی ہر وقت افزائش دولت کی فکر میں محو نظر آئیگا اور ادنیٰ سے ادنیٰ فقیر بھی اپنی پردرد صدا میں یہی گیت گائیگا۔

یہ آرزو اور خواہش بیجا نہیں ہے۔ کیونکہ روپیہ ضروریات زندگی کے واسطے نہایت ضروری چیز ہے۔ روپیہ سے انسان کے ہزاروں کام بنتے ہیں اس کے ذریعہ صدہا مصیبتوں سے چھٹکارہ ہوتا ہے۔ اپنے اور پرائے سب ہی عزت کرتے ہیں۔ عالموں کی قدر عالموں میں ہوتی ہے لیکن دولتمند کی قدر عزت عالموں۔ جاہلوں اور ہر جگہ ہوتی ہے۔ دولت کے ذریعہ نیچ اور کمینہ بھی اعلیٰ کہلاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دولت عجیب نعمت ہے اس کے برابر نہ کوئی رشتہ دار ہے نہ دوست آشنا اس واسطے جائز طریقہ سے دولت پیدا کرنے میں کافی کوشش اور محنت کرنا ہر انسان کا ضروری فرض ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

اے زر تو خدا نہی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

اے دولت اگرچہ تو خدا نہیں ہے لیکن قسم خدا کی کہ تو عیبوں کے چھپانے اور ضرورتوں کے پورا کرنے میں خدا کے مانند ہے۔

روپیہ کمانے یا دولت پیدا کرنے کے ایک دو طریقے ہی نہیں بلکہ صدہا ترکیبیں

اور ہزاروں طریقے ہیں۔ پس وہ شخص جس نے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذر اوقات کے واسطے اپنی عزت طبائع اور مذاق کے مناسب نیک اور جائز کام شروع کر دیا ہے نہایت خوش نصیب ہے۔ کیونکہ بلا کاروبار وغیرہ کئے ہوئے آمدنی ہونا یا روپیہ پیدا کرنا غیر ممکن ہے اور بلا آمدنی کے دولتمند ہونا اور ضروریات زندگی کا آرام و آسایش اور عزت آبرو کے ساتھ پورا ہونا ناممکن ہے۔ اس واسطے نیک اور جائز طریقہ سے دولت پیدا کرنا ہر انسان کا نہایت ضروری فرض ہے۔

اے دولت اگرچہ تجھے حاصل کرنے کا شوق غیر محدود اور غیر متناہی ہے لیکن بہت کم ایسے خوش قسمت ہیں جو تجھے کافی طور پر حاصل کرتے اور تجھسے جائز اور پورے طور پر فیض اُٹھاتے ہیں درحقیقت تو ایک ایسا بے بہا شگفتہ پھول ہے جو ہر طرف نوکیلے کانٹوں سے گھیرا ہوا ہے۔ تو جس قدر دور ہے اُسی قدر نزدیک بھی ہے۔ جو لوگ دلی شوق ہمت۔ محنت کوشش اور مستقل مزاجی سے تجھے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ تجھے اپنے نزدیک ہی پاتے ہیں اور جلد حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جو بالہوس صدق دلی اور سچی آرزو سے تیری جستجو نہیں کرتے وہ تجھے کوسوں دور پاتے ہیں اور درمیان میں ہی ٹھوکریں کھا کر عدم کو پہونچتے ہیں۔ درحقیقت وہ شخص بڑا ناکارہ اور بدقسمت ہے جو صدہا کام اپنے واسطے تجویز کرتا رہتا ہے لیکن ایک پہ بھی عامل نہیں ہوتا۔ آج ایک پیشہ پسند کیا تو کل دوسرا اور پرسوں تیسرا۔ غرضکہ رات دن اسی طرح سوچتے ہوئے اپنا قیمتی وقت اور عزیز زندگی کو برباد کرتا رہتا ہے ایسے شخص دنیا میں ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتے ہیں کیونکہ وہ محنت اور استقلال کیساتھ نہ کوئی کام کر سکتے ہیں اور نہ زندگی کے مقصد میں کامیاب ہو کر عزت اور آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں بلکہ ہمیشہ تنگدست اور مفلس بنے رہتے ہیں۔

شریف انسان کے واسطے مفلسی و تنگدستی سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں

مفلسی ہزار عیبوں کا ایک عیب اور ہزار برائیوں کی ایک برائی ہے مفلس کی خوبیاں چھپ جاتی ہیں۔ اُس کی قابل قدر باتیں اکثر بری نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں مفلس کی خیر خواہی خوشامد گنی جاتی ہے۔ کھانے پینے پہننے اور ضروریات زندگی کے ہر کام میں مشکل اور پریشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ذرا ذرا سے معاملہ میں اپنی جائز خواہشوں کو روکنا یا اُنھیں پورا کرنے کے واسطے غیروں کی خوشامد کرنا یا اپنے ہی آدمیوں کا منہ تکنا پڑتا ہے۔ بھائی بند دوست احباب وغیرہ سب ہی نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس خیال سے کہ کچھ مانگ نہ بیٹھے ملنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔

درحقیقت شریف انسان کے واسطے تنگدستی سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں نہ وہ اپنی تکالیف اور مصیبتوں کو منہ سے کہہ سکتے ہیں نہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا سکتے ہیں اکثر شرفاان مصیبتوں کو برداشت نہ کر کے خودکشی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے یاس واندوہ کی حد کو پہونچکر قدرتاً جان بحق ہو جاتے ہیں۔

پس انسان کی بہتری اور یقینی کامیابی کی راہ یہ ہے کہ وہ لکیر پر فقیر ہونا چھوڑ دیں یعنی اس خیال میں نہ رہا کریں کہ ہم اپنا آبائی پیشہ ہی جس درجہ پر ہمارے بزرگوں نے کیا ہے شروع کریں گے۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص بہت بڑا دولتمند تاجر تھا اُس کے انتقال کے بعد کسی وجہ سے تمام دولت ضائع ہو گئی۔ اب اگر اُس کے لڑکے یا ناتی پوتے یہ چاہیں کہ ہم اُسی بڑے پیمانہ پر تجارت شروع کریں گے تو بلا سرمایہ کے بڑے پیمانہ پر کیسے تجارت شروع کر سکتے ہیں اب اُنہیں چھوٹی تجارت کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اور اپنی تحقیر سمجھتے ہیں اس واسطے یا تو وہ اپنی موروثی جائداد پر جو کہ انکے بزرگوں نے بڑی کوشش اور محنت سے پیدا کی تھی قرض وغیرہ لیکر اعلیٰ پیمانہ پر کاروبار کرتے ہیں یا بیکار ڈولتے رہتے ہیں اور یہ دونوں طریقہ بے انتہا نقصان رساں اور مصیبت میں ڈالنے والے ہیں۔ یہی حال ملازمت پیشہ والوں کا ہے۔

فرض کیجئے کہ کوئی شخص بصیغہ ملازمت کسی اچھے عہدہ پر مامور رہے لیکن اُس کے بیٹے ناتی پوتے علم سے بے بہرہ ہیں یا اگر وہ قابل بھی ہیں لیکن انہیں کوشش کرنے پر بھی اچھی ملازمت نہیں ملتی تو وہ اپنی عمر کو بیکاری میں صرف کرنا چاہتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ہمیشہ اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر مامور رہے ہیں اگر ہم نے کم درجہ کی ملازمت یا چھوٹی پونجی سے کاروبار شروع کیا تو ہماری ناک کٹ جائیگی اس طرح بعض قومیں ملازمت ہی کرنا چاہتی ہیں اور دوسرا کام کرنے میں اپنی بے عزتی خیال کرتی ہیں مثال کے طور پر ہم اپنی قوم کو ہی پیش کرتے ہیں کہ وہ دس روپیہ ماہوار کی ملازمت کو دیگر پچاس روپیہ ماہوار کے کام پر ترجیح دیتے ہیں اگر اُن سے ملازمت نہ ملنے پر کہا جاوے کہ بھائی ملازمت آج کل عنقا ہو رہی ہے تم کوئی اور کام کیوں شروع نہیں کرتے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ صاحب اگر ہمیں لکھنے پڑھنے کی ملازمت دس روپیہ کی بھی مل جاوے تو ہم کرنے کو رضامند ہیں لیکن دوسرا کام جس میں پچاس روپیہ ماہوار کی آمدنی کیوں نہ ہو کرنا ہماری بے عزتی کا باعث ہے کیونکہ اپنے اور دیگر اصحاب یہ کہیں گے کہ ان کے بزرگ تو اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہے اور بیٹے ایسا کام کرتے پھرتے ہیں۔

افسوس ایسے کمزور اور لچر خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ لوگ بیکار رہنے لگتے ہیں اور مفلسی کی مصیبتوں اور پریشانیوں کو برداشت کرتے ہوئے دن بدن تنزلی کی جانب پہونچتے رہتے ہیں -

ذرا غور کرنے پر معلوم ہوگا کہ درحقیقت ملازمت کوئی دولت نہیں اور نہ کسی شخص کو خواہ اُس کی ملازمت معقول ہی کیوں نہ ہو دولتمند کہا جاسکتا ہے نہ اُس سے یہ اُمید کیجا سکتی ہے کہ یہ ہمیشہ دولت مند بنا رہے گا۔ کیونکہ تجربہ بتلاتا ہے کہ ملازمت سے علیحدہ ہونے پر اُن کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے یعنی بحالت ملازمت یہ لوگ

جس قدر عیش و آرام سے زندگی بسر کر چکے ہیں ملازمت سے علٰحدہ ہونے پر اُسیقدر آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ انھیں خودبخود اپنے اخراجات کم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کیا آپ کی نگاہ سے ایسے اصحاب نہیں گذرے جو بحالت ملازمت عالیشان مکانوں میں رہتے تھے آنے جانے کو جن کے پاس کافی سواریاں موجود تھیں خدمت کے واسطے دو چار ملازم بھی موجود رہتے تھے اور ہر قسم کا آرام میسر تھا۔ لیکن ملازمت ترک ہوتے ہی انھیں بجائے عالیشان مکان کے چھوٹا مکان کم کرایہ پر لینا پڑا۔ اپنی گاڑیاں وغیرہ فروخت کرنی پڑیں اور دو چار ملازموں کے بجائے ایک ہی ملازم رکھنے یا خود اپنے ہاتوں سے کام کرنے پر مجبور ہوئے برخلاف اس کے تجارت پیشہ اصحاب کو جو ٹھیک طریقہ پر تجارت کر رہے ہیں دیکھئے کہ وہ دن دونے اور رات چوگنے ترقی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اگر آج اُن کی حیثیت ہزار روپیہ کی ہے تو کچھ عرصہ بعد دو ہزار کی۔ غرضکہ اسی طرح دن بدن ترقی کرتے رہتے ہیں اور آج سے کل زیادہ راحت پاتے ہیں۔

کوئی شخص چاہے جس قدر روپیہ رکھتا ہو لیکن اگر وہ اپنے روپیہ کو بڑھانے اور ترقی دینے کے راز سے ناواقف ہے تو اُس کی تمام دولت کچھ عرصہ میں ضرور برباد ہو جاویگی ایسے شخص کو دولتمند کہنا یا اُس کے ہمیشہ دولتمند بنے رہنے کو تسلیم کرنا سخت غلطی ہے۔

برخلاف اس کے جس شخص کے پاس ایک پیشہ ہے جو اپنے اس پیشے سے پیدا کرتا ہوا اپنے سرمایہ کو دن بدن بڑھا رہا ہے وہ مذکورہ شخص سے کہیں زیادہ ترقی کر جائے گا اور ایسے شخص کو ہی دولتمند کہنا یا اُس کا دولتمند بنا رہنا قابل تسلیم ہے۔

پس جو صاحب یہ چاہتے ہیں کہ ہم جلد دولتمند بن جائیں اُنھیں تجارت کی طرف متوجہ ہونا اور اپنا کاروبار باقاعدہ محنت کوشش مستقل مزاجی اور کفایت شعاری

سے کرنا چاہیئے یقیناً بہت جلد دولتمند ہو جائیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص جو معقول ملازمت پر ممتاز ہے اپنی ملازمت ترک کر کے تجارت کرنے لگے۔ اکثر لوگوں نے اس قسم کی غلطیاں کیں کہ جلد دولتمند ہو جانے کے خیال سے ملازمت ترک کر کے تجارت کرنا شروع کی اور اپنی ناتجربہ کاری سے سخت نقصان اُٹھا کر کسی کام کے نہ رہتے ہوئے اپنی زندگی خراب کر لی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر انسان اپنے آبائی پیشہ کو آسانی سے کر سکتا ہے کیونکہ اُس کام میں اُسے کچھ نہ کچھ تجربہ ہوتا ہے۔ لیکن نئے کام کے شروع کرنے میں اوّل ہی اوّل کچھ دقتیں اور مشکلات ضرور پیش آتی ہیں اور خاصکر وہ نوجوان جنہیں بالکل تجربہ نہیں ہے کسی نئے کام کو لاپرواہی اور عدم توجہی سے شروع کرتے ہیں تو وہ یقیناً سخت نقصان اُٹھاتے ہیں اس واسطے ہر انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی نیا کام شروع کرے تو کسی قابل انسان کی جو اُس کام میں کامل مہارت رکھتا ہو اور اپنے کام کو کامیابی کے ساتھ چلا رہا ہو کچھ عرصہ تک شاگردی کر کے تجربہ حاصل کرے اور جس وقت کافی تجربہ ہو جاوے اُس وقت کام شروع کر دے اور اپنے کاروبار کو نہایت محنت کوشش مستقل مزاجی اور کفایت شعاری سے انجام دیتا رہے ایسا کرنے پر ہر شخص نئے کام کو بھی آسانی سے کرتا ہوا کامیابی حاصل کریگا۔

اکثر بیکار اشخاص جب اُن سے یہ کہا جاوے کہ بھائی تم کوئی روزگار کیوں نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں کہ صاحب ملازمت کے واسطے ہر جگہ کوشش کی لیکن کہیں سلسلہ نہ لگا روپیہ ہمارے پاس نہیں جو تجارت کریں۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ ہم کیا کریں لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب ملازمت کہیں ملتی نہیں۔ بلا کثیر روپیہ کے آپ تجارت کر نہیں سکتے تو اس طرح بیکار رہتے ہوئے آپ اپنی زندگی عزت آبرو اور آرام کیساتھ کیسے گذار سکتے ہیں۔ درحقیقت جنہیں روزی پیدا کرنے عزت آبرو اور آرام سے

سے نے کا خیال ہے وہ خود ہی کسی نہ کسی کام کو شروع کرتے ہیں لیکن جو بے عقل طبیعت اور ناشی ہیں وہ اس قسم کے بہانہ ٹٹولا کرتے اور دوسروں سے مشورہ ہی کرتے کرتے اپنی عزیز عمر اور قیمتی وقت کو بیکاری میں گذارتے رہتے ہیں۔ ہر شخص کو خود ہی غور کرنا چاہیے کہ اُس کی طبیعت اور مزاج کس کام کے واسطے موزوں ہے کس کام کو وہ آسانی اور شوق کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اس طرح غور کرنے پر اُس کا ضمیر جس کام کے کرنے کی رائے دے وہی کام اُسے کرنا چاہیے۔ کیونکہ طبیعت کے برخلاف کام کرنے میں کوئی شخص اس قدر ترقی نہیں کر سکتا جس قدر طبیعت کے موافق پیشہ کرنے میں ممکن ہے۔

فرض کیجئے کہ آپ کسی عطار سے یہ دریافت کریں کہ بھائی صاحب ہم بیکار ہیں آپ ہمیں یہ رائے دیجئے کہ ہم کونسا کام شروع کریں۔ عطار آپ کو اپنی طبیعت اور مزاج کے موافق یہ رائے دیگا کہ آپ بھی عطاری کی دوکان کھول لیجئے اس میں بڑا فائدہ ہے۔ آپ نے عطار کے کہنے کے بموجب عطاری کی دوکان کھول لی۔ لیکن آپ کی طبیعت آپ کا مذاق اس کام کے واسطے موزوں نہیں ہے یعنی آپکو ادویات کا اکھٹا کرنا انھیں باقاعدہ اور صفائی کے ساتھ رکھنا طرح طرح کے شربت معجون۔ خمیرہ۔ وغیرہ قاعدہ سے طیار کرتے اُن کی دیکھ بھال اور فروخت کرنے میں جھگڑہ معلوم ہوتا ہے اور آپ شوق کے ساتھ اس کام کو نہیں کر سکتے ایسی صورت میں یا تو آپ کی دوکان پر کافی سامان نہ ملے گا اور گاہک واپس جائینگے یا آپ ایک ہی شربت یا ایک دو معجون سے ہی ہر نسخہ کے اجزا کو پورا کرکے اپنی دوکان اور نام کو بٹہ لگائیں گے جب لوگوں کو یہ راز معلوم ہوگا آپکی دوکان سے مال خریدنا چھوڑدیں گے اور آپ ہمیشہ اپنی آمدنی کے شاکی رہیں گے۔

قدرت نے جسقدر فرق ہمارے چہروں کی بناوٹ میں رکھا ہے اُسی قدر

ہمارے خیالات ہمارے دماغ اور عقل میں فرق ہے۔ ایک شخص ایک چیز کو پسند کرتا ہی دوسرا اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کسی شخص کو ایک چیز اچھی معلوم ہوتی ہی دوسرا اُسے ناپسند کرتا ہے کوئی کام ایک شخص کو مرغوب طبع ہے تو وہی کام دوسرے کو بدمزگی پیدا کرتا ہے۔ کوئی علمی باتوں کو پسند کرتا ہے۔ کوئی نئی چیزیں بنانے کا شایق ہے۔ کوئی کم سخن ہے تو کوئی نقار۔ کسی میں مردانہ ہمت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ کوئی نہایت ہی کم ہمت اور ڈرپوک ہے غرضکہ ہر ایک کی طبیعت جداگانہ ہے۔ ایسا کرنے میں قدرت کی دانائی اور حکمت ہے کیونکہ اگر ہر انسان کی عقل اور خیالات ایک ہی قسم کے ہوتے اور ہر شخص ایک ہی ہنر سیکھنے اور ایک ہی پیشہ کرنے پر رجوع ہوتا تو دیگر پیشہ اور ہنر کے آدمی دنیا میں نہ ملتے اور ہر شخص کو اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے میں سخت دقتیں اور پریشانیاں پیدا ہو جاتیں بلکہ یوں کہو کہ دنیا کا کاروبار خراب اور ابتر ہو کر ضروریات زندگی کا پورا ہونا ناممکن ہو جاتا پس ہر انسان پر فرض ہے کہ وہ اپنی طبائع اور مذاق کے مناسب ہی موزوں پیشہ اختیار کرے اور اپنے بچوں اور عزیزوں کو بھی ایسا پیشہ یا ہنر سکھلائے جو اُن کی طبیعت مذاق اور حیثیت کے مناسب و موزوں ہو۔ جس کے کرنے کا انتظام آسانی اور پورے طور پر ہو سکے۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن نوجوانوں کو اُن کی طبائع اور مذاق کے برخلاف پیشہ کرنے پر مجبور کیا گیا وہ کچھ ترقی نہ کر سکے اور اُن کی زندگیاں نہایت بے لطفی سے گذریں اور جن نوجوانوں کو اُن کی طبائع اور مذاق کے مناسب ہی موزوں پیشہ سکھایا گیا۔ اور کرایا گیا اُنھوں نے جلد اور آسانی سے بے انتہا کامیابی اور ترقی حاصل کی۔

باب۴ چوتھا - تجارت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دولت کی افزائش - ملک کی ترقی - قوم کا عروج وغیرہ تجارت پر منحصر ہے جن لوگوں نے تجارت کو اپنا نصب العین بنایا بام ترقی پر پہونچ گئے - اور بے انتہا دولتمند ہوگئے یہ ایک باوقعت اور آزاد پیشہ ہے - اس میں نہ غلامی کرنی پڑتی ہے نہ خوف اور دباؤ کے ساتھ پابندی - بلکہ انسان نہایت آرام - آسائش عزت اور اطمینان کے ساتھ کاروبار کرتا ہوا دولتمند ہوکر ترقی کی چوٹی پر پہونچ جاتا ہے پس جن اصحاب کے پاس اُن کا ذاتی روپیہ موجود ہے اُنھیں خود معہ اپنے بچوں اور عزیزوں کے ضرور تجارت کرنا چاہیے۔

تجارت کرنے سے پہلے آپ کا یہ فرض ہے کہ جس تجارت کو آپ کرنا چاہیں اُس کے متعلق ہر قسم کے نشیب و فراز پر کافی غور کرلیں - اس کے بعد کسی ایسے شخص کی جو اُس کام میں ماہر ہو اور اپنے کاروبار کو نہایت کامیابی کے ساتھ چلا رہا ہو کچھ عرصہ تک شاگردی کرکے پورا تجربہ حاصل کرلیں جب کافی تجربہ ہو جائے تو خود اپنا کاروبار کرنے لگیں۔

تجارت میں اول ہی اول اس قدر تھوڑا روپیہ لگائیے کہ اگر آپ کی غلطی یا ناتجربہ کاری سے نقصان ہو جائے تو آپ کو زیادہ ناگوار نہ گذرے یہ خیال نہ کیجئے کہ تھوڑا روپیہ لگانے سے آمدنی کم ہوگی - بلکہ ابتدا میں اس امر کی ضرورت ہے کہ آپ یہ اندازہ لگا سکیں کہ اس تجارت کے کرنے میں ہمیں کامیابی ہوسکتی ہے یا نہیں - اگر تھوڑا روپیہ لگانے پر آپ اس قدر بھی پیدا کرسکتے ہیں کہ دوکان کا کرایہ اور نہایت ضروری اخراجات بھی چل سکتے ہیں تو ایک دو ماہ اسی پر

قناعت کیجئے پھر دو تین ماہ بعد تھوڑا روپیہ اور لگائیے اور آمدنی بڑھانے کی کوشش کیجئے اور پھر یہ دیکھئے کہ اب دوکان کی آمدنی سے دوکان کا کرایہ وغیرہ اور دیگر ضروری اخراجات کے علاوہ کچھ پس انداز ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر پس انداز نہیں ہوتا تو آپ کو اس امر کی کہ اور روپیہ لگانے پر بچت کیوں نہیں ہوتی وجہ معلوم کرنی چاہیے اور جب یہ معلوم ہو جاوے کہ ان خرابیوں کی وجہ سے بچت نہیں ہوتی تو اُن کو دور کر کے روپیہ بچانے کی کوشش کرنا چاہیے اور اگر پس انداز ہونا شروع ہو گیا ہے تو آپ آہستہ آہستہ روپیہ لگا کر اپنی تجارت کو فروغ دے سکتے ہیں اور حسب حیثیت و ضرورت اپنے کاروبار کو بڑھا کر ترقی دے سکتے ہیں۔

ایسا کرنے میں گو اول ہی اول چار چھ ماہ یا سال ڈیڑھ سال تک آپ کو کافی آمدنی نہ ہوگی۔ لیکن اس طرح تھوڑا تھوڑا روپیہ لگانے محنت کوشش اور کفایت شعاری سے آمدنی بڑھانے کا خیال اب کو ہوشیار اور تجربہ کار بنا دیگا۔ دوم آہستہ آہستہ آمدنی ہونے اور اُس کو بھی جائز اور ضروری کاموں میں خرچ کر کے روپیہ بچانے کے خیال پر آپ کو روپیہ کی قدر معلوم ہوگی کہ روپیہ کس مشکل سے پیدا ہوتا اور کن طریقوں پر عمل کرنے سے جمع ہو سکتا ہے۔ سوم آپ فضول خرچی سے بچیں گے اور تجارت کے ہر راز سے واقف ہو جاویں گے۔

جن اصحاب کے پاس بالکل روپیہ نہیں ہے جو بالکل ہی مفلس اور نادار ہیں وہ بھی تجارت کر سکتے اور بذریعہ تجارت جلد دولتمند ہو سکتے ہیں لیکن ایسی حالت میں اُنہیں اپنے دل سے ایک سخت ترین معاہدہ کرنا ہوگا اور وہ معاہدہ یہ ہے کہ ہم اپنے آرام طلب نفس کے قابو نہ ہو کر اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے میں سخت سے سخت اور شدید محنت کرنے سے بھی درگذر نہ کریں گے اور کسی اخلاقی اور ایمانداری کے پیشہ کرنے میں خواہ اُسے ناسمجھ آدمی ذلیل نگاہ سے ہی کیوں نہ دیکھیں نہ شرمائیں گے

ہمیشہ کفایت شعاری پر عمل کریں گے اور حسب ضرورت کچھ عرصہ تک ایسی کفایت شعاری جو بخل کے درجہ تک پہونچتی ہو کرنے میں بھی دریغ نہ کریں گے۔ جہاں یہ خیال مستقل طور پر دل میں جما یا اور صدق دلی سے اس پر عمل کیا پھر روپیہ پیدا کرنے اور جلد دولتمند ہو جانے میں شک ہی کیا رہا۔ چنانچہ ہم اُن باتوں کو جنہیں آپ روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں تحریر کرتے ہیں۔

آپ نے بنیوں کے چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو دیکھا ہوگا کہ اُن کے والدین یا سرپرست اوّل ہی اوّل صرف دو چار پیسہ کے مٹر یا چنے وغیرہ اُبال کر اُنھیں دیدیتے ہیں اور اُن کو سخت ہدایت کر دیتے ہیں کہ اس میں چار پیسہ خرچ ہوئے ہیں انہیں کوشش اور محنت سے فروخت کر کے کم از کم چھ پیسے ضرور لانا۔ بچے اس خیال سے کہ چار پیسہ سے ہمارے چھ پیسہ ہو جائیں گے جا بجا ڈولتے محنت و مشقت سے اُن چنوں کو فروخت کر کے کم از کم دو ڈیڑھ آنہ گھر لے جاتے ہیں ان سے اگر کوئی اودھار مانگے تو صاف کہدیتے ہیں کہ ہم غریب آدمی ہیں ہمارے پاس اودھار بیچنے کی گنجائش نہیں۔ اگر آج اودھار بیچ جائیں گے تو کل خونچہ لگانے کے واسطے دام کہاں سے آئیں گے۔ اگر کسی کو دھیلے چھدام کا زبردستی یا مجبوراً اودھار دینا بھی پڑا تو اپنی آمدنی سے ہی اودھار دیتے ہیں اور پھر دو سر روز ہی سخت تقاضا کر کے۔ عاجزی یا خوشامد سے یا جس طرح ممکن ہو جلد وصول کر لیتے ہیں غرضیکہ اپنی اصل رقم اور روزانہ کی آمدنی کو خراب اور ضائع نہیں ہونے دیتے اور سخت سے سخت محنت کر کے روزانہ چار پیسہ کے دو ڈھائی آنہ بنا کر گھر لے جاتے ہیں اس طرح دو چار مہینہ لڑکے کو کام سکھلایا جاتا ہے آنہ ڈیڑھ آنہ روز کی آمدنی جو کہ اس محنت اور جانفشانی سے پیدا ہوتی ہے۔ اُن بچوں کے والدین جمع کرتے رہتے ہیں جب دو چار ماہ میں چار پانچ روپیہ

ہو جاتے ہیں۔ ادھر بچے مال فروخت کرنے سے کے ذرا سے کچھ واقف ہو جاتے ہیں تو انہیں چاٹ وغیرہ کی دوکان کھلوا دیتے ہیں۔ اور لڑکے کو تاکید کر دیتے ہیں کہ اگر تم کچھ عرصہ تک اسی طرح محنت کوشش جانفشانی اور عقلمندی سے کام کرو گے۔ کفایت شعاری پر صدق دلی سے عمل کرو گے تو یہ روپیہ تمہیں معہ تمہارے اہل و عیال کے پیٹ بھرنے کے واسطے ہی نہیں بلکہ عیش و آرام سے زندگی گذارنے کے واسطے کافی ہے۔ دویم لڑکا خود سمجھنے لگتا ہے کہ یہ چار پانچ روپیہ میری سخت محنت کی کمائی ہے کہیں ایسا نہو کہ ضائع ہو جائے۔ اس خیال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ نہایت کوشش اور محنت سے کام کرتا ہے اور صرف چار پانچ روپیہ کے سرمایہ سے چار چھ آنے روز کمانے لگتا ہے۔ اور کفایت شعاری پر عمل کرتا ہوا۔ اپنی آمدنی کو برابر جمع کرتا رہتا ہے۔ اس طریقہ پر ایک دو سال میں ساٹھ ستر روپیہ بچا لیتا ہے اور پھر آگے قدم رکھتا ہے یعنی پرچونی یا بساط خانہ وغیرہ کی دوکان کھولتا ہے۔ اب اُسے بہ نسبت پیشتر کے محنت بھی کم کرنی پڑتی ہے اور آمدنی معقول ہونے لگتی ہے یعنی روپیہ ڈیڑھ روپیہ روزانہ پیدا کرنے لگتا ہے۔ لیکن محنت اور کفایت شعاری جو کہ اُس کی عادت میں داخل ہو گئی ہے کرتے ہوئے اپنی آمدنی کا کافی حصہ جمع کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ترقی کرتے ہوئے دن بدن مالدار ہوتا جاتا ہے اور ایک روز لاکھوں روپیہ کا مالک بن کر سیٹھ ساہوکار ہو جاتا ہے۔ اگر آپ ذرا بھی غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ اُس نے ابتدا سے ہی محنت کرنا پابندی وقت سے کام کرنا جو کچھ پیدا کیا ہے اُس میں سے معقول حصہ بچانا۔ قرض لینے اور اپنا مال اودھار فروخت کر کے لٹانے سے پرہیز کیا ہے وہ ہمیشہ اپنی حیثیت کے موافق ہی رہا ہے۔ جب دو چار پیسہ روز کی آمدنی تھی بلا کپڑوں اور ننگے پیروں ڈول کر اپنے مال کو فروخت کرتا رہا۔ جب آمدنی کچھ زیادہ ہونے لگی معمولی کپڑے بنوا لیے جب آمدنی اور بڑھی

جوتے وغیرہ بھی پہننے شروع کر دیئے اور آہستہ آہستہ اپنی حیثیت کے موافق اپنے کاروبار اور اپنی آمدنی کو بڑھاتے بڑھاتے لالہ سیٹھ جی ہو گئے اب لاکھوں روپیہ کاروبار میں لگا ہوا ہے ہزاروں روپیہ کی آمدنی ہے۔ منیم حساب وغیرہ کرنے کے واسطے ملازم دوکان کا کام اور خدمت کے واسطے کافی تعداد میں موجود ہیں اور سیٹھ جی گدّی تکیہ لگائے ہوئے اپنے کاروبار کی کافی نگرانی کرتے ہوئے دمڑی دمڑی کا حساب جانچتے ہوئے اپنے کاروبار کو نہایت اطمینان اور خوبی کے ساتھ چلا رہے ہیں اور نہایت عیش و آرام نیک نامی اور بے فکری سے زندگی بسر کرتی ہوئے غریب غرباؤں کو فیض پہونچا رہے ہیں۔

پس اگر آپ تجارت کرنا یا اپنے بچوں سے تجارت کرانا چاہتے ہیں تو اول ہی اول بہت تھوڑا روپیہ لگائے اور جب آپ یا آپ کے بچے محنت کوشش پابندی وقت سے کام کرنا اور کفایت شعاری کے ذریعہ روپیہ کو بچانے یا سرمایہ کو بڑھانے کے طریقہ سے اچھی طرح واقف ہو جائیں تو چاہے جس قدر روپیہ لگا کر کاروبار کو ترقی دیسکتے ہیں۔

ایک شخص نے ایک سیٹھ جی سے جنکا لڑکا ابتداء عمر میں بہت چھوٹی تجارت کر رہا تھا۔ دریافت کیا کہ سیٹھ جی صاحب آپ پر پرماتما کی مہربانی ہے۔ بیٹے سے زیادہ دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے پھر آپ اپنے لڑکے سے ایسی چھوٹی تجارت کیوں کرا رہے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو دس بیس ہزار روپیہ لگا کر معقول تجارت کرا سکتے ہیں۔ سیٹھ جی نے جواب دیا کہ بھائی صاحب میرے پاس قریب دو لاکھ کے سرمایہ موجود ہے اور سب اسی لڑکے کے واسطے ہے اگر لڑکے کو دس بیس ہزار روپیہ اس وقت دیدیئے جاویں تو ایک ساتھ روپیہ ملنے پر مغرور اور فضول خرچ ہو جاوے گا۔ جہاں ایک روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو گی وہاں دس روپیہ

خرچ کریگا۔ محنت کوشش اور کفایت شعاری وغیرہ سے نا واقف رہ کر روپیہ کی قدر نہ کرسکے گا۔ بلکہ بلا محنت اور مشقت کئے ہوئے کافی روپیہ ہاتھ آجانے پر اول درجہ کا فضول خرچ اور اوباش ہو جاویگا کیونکہ یہ کیا جانتا ہے کہ روپیہ کس محنت مشقت اور مشکلات سے پیدا ہوتا ہے اور کن طریقوں پر عمل کرنے سے جمع ہوسکتا ہے۔ اس واسطے ایسی چھوٹی تجارت کرا کر محنت مشقت کرنے۔ تھوڑی آمدنی ہونے اور اُس کو بھی جمع کر کے کفایت شعار بننے اور روپیہ کی قدر کرنیکے طریقہ سکھا رہا ہوں لڑکا جس قدر ان باتوں کا عادی ہوتا جاویگا اُسی قدر سرمایہ بڑھا کر اعلیٰ تجارت کراتا رہونگا حتیٰ کہ کامل تجربہ کار ہونے پر کل سرمایہ اس کے حوالہ کردیا جاویگا۔ اس وقت کی تھوڑی سی محنت اور کفایت شعاری اسے تمام عمر کو آرام پہونچا دیگی اور یہ اپنے کاروبار میں دن دونا رات چوگنا ترقی کرتا رہیگا۔

صاحبو۔ سیٹھ جی کا یہ خیال بالکل ہی سچ ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے کسی نے سچ کہا ہے۔

دُکھ برابر سکھ نہیں جو تھوڑے دن ہوئے

جن لوگوں پر ابتدا میں کچھ مصیبت پڑ جاتی ہے وہ آیندہ کو ہوشیار اور تجربہ کار ہو جاتے ہیں اور پھر اپنے کام کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے کرتے ہیں کہ جس کا تحریر کرنا مشکل ہے۔ جو ہمیشہ آرام میں رہے ہوں۔ جنہوں نے کبھی محنت اور کوشش کرنا کفایت شعاری کے ذریعہ روپیہ بچانا نہ سیکھا ہو۔ فضول خرچی کی عادت جن کے خمیر میں شامل ہو وہ روپیہ کی کیا قدر کرسکتے ہیں اور کس طرح دولتمند ہو سکتے ہیں جب اپنی بدعادتوں سے بالکل تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں تو بچتاتے ہیں لیکن پھر کیا ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ہم آپ کو ایک ناتجربہ کار نوجوان تاجر کا حال جسکے باپ نے اُسے ایک ساتھ چالیس ہزار روپیہ دیکر تجارت کرائی جس نے تین چار سال کے

اندر کل سرمایہ برباد کر کے قریب پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کے اور قرض کر لیا اور پھر روکھی روٹیوں کو بھی محتاج ہو گیا سانا چاہتے ہیں جس سے آپ کو یہ معلوم ہو جاویگا کہ ناتجربہ کار نوجوانوں کو ایک ساتھ روپیہ دیدینا کس قدر خطرناک ہے۔

ایک نوجوان لڑکے نے جس کا نام موہن تھا اپنے باپ سے تجارت کرنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ مجھے اس قدر روپیہ دیدیجئے کہ میں اعلیٰ پایہ پر تجارت کرسکوں۔

موہن کا باپ ایک باحیثیت اور دولتمند آدمی تھا۔ جس کے پاس قریب چالیس ہزار کے نقد روپیہ موجود تھا اور ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کی جائداد کا مالک تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کی خواہش کے موافق نہایت عمدہ موقع سے ایک بہت بڑی دوکان کرایہ پر لی اور یہ خیال کر کے کہ بیٹے سے زیادہ دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے کل نقد سرمایہ جو کہ اُس کے پاس موجود تھا دوکان میں لگا دیا اور بیٹے کو سامان خرید فروخت کرنے کا کل اختیار دیکر مالک بنا دیا۔

چالیس ہزار روپیہ کے سامان سے دوکان جگمگانے لگی۔ موہن بلا محنت اور مشقت اُس مال پر قابض ہونے سے مغرور ہو گیا اور اُس کا دماغ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ دوکان پر بیٹھتے ہی رئیسانہ ٹھاٹ جما دیئے دوکان کا حساب کتاب کرنے خط لکھنے آئے ہوئے خطوں کا جواب وغیرہ دینے کے واسطے معقول تنخواہ کے دو تین کلرک۔ دوکان کا کام اور خدمت کے واسطے پانچ چھہ ملازم نوکر رکھ لیے اور دوکان کے متعلق بہت سے غیر ضروری اخراجات بڑھا کر غیر معمولی شان سے تجارت کرنے لگا۔ دوکان کا جس قدر سامان فروخت ہوتا سب کو آمدنی ہی سمجھتا۔ موہن کے یار دوست دوکان پر آنے لگے۔ پان سگریٹ۔ چاٹ اور مٹھائیاں دوکان پر اُڑنے لگیں۔ موہن میز کرسی لگائے ہوئے ناول وغیرہ پڑھنے یا یار دوستوں سے ہنسی مذاق کرنے۔ گپ شپ اوڑانے میں مشغول رہتا۔ اور ملازمان مال

فروخت کرتے رہتے۔ موہن کی اس طرح لاپرواہی دیکھ کر مطلبی یار دوست اور ملنے والے
دوکان پر آتے اور یہ کہکر کہ قیمت گھر جا کر بھیجدیں گے یا دو ایک روز میں آجاوے گی
عمدہ سے عمدہ اور قیمتی مال اودھار لے جاتے۔ نہ موہن کبھی کسی سے سخت تقاضا کر کے
اپنا روپیہ وصول کرنے کی کوشش کرتا نہ وہ لوگ اپنی خوشی سے روپیہ ادا کرتے۔
جو شخص جس چیز کو لے گیا اُسی کی ہوگی۔ ادھر ملازم جو مال فروخت کرتے اُس میں سے
کچھ روپیہ اُڑا دیتے اور موہن کو جو کہ بے انتہا لاپرواہی سے کاروبار کر رہا تھا معلوم بھی
نہ ہوتا۔ ادھر دوکان کا خرچ آمدنی سے کہیں زیادہ بڑھا رکھا تھا۔ دوکان کا مال فروخت
ہونے پر جو روپیہ آتا موہن اُسے خوب دل کھول کر خرچ کرتا۔ ان بیہودہ باتوں سے
دوکان کا سرمایہ دن بدن کم ہونے لگا۔ لیکن موہن کو سرمایہ کم ہونے کا مطلق خیال نہ تھا
وہ سمجھتا تھا کہ چالیس ہزار روپیہ کا سامان میری دوکان میں موجود ہے۔ اگر میرے
عیش و آرام میں دو چار ہزار روپیہ کم بھی ہوجاویں گے تو کیا پرواہ ہے۔ کیونکہ اول
تو میں اس کمی کو دوکان کی آمدنی سے چار چھ ماہ میں پورا کر دوں گا۔ اور اگر اس کمی
کو پورا ابھی نہ کروں تو دو چار ہزار روپیہ کم ہونے سے میرا کاروبار خراب نہیں ہو سکتا۔
موہن اس خیال کو دل میں جما کر جاہلانہ طریقہ سے زندگی بسر کرنے لگا۔ جب مزاج
چاہتا دوکان کھولتا۔ جب مزاج چاہتا دوکان ملازموں پر چھوڑ کر چلا جاتا بلا محنت
و مشقت کیئے ہوئے کافی روپیہ ہاتھ میں رہنے سے عیش پرستی۔ عیاشی۔ شراب خوری
وغیرہ بد عادتیں پیدا ہوگئیں اور صرف دو سال کے اندر قریب تیس ہزار روپیہ سرمایہ
سے کم ہو گیا اسی عرصہ میں موہن کا باپ سخت بیمار ہو کر قضا الٰہی سے فوت ہو گیا۔
اور موہن اُس جائداد کا جو اُس کے باپ نے بڑی محنت مشقت اور کفایت شعاری
سے پیدا کی تھی مالک ہو گیا۔ موہن نے دو ڈیڑھ ہزار روپیہ اپنے باپ کے علاج معالجہ
میں اور دو ڈیڑھ ہزار روپیہ کریا کرم میں صرف کیا اور کریا کرم سے فارغ ہو کر دوکان

کا کام پھر سنبھالا۔ حساب لگانے پر معلوم ہوا کہ دو سال کے عرصہ میں پینتیس ہزار روپیہ دوکان میں کم ہوگیا۔ دس پندرہ ہزار روپیہ اُدھار میں بٹ گیا۔ تین چار ہزار روپیہ باپ کی تیمارداری اور کریاکرم میں صرف ہوا باقی روپیہ اور آمدنی کلرکوں اور ملازموں کی تنخواہ دوکان کا کرایہ اور دیگر بیہودہ باتوں میں ضائع ہوگیا۔ صرف دو سال کے عرصہ میں اس قدر نقصان ہونے پر موہن کو ذرا بھی ملال نہ ہوا۔ بلکہ موہن اس بات پر خوش تھا کہ جہاں پینتیس ہزار روپیہ دوکان سے کم ہوگیا وہاں ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کی جائداد کا جو باپ کے انتقال پر ورثہ میں ملی مالک ہوگیا سچ ہے کہ

مال مفت دل بے رحم

جب بلا محنت اور مشقت کیئے ہوئے نادانوں کے ہاتھہ روپیہ لگ جاتا ہے تو وہ اُس کی قدر نہیں کرتے اور نہ بیجا طور پر خرچ کرنے یا روپیہ کے ضائع ہونے کا اُنہیں ملال ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح چھپر پھاڑ کر پرماتما نے اب دیا ہے اسی طرح ہمیشہ دیتا رہیگا یہ خیال اور لاپرواہی اُن کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

موہن نے چالیس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے اُس وقت کاروبار کیا تھا جبکہ وہ ذاتی طور پر ایک پیسہ کا بھی مالک نہ تھا اب ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کی جائداد کا مالک ہوکر دو ڈیڑہ ہزار روپیہ سے جو اُس کی دوکان میں باقی رہ گیا تھا کیسے کاروبار کر سکتا تھا۔ باپ کے مرنے پر موہن نے جب دیکھا کہ دوکان میں مال بہت کم رہ گیا ہے تو وہ اُن ساہوکاروں کے پاس جاکر جو چار چھہ پیسہ سے کاروبار کرکے اپنی محنت مشقت نیک چلنی اور کفایت شعاری کے ذریعہ لاکھوں روپیہ کے آدمی ہوگئے تھے قرض لینے کا خواہشمند ہوا۔ ساہوکاروں نے اس امر کا اطمینان کرکے کہ یہ ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کی جائداد کا مالک ہے ہمارا روپیہ اصل معہ سود ہر طرح وصول ہو جاویگا سخت سود پر قرض دینا شروع کر دیا۔ موہن کو اس وقت تک روپیہ

حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت یا تکلیف تو ہوئی نہ تھی پھر وہ روپیہ کی قدر کیونکر کرتا۔ اب موہن ساہوکاروں سے قرض لے کر دوکان میں سامان ڈالدیتا۔ اور پُرانی روش پر چلتا ہوا روپیہ برباد کردیتا۔ جب ضرورت ہوتی آسانی سے قرض مل جاتا اور تھوڑے دنوں میں ہی وہ روپیہ ضایع ہو جاتا اس طرح موہن نے باپ کے مرنے کے بعد دو ڈہائی سال کے اندر قریب پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اپنے اور اپنی جائداد پر قرض کرلیا اور سب روپیہ برباد کردیا۔ اب دوکان میں صرف ہزار پانچسو روپیہ کا مال رہ گیا۔ خریدار دوکان پر آتے اور خاطر خواہ مال نہ ملنے سے واپس چلے جاتے ایسی حالت میں آمدنی تو درکنار روپیہ کی آمدہی کم ہو گی۔ کلرکوں اور ملازموں نے تنخواہ کا تقاضا کرنا شروع کیا مالک دوکان کرایہ کا تقاضا کرنے لگا۔ ادھر ساہوکاروں نے اپنے اپنے روپیہ کا تقاضا کرنا شروع کیا۔ لیکن یہاں روپیہ کہاں جو کسی کو دیا جاوے جب لوگوں کو آسانی سے روپیہ وصول نہ ہو سکا تو اُنھوں نے عدالتوں میں نالش دائر کیں اور ڈگریاں کرا کر کسی نے دوکان کا مال قرق کرایا کسی نے جائداد نیلام کرا کر روپیہ وصول کیا کسی نے گرفتاری نکلوائی۔ کسی نے گھر کا سامان قرق کرایا۔ موہن کو اب سخت تکلیف اور پریشانی پیدا ہوئی اور اس مصیبت پر یار دوستوں۔ رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کا منہ تکنے لگا۔ کسی سے مدد کا خواہشمند ہوا کسی سے اپنے روپیہ کا تقاضا کیا لیکن مصیبت کے وقت کون سنتا ہے اور کون کس کی مدد کرتا ہے مدد کرنا تو درکنار مطلبی یار دوستوں اور رشتہ داروں نے موہن کا واجب روپیہ بھی جسکو موہن نے بڑی عاجزی اور انکساری سے طلب کیا تھا دینے سے انکار کردیا اور کہدیا کہ ہم پر کچھ واجب نہیں ہے۔ شعر

کسی کا کب کوئی روز سیہ میں ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

اس طرح موہن کا تمام کاروبار خراب ہوگیا۔ اب عیش و آرام اور رئیسانہ ٹھاٹ سے زندگی لبسر کرنا تو درکنار روکھی سوکھی روٹی کے بھی لالے پڑ گئے اس تباہی اور بربادی کے بعد موہن کو اپنے بیجا اصرافوں کا خیال پیدا ہوا اور روپیہ کی قدر نہ کرنے۔ محنت مشقت سے کام نہ لینے کفایت شعاری کرکے روپیہ نہ بچانے۔ فضول اور ناجائز باتوں میں اپنا روپیہ ضائع کرنے پر آٹھ آٹھ آنسو رونے لگا۔ لیکن اب پچھتانا بیکار تھا۔ کیونکہ وہ اس بُرے طریقہ پر برباد ہوا تھا کہ اُس کا پھر سرسبز ہونا ناممکن ہوگیا۔

اب آپ غور کیجئے کہ ایک ناتجربہ کار نوجوان کو کثیر مقدار میں روپیہ لگا کر تجارت کرنے۔ محنت اور مشقت سے کام نہ کرنے نوکروں کے بھروسہ پر دوکان کو چھوڑ دینے قرض کے روپیہ سے کاروبار کرنے اور اپنا مال نادہندوں کو اُدھار فروخت کرتے ہوئے اپنے سرمایہ کو کم کرتے رہنے۔ آمدنی سے زیادہ خرچ رکھنے۔ اور بدشغل میں پڑ کر اپنا روپیہ ضائع کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ موہن جو کہ اس قدر جائداد کا مالک تھا کہ جس کی آمدنی سے ہی تمام زندگی عیش و آرام سے گذر اوقات کر سکتا تھا بالکل تباہ اور برباد ہوگیا۔ اب نہ کوئی دوست کام آتا ہے نہ رشتہ دار جن لوگوں کو اپنی جیب سے صدہا روپیہ جٹائے جنکے ساتھ ہزاروں روپیہ سے سلوک کیا وہ بھی کام نہیں آتے بلکہ اور ذلیل نگاہ سے دیکھتے ہوئے پاس بیٹھنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ شعر

سچ تو یہ ہے کہ بُرا وقت نہ دکھلائے خدا
دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی شکایت کیا ہے

اگر موہن کا باپ موہن کو کسی تاجر کی شاگردی کرا کر کاروبار سے واقفیت حاصل کرنیکا موقع دیتا۔ اور ابتدا میں صرف سو دو سو روپیہ لگا کر ہی کوئی چھوٹی تجارت کراتا تو موہن اس قدر مغرور اور فضول خرچ نہ ہو جاتا۔ نہ اُسے ابتدا میں کلرک اور ملازم

رکھنے کی ضرورت ہوتی نہ ہزاروں روپیہ کا مال مطلبی یار دوست لے جاتے موہن محنت اور کوشش کے ساتھ خود ہی محنت کر کے کاروبار کرتا ایسی صورت میں بھی اگر روپیہ ضائع ہو جاتا تو موہن سے وجہ دریافت کر کے اُسے سمجھاتا اور نشیب فراز کی باتیں سمجھا کر موہن کو پھر سو دو سو روپیہ دیکر کاروبار کراتا۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ دو چار مرتبہ میں ہزار پانچسو روپیہ برباد کر کے موہن تجربہ کار اور ہوشیار ہو جاتا۔ اور روپیہ کی قدر کرنا سیکھ کر بقایا روپیہ سے اس خوبی کے ساتھ کام کرتا کہ بجائے تباہ اور برباد ہونے کے لاکھوں اور کروڑوں روپیہ کا مالک ہو جاتا۔

اس واقعہ کو پڑھکر آپ اُن بنیوں کو جو چار چھ پیسے سے ہی اپنے بچوں کو تجارت کرنا سکھاتے اور اُنہیں تجربہ کار محنتی اور کفایت شعار بنا کر اس قابل بنا دیتے ہیں کہ وہ کامیابی کے ساتھ کاروبار کرتے ہوئے لکھپتی ہو جاتے ہیں تعریف کریں گے۔ درحقیقت ابتدا میں کوشش اور محنت سے کام کرنا کفایت شعاری کی صدق دلی سے پابندی کرنا ایک ایک کوڑی پر نگاہ رکھکر روپیہ کو بچانا ہمیشہ کا آرام ہے۔ اور شروع سے ہی عیش پرستی اور بد عادتوں میں پڑ جانا۔ محنت اور کوشش سے کام نہ کرنا فضول خرچی کرتے ہوئے اپنے سرمایہ کو برباد کر دینا ہمیشہ کی تباہی کا باعث ہے۔

صاحبو۔ تحریر مذکورہ بالا سے ہمارا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ ہر شخص اپنے بچوں کو ابتدا عمر میں چار چھ پیسے سے تجارت کرائیے یا اُبلے ہوئے چنے اور مٹر فروخت کرا کر یا چاٹ وغیرہ کی دوکان کھلوا کر اُنہیں تجربہ کار اور کفایت شعار بنائیے۔ بلکہ ہمارا اصل مطلب یہ ہے کہ جو شخص خود تاجر ہیں وہ اپنے بچوں کو اپنے پاس بٹھلا کر کاروبار تجارت کا طریقہ سکھلا کر اُنہیں تجربہ کار بنا سکتے ہیں جو خود تاجر نہیں ہیں اور اپنے بچوں سے اُن کی خواہش کے موافق تجارت کرانا چاہتے ہیں اُنہیں چاہیے کہ اپنے بچوں کو ایسے قابل تاجروں کی شاگردی میں جو اپنا کاروبار نہایت خوبی اور

کامیابی کے ساتھ چلا رہے ہوں کچھ عرصہ کے واسطے چھوڑ دیں۔ جب یہ نوجوان کاروبار کے ہر نشیب فراز سے واقف ہوکر اپنا کاروبار علیحدہ کرنا چاہیں تو ابتدا میں اس قدر تھوڑا روپیہ لگانا چاہیے کہ اُن کی ناتجربہ کاری۔ جوشِ جوانی اور لاپرواہی سے ضائع بھی ہو جاوے تو زیادہ افسوس نہ ہو۔

ترقی کا راز صرف دو باتوں پر منحصر ہے۔ اول اپنے سرمایہ کو قایم رکھنا دویم آمدنی کا ایک خاص حصہ بچا کر جمع کرنا یا سرمایہ کو بڑھانا۔ جس شخص نے ان دونوں باتوں کو سیکھ لیا وہ دن دونا اور رات چوگنا ترقی کرتا ہوا نظر آئیگا اور بہت جلد دولتمند ہو جاویگا۔ جب آپ کے بچے ان دونوں باتوں پر صدق دلی سے عمل کرنے لگیں تو آپ اُن کو چاہے جسقدر روپیہ دیکر کاروبار تجارت کو بڑھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ جب نوجوانوں کو بلا محنت اور مشقت کئے ہوئے کثیر روپیہ یکایک ہاتھ لگ جاتا ہے تو یہ روپیہ کو فضول اور بیجا کاموں میں ضائع کرنے لگتے ہیں اور عیش پرستی۔ تماشبینی وغیرہ وغیرہ میں روپیہ کو خراب اور ضائع کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتے۔

قرض لیکر کاروبار کرنا اور اپنا مال اُدھار فروخت کرتے ہوئے سرمایہ کو کم کرتے رہنا۔ دونو ہی تباہی اور بربادی کی نشانی ہیں۔ اکثر نوجوان جن کے پاس ذاتی روپیہ موجود نہیں ہے لیکن باپ دادوں کی پیدا کی ہوئی جائداد جو کہ ورثہ میں ملی ہے کافی موجود ہے وہ اس خیال سے کہ چھوٹا کام کرنا یا کم سرمایہ سے کاروبار کرنا اپنی بےعزتی کرنا ہے۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ متفرق طور پر ساہوکاروں سے سخت سود پر قرض لاتے رہتے اور کاروبار میں لگاتے رہتے ہیں۔ اور بے انتہا قرض کر لیتے ہیں۔ ایسے آدمی اگر محنت کوشش اور تجربہ کاری سے کام کرتے ہوئے اپنی آمدنی سے کافی حصہ بچاتے رہیں تو بچا ہوا روپیہ سود ہی میں دینا پڑتا ہے اور جب تک قرضہ بیباق نہ ہو جاوے یہ مصیبت سر پر سوار رہتی ہی اکثر ناتجربہ کار

قرضہ کا بار اس قدر اپنے سر بڑھا لیتے ہیں کہ اصل تو در کنار سود بھی ادا نہیں کر سکتے اور سود تیز رفتاری سے بڑھتا ہوا اصل قرضہ سے کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے اور آخر کو تمام جائداد وغیرہ جس سے روٹیوں کا سہارا تھا کھو بیٹھتے ہیں اس طرح قرض لے کر کاروبار کرنا ہمیشہ کو مصیبت میں گرفتار ہو کر تباہ اور برباد ہونا ہے اسی طرح جہاں قرض لیکر کاروبار کرنے میں خرابی ہے وہاں اپنا مال نادہندوں کو اُدھار فروخت کر کے اپنے سرمایہ کو کم کرتے رہنا بھی تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔ کیونکہ جب روپیہ اُدھار میں بٹ جاتا ہے تو وقت ضرورت خوش دہندوں سے روپیہ کا وصول ہونا مشکل اور نادہندوں سے روپیہ کا وصول ہونا بالکل ہی ناممکن ہو جاتا ہے۔ عقلمندوں کا قول ہے کہ نو نقد نہ تیرہ اُدھار۔ یعنی نو روپیہ نقد میں کسی چیز کو فروخت کرنا تیرہ روپیہ اُدھار میں فروخت کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے آج آپ کسی چیز کو جو نو روپیہ نقد میں فروخت ہوتی ہے تیرہ روپیہ میں اُدھار دیدیں۔ بس یہ چار روپیہ کا لالچ آپ کے نو روپیے ڈوبیگا۔ کیونکہ جو شخص نو روپیہ کی چیز کو تیرہ روپیہ میں اُدھار خریدنے کو طیار ہے اُس سے روپیہ وصول ہونے کی کیا اُمید ہے دو یم جب تک روپیہ وصول نہ ہو یں آپ کو نو روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ اب تھوڑی دیر کو یہ بھی مان لیجیے کہ بار بار تقاضہ کرنے روزانہ اُس کے مکان پر جانے یا اپنا ملازم تقاضے کے واسطے بھیجتے رہنے پر سال دو سال میں تیرہ روپیہ وصول بھی ہو گئے تو بھی آپ غور کیجیے کہ آپ کو کسقدر پریشانی اور نقصان ہوا۔ ان نو روپیہ سے جو کہ نقد مال فروخت کرنے سے اُسی وقت مل جاتے آپ سال یا دو سال میں بار بار مال خرید فروخت کر کے کسقدر فائدہ اُٹھاتے لیکن اس غلطی کا خاتمہ اسی جگہ نہیں ہوتا۔ بلکہ جب تاجر لالچ یا زیادہ منافع کے خیال سے اپنا مال اُدھار فروخت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے ادھر جو گاہک ایک دو مرتبہ مال اُدھار لے جاتا ہے اُسے آپ کی عادت معلوم ہو جاتی ہے کہ فلاں

دوکان سے مال اُدھار چلا جاویگا تو اُدھار کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ تاجر کا تمام سرمایہ اُدھار میں بٹ جاتا ہے اور تاجر کاروبار چلانے کے ناقابل ہو جاتا ہے دوکان میں مال نہیں رہتا نقد قیمت سے خریدنے والے گاہک مال نہ ہونے کی وجہ سے واپس جانے لگتے ہیں اور تاجر کا کاروبار خراب ہو کر دیوالہ نکل جاتا ہے۔

اکثر تاجر اُدھار فروخت کرنے کے نقصانات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں لیکن وہ چشم مروت سے اپنے یار دوستوں۔ رشتہ داروں وغیرہ کو اُدھار کو واسطے منع نہیں کر سکتے۔ ایسے تاجروں کو خیال رکھنا چاہیے کہ بیوپار میں چشم مروت کرنا اول درجہ کی نادانی ہے کیونکہ زیادہ تر اپنے یار دوست رشتہ دار اور میل مروت والے ہی اُدھار کا روپیہ ادا کرنے میں ناقابل ثابت ہوتے ہیں۔

آپ تحریر مذکورہ کو پڑھکر یہ ضرور کہیں گے کہ تجارت کا کام بلا قرض لیے ہوئے یا اپنا مال بلا اُدھار فروخت کئے ہوئے چلنا ناممکن ہے اور ہم بھی کسی حد تک اس بات کو ماننے کے واسطے طیار ہیں لیکن تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ ناتجربہ کاری سے اپنی حیثیت اور آمدنی سے زیادہ سخت سود پر قرضہ لینا اور اپنا مال نادہندوں کو اُدھار فروخت کرتے ہوئے اپنے سرمایہ کو کم کرتے رہنا دونو ہی تباہی اور بربادی کا باعث ہیں اور زیادہ تر کاروبار ان ہی وجوہات سے فیل ہو جاتے ہیں۔ قرض لینے کے نقصانات تو ہم آیندہ باب میں تحریر کریں گے یہاں صرف اس قدر تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ اگر تاجر کو کاروبار کے واسطے کسی خاص موقع پر کچھ روپیہ قرض لینا بھی پڑے تو جسقدر جلد ممکن ہوسکے ادا کردے کیونکہ تاجر کو زیادہ عرصہ تک روپیہ روکنا تقاضے برداشت کرنا اپنے کاروبار اور عزت آبرو کو بٹہ لگانا اور کاروبار برباد کرنا ہے۔

ہر تاجر کو چاہیے کہ اول تو اُدھار کا کوئی حساب ہی نہ رکھے کیونکہ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو جاویگا کہ فلاں تاجر اُدھار نہیں دیتا۔ تو اُس کے ملنے والے۔ خوشامدی یار دوست اور رشتہ دار وغیرہ اور نادہند لوگ جنہیں اُدھار دیکر روپیہ وصول کرنے میں سخت دقت واقع ہوتی ہے اور پھر بھی وقت پر وصول نہیں ہوتا اُدھار مانگنے کو نہ آئیں گے اور اگر آئیں بھی تو اُن کو ابتدا سے ہی اس لیاقت کے ساتھ منع کیجئے کہ وہ اُدھار کا سلسلہ نہ ڈال سکیں۔ البتہ ایسے مستقل گراہکوں کو جن سے ہمیشہ فائدہ ہوتا رہتا ہے جو نہایت ہی خوش دہند ہیں جو بلا تقاضے یا ایک دو تقاضے پر ہی حساب بیباق کرنے کے عادی ہیں اُدھار دینے یا اُن کے اجابت کا حساب ڈالنے کی ضرورت ہو تو اپنی اور اُن گراہکوں کی حیثیت کے موافق ہی اُدھار دیجے اگر آپنے اپنی حیثیت سے زیادہ اُدھار دیا تو آپ کا کاروبار خراب ہو گا اگر گراہکوں کی حیثیت سے زیادہ اُدھار دیا تو روپیہ وصول ہونا مشکل یا ناممکن ہو جاویگا اور بار بار سخت تقاضا کرنے پر گاہک بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ کیونکہ جب کسی پر بیقدر اُدھار ہو جاتا ہے کہ وہ آسانی سے یا سخت تقاضا کرنے پر بھی ادا نہیں کر سکتا تو وہ تقاضے کے خیال سے دوکان پر آنے جانے میں شرماتا اور چھپتا ہے اور ایسے شخص سے بار بار سخت تقاضا کرنے سے جہاں محبت میں فرق آتا ہے وہاں گاہک بھی چھوٹتا ہے کسی نے سچ کہا ہے

قرض احباب کو دینے سے محبت چھوٹے
گانٹھ کی جائے رقم ہاتھ سے گاہک چھوٹے

دوم اپنے روپیہ کو کسی گاہک پر زیادہ عرصہ تک پڑا نہ رہنے دیجئے کیونکہ زیادہ عرصہ کا رکا ہوا روپیہ ادا کرنا سخت ناگوار گذرتا ہے۔ اُدھار دینے اور وصول کرنے میں مذکورہ بجوں کی عادت اختیار کرنی چاہیے جو ڈیڑھ دو آنہ پیدا کر کے دمڑی چھدام کا بھی اُدھار

مشکل سے دیتے اور جس طرح ممکن ہو جلد وصول کر لیتے ہیں۔ ہم مکرر سہ کرر تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ اُدھار دیا ہوا مال یا روپیہ وقت ضرورت بلا سخت تقاضے کے خوش دہندوں سے بھی وصول نہیں ہوتا اور نادہندوں سے سخت تقاضا کرنے پر بھی وصول ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اسواسطے اپنے روپیہ کا تقاضا نہایت خوش اخلاقی اور اس قابلیت سے کہ روپیہ وصول ہو جائے اور گاہک ہاتھ سے نہ جائے کر کے وصول کرنا چاہیئے۔

تاجر کو چاہیئے کہ اپنا روپیہ کبھی بیکار نہ پڑا رہنے دے۔ بلکہ اپنے روپیہ سے خرید فروخت کر کے فائدہ اُٹھاتا رہے۔ اکثر اشخاص یہ خیال کر کے کہ فلاں شخص نہایت مالدار اور خوش دہند ہے جب چاہیں گے اپنا روپیہ لے آئیں گے اپنا روپیہ فضول پڑا رہنے دیتے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے کیونکہ عقلمندوں نے کہا ہے کہ

وہ مت گن جو آون ہار	وہ مت گن جو دیا اُدھار
وہ مت گن جو متر کے پاس	وہ ہی گن جو اپنے پاس

مذکورہ بالا قول بالکل ہی سچ ہے کیونکہ وقت ضرورت صرف وہی روپیہ کام آتا ہے جو اپنے پاس موجود ہے۔ اس واسطے ہر شخص کو اور خاصکر ہر تاجر کو زیادہ سے زیادہ اس قدر ہی اُدھار بانٹنا چاہیے کہ اگر اُدھار دیا ہوا روپیہ آسانی سے وصول نہ ہو تو بھی اپنے کاروبار میں کسی قسم کا ہرج نہ ہو سکے نہ اپنی حالت کو کسی قسم کا ضعف پہونچے۔

اگر آپ اپنی غلطی یا ناتجربہ کاری سے اپنا روپیہ بلا سود اور بلا معقول ضمانت بانٹ چکے ہیں تو اُن لوگوں سے متواتر تقاضا کرتے رہیں اور جو شخص جس قدر زیادہ نادہند ہے اُس سے اسی قدر زیادہ اپنی ضرورتیں بیان کر کے جلد جلد تقاضا کرتے رہیں تاکہ وہ بار بار تقاضا ہونے پر جلد ادا کر دے۔ تقاضا اس قابلیت اور خوش اخلاقی سے ہونا چاہیے کہ روپیہ تو جلد وصول ہو جائے اور میل مروت میں فرق نہ آئے۔ جو شخص نادہند ہیں یا جن سے روپیہ مشکل سے وصول ہوتا ہے یا جن سے

اُدھار دینے کے بعد وصول ہونے کی امید نہیں ہے وہ چاہے جسقدر خوشامد کریں چاہے جسقدر اپنی ضرورت بیان کریں انہیں کبھی اُدھار نہ دیجئے۔ بلکہ کسی نہ کسی ایسی مناسب طریقے سے کہ وہ ناخوش نہ ہوں منع کر دیجئے۔ نادہند لوگ اپنے مطلب میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں بنا کر مثلاً بعض کہتے ہیں کہ کیا آپکا کچھ رہ گیا ہے۔ کیا ہم ایسے نادہند ہیں جو آپ کا روپیہ نہ دیں گے بعض کہتے ہیں کہ دیکھو وقت نکل جائیگا بات بنی رہے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایسی سخت ضرورت کے موقع پر آپ منع کرتے ہیں اور محبت کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ ہم گھنٹہ دو گھنٹہ میں ہی دئیے دیتے ہیں غرضکہ صدہا باتیں بنا کر اُدھار لینا چاہتے ہیں ایسے نادہندوں کو جہاں اُدھار دیا بس پھر ادا کرنے کا نام نہیں لیتے۔ پس جس وقت نادہند لوگ آپسے اُدھار مانگنے کو پیچھے پڑ رہے ہوں آپ کو بھی اپنی عقلمندی برتنی چاہیے اور جس قدر آپ سے یہ لوگ باتیں بنا کر اُدھار لینا چاہیں اس سے کہیں زیادہ باتیں بنا کر آپ روپیہ دینے سے انکار کر دیں اور کبھی نہ دیں کیونکہ نادہند اور مطلبی انسان جب خوشامد یا بہانہ کر کے اپنا کام نکال لیتے ہیں تو پھر احسان نہیں مانتے بلکہ احسان کرنے والے کو بیوقوف سمجھتے ہیں۔

صاحبو۔ تحریر مذکورہ سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ کسی کے کام ہی نہ آئیں بلکہ ہمارا یہ منشا ہے کہ جو شخص درحقیقت غریب ہیں۔ جنکی نگاہ آپ پر لگی ہوئی ہے۔ جو مصیبت پر عاجزی سے درخواست کر رہے ہیں۔ جو احسان فراموش نہیں ہیں۔ جو آپ کے واسطے ہر طرح حاضر ہیں اُن کی حسب حیثیت مدد کرنے سے بھی دریغ نہ کیجئے۔ بلکہ آپ کی حیثیت جسقدر اجازت دے اُن کی مدد کیجئے۔ اور جو کچھ دینا ہے بلا معاوضہ بطور امداد و دیگر اخلاقی اور انسانی فرض ادا کیجئے۔ تاکہ دین اور دنیا میں آپ کا بھلا ہو۔

دستکاری یا ہنر

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دستکار یا ہنرمند کبھی بھوکا ننگا نہیں رہ سکتا لیکن جس ہنر یا دستکاری کو آپ سیکھنا چاہتے ہیں اُس کے متعلق یہ ضرور غور کریں کہ اس کام کے کرنے پر ہماری قوم۔ ہمارے بزرگ اور دوست احباب وغیرہ ہمیں کس نگاہ سے دیکھیں گے۔ اگر کام آپ کی شان کے شایاں ہیں اور مذکورہ لوگ اس ہنر یا دستکاری سیکھنے پر آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو آپ ضرور سیکھنا شروع کر دیجئے۔ کسی ہنر یا کسی دستکاری کو اس ارادہ پر نہ سیکھیے کہ ہمیں صرف اپنا پیٹ بھرنا ہے بلکہ اس ارادہ پر سیکھئے کہ ہمیں عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے بھی روپیہ بچانا ہے۔ پس آپ جس ہنر یا دستکاری کو سیکھیں اُس میں کمال حاصل کیجئے ہر چیز اس قدر عمدہ۔ نفیس۔ خوبصورت اور فیض رساں بنائیے کہ جو دیکھے خوش ہو جاوے بلا خریدے ہوئے نہ رہ سکے اور کافی فائدہ اُٹھاوے جس میں کم لاگت لگے محنت بھی کم کرنی پڑے یعنی جس چیز کے طیار کرنے میں آپ کا ایک پیسہ خرچ ہوا ہے دیکھنے والا نہایت غور کرنے پر بھی یہ سمجھے کہ دو پیسے تو لاگت میں ہی ضرور لگے ہونگے اور اگر ایک گھنٹہ اُس کے طیار کرنے میں صرف ہوا ہے تو دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ کم از کم دو گھنٹہ میں طیار ہوئی ہوگی۔ اور تعریف یہ ہے کہ چیز ایسی ہو جو ہر ایک کے کام آسکے جسے بازار کے دوکاندار خوشی سے خرید سکیں۔ جہاں اپنے کسی چیز کے بنانے میں اس قدر کمال حاصل کر لیا سمجھیے کہ پارس مل گیا۔ آپ ایسی دستکاری اور ہنر کے حاصل کرنے پر اپنی زندگی نہایت عیش و آرام خوشحالی اور آسودگی سے بسر کرتے ہوئے جلد دولتمند بن جاویں گے۔ ایسی نکمی اور خراب چیزیں جنہیں دیکھنے والا پسند نہ کرے۔ یا کسی کے

کام نہ آسکیں - یا بالکل دہوکے کی ہی ٹٹی ہوں طیار کرنا اپنی زندگی وقت اور محنت کو رائیگاں کرنا ہے - اور ایسی چیزیں بنانے والے ہمیشہ تنگدست اور محتاج رہتے ہیں۔ آپ دیگر ولایتوں کے کاریگروں اور دستکاروں کو دیکھئے کہ وہ کیسی کیسی عمدہ چیزیں جو انہیں چند آنوں میں پڑتی ہیں اور روپیوں میں فروخت ہوتی ہیں طیار کرکے بھیجتے ہیں - جنہیں ہم لوگ نہایت خوش ہوکر خریدتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں - اسی طرح ہم لوگوں کو ترقی کرنے میں کافی کوشش کرنی چاہیے -

---

اگر آپ چھوٹے چھوٹے قیمتی اور مفید ہنروں سے واقف ہونا چاہیں تو ہماری کتاب ہر فن بھنڈار جس میں صنعت و حرفت کے عجیب غریب نسخے پارہ - گندھک کافور وغیرہ کے کٹورہ - گلاس بنانا - ہر قسم کی روشنائیاں طیار کرنا - دستی پریس ربڑ کی مہر - بلا آگ کے چند منٹ میں خالص نارئیل کے تیل کا صابون بنانا ایک دو منٹ میں - بال اڑانے کا پاؤڈر - عرق - صابون بنانا - خضاب حسن افزا عطر کی ٹکیاں - بالوں کے واسطے خوشبودار تیل - سونے چاندی کے ورق - جوتوں کے واسطے پالش - ہر چیز کا ست - ٹنکچر - ایسنس بنانا - ہر قسم کی لاکھ وغیرہ وغیرہ جنہیں بھائی بھائی سے چھپاتا ہے طیار کرنے کی آسان ترکیبیں درج ہیں - منگائیے اور روپیوں کا مال آسانی سے پیسوں میں بنائیے - قیمت مجلد کتاب چھ آنہ ۶/

باب پانچواں قرض

انسان کو نیچے گرانے اُس کی ترقی کے راستے بند کرنے۔ ذلیل حالت پر پہنچانے غرضیکہ ہر طرح تباہ اور برباد کرنے کے واسطے قرض سے زیادہ بُری چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ قرض لینا اپنے اوپر قہر الٰہی نازل کرنا۔ اور مقروض ہونا غلام ہونے سے بدتر ہے۔ لیکن پھر بھی بہت سے اشخاص کسی نہ کسی طرح قرضہ کی علت میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ قرض کئی قسم کا ہوتا ہے۔ جائداد وغیرہ کو رہن رکھکر قرض لینا۔ سادہ دستاویز یا ہنڈی رقعہ پر قرض لینا۔ کسی کی ضمانت کرنا۔ دوکانداروں سے اُدھار میں مال منگانا وغیرہ وغیرہ سب قرض کی ہی قسمیں ہیں حتیٰ کہ کسی کو کچھ دینے کا وعدہ کرکے ٹالنا یا حیلہ حوالہ کرنا بھی قرض میں شامل ہے۔

زیادہ تر وہ نوجوان جنہیں ابھی کچھ تجربہ نہیں ہے قرضہ کی علت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور اکثر بلا ضرورت قرض لیکر اپنی سیلف ریسپکٹ اور عزت کو برباد کرتے اور تباہ ہو جاتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض خاص اور سخت ضروری موقعوں پر انسان کو قرض لینا لازمی اور ضروری ہوتا ہے لیکن کھانے۔ پہننے۔ ناچ تماشہ کرانے یا دیکھنے یار دوستوں اور خوشامدیوں کی خاطر و مدارات کرنے۔ عیاشی۔ تماش بینی۔ شراب خوری وغیرہ یا دیگر شوقیہ اور بیہودہ باتوں کے واسطے قرض لینا یقیناً اپنی تباہی اور بربادی کرنا ہے۔

جہاں تک دیکھا گیا ہے زیادہ تر اصحاب صرف اپنی ظاہر اشان شوکت بڑھانے اپنے ہم جلیسوں یار دوستوں اور رشتہ داروں پر اپنی ظاہرا آسودگی اور خوشحالی

جتانے فضول اور بیہودہ باتوں میں روپیہ صرف کرنے اپنی حیثیت سے تجاوز کرنے اور بلاضرورت روپیہ خرچ کرتے ہوئے مقروض ہو جاتے ہیں۔

پرماتما۔ نے ضروریات زندگی کے واسطے تمام سامان ایسے پیدا کر دیئے ہیں کہ اگر ہم ظاہر داری کو ترک کر دیں۔ محنت اور مشقت کرتے ہوئے اپنی حیثیت کے اندر رہیں تو بلا قرض لیے ہوئے ضروریات زندگی کو آسانی سے پورا کر سکتے ہیں۔ لیکن ناتجربہ کار نوجوان جب دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملنے والے یار دوست اور رشتہ دار وغیرہ قیمتی پوشاک پہنے ہوئے ہیں۔ یا عمدہ اور لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔ ذرا ذرا دور کے واسطے سواریوں میں بیٹھکر جاتے ہیں۔ اُن کے عالیشان مکان بنے ہوئے ہیں۔ کمرہ وغیرہ نہایت ہی آراستہ اور سجے ہوئے ہیں تو اُن کے دل میں بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی ایسا ہی کریں اور اسی ٹھاٹ سے رہیں۔ اب یہ نوجوان دوسروں کی دیکھا دیکھی بزازوں خونچہ والوں۔ بنیوں اور دیگر دوکانداروں سے اُدھاریت میں مال منگانا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ اُدھاریت کے مضرت رساں نتیجہ سے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اُدھاریت میں مال منگانے سے اول تو مال خراب ملتا ہے۔ دوئم قیمت زیادہ دینی پڑتی ہے سوئم بلاضرورت ہی بہت زیادہ سامان آجاتا ہے۔ سیر کی جگہ دو سیر چیز آگئی۔ چار گز کپڑے کی بجائے آٹھ گز کپڑا آگیا۔ اسوقت دام تو دینے ہی نہیں پڑتے۔ ہر چیز مفت برابر آتی رہتی ہے! ورنہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہماری حیثیت کیا ہے کس قدر سامان اُدھاریت میں آگیا ہے کیونکہ اگر نقد دام دینے پڑیں تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاوے۔ اب کچھ عرصہ بعد دوکانداروں کا تقاضا ہوتا ہے۔ بزاز کہتا ہے کہ ہمارا ساٹھ روپیہ کا کپڑا آگیا ہے روپیہ دلوائیے۔ حلوائی کہتا ہے کہ دس روپیہ کا دودھ اور مٹھائی آچکی ہے ایک مہینہ ہونے کو آیا لیکن اس وقت تک آپ نے حساب صاف نہیں کیا اسی طرح دیگر دوکاندار تقاضا کرتے ہیں جن لوگوں کی

آمدنی بہت کم ہے اُجایت کا حساب بیباق کرنے سے مجبور ہو جاتے ہیں اور دوکانداروں کو دو چار روز میں ادا کرنے کا بہانہ کرکے ٹالتے رہتے ہیں۔ سود کاندار سخت سُست کہکر چلے جاتے ہیں اور پھر وعدہ پر آموجود ہوتے ہیں اور مقروض دبکتا پھرتا ہے اور اُسے اپنی جان بچانی مشکل ہو جاتی ہے۔ جن کی آمدنی اچھی ہے وہ فوراً ادا کر دیتے ہیں لیکن انہیں یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس اُجایت کی وجہ سے ہمارا کس قدر نقصان ہوا کیونکہ اگر وہ نقد دام دیکر چیزیں خریدتے تو جہاں ہر ایک چیز عمدہ اور مناسب نرخ پر ملتی وہاں بلا ضرورت سامان بھی گھر میں نہ آنے پاتا۔ اور کچھ روپیہ ضرور بچ رہتا لیکن اس طرح اُجایت میں مال منگانے اور دو چار مرتبہ وقت تقاضا بیباق ہو جانے پر جہاں دوکاندار کو اعتبار اور اطمینان ہو جاتا ہے وہاں اُجایت میں مال منگانے والوں کی جرأت اور ہمت بے انتہا بڑھ جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے یار دوستوں میں بیٹھکر فخریہ طور پر کہا کرتے ہیں کہ صاحب بازار میں ہمارا اسقدر اعتبار ہے کہ چاہیے جس دوکاندار سے چاہیے جس قیمت کی چیز اُدھارے آتے ہیں اور جب مزاج چاہے قیمت ادا کرتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کا دماغ آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے یہانتک کہ وہ اپنی حیثیت کا خیال نہ کرتے ہوئے اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ مال اُجایت میں منگاتے رہتے ہیں اور بالآخر اسقدر مقروض ہو جاتے ہیں کہ اپنی آمدنی سے دوکانداروں کا حساب بیباق نہیں کرسکتے۔ جب سخت تقاضے ہوتے ہیں تو دوکانداروں کو دو چار روز میں دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور اس اُجایت کے حساب کو بیباق کرنے کی غرض سے کسی ساہوکار سے قرض لینے کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ ساہوکار جو کہ لین دین کا پیشہ کرتے ہیں جنکی گذر اوقات ہی سود کے روپیہ پر ہوتی ہے یہ دیکھکر کہ قرض لینے والا آنکھوں کا اندھا اور گانٹھ کا پورا یعنی صاحب جائداد ہے ہمارا روپیہ اصل مع سود کے ہر طرح وصول ہو جاویگا نہایت سخت سود پر دستاویز لکھا کر روپیہ دیدیتے ہیں اور یہ ناتجربہ کار نوجوان

جنہیں اس وقت تک روپیہ حاصل کرنے میں کوئی مشکل یا دقت نہیں ہوئی خوش ہوتے ہوئے روپیہ لیکر گھر آتے ہیں اور دوکانداروں کو بلاکر یا اُن کے پاس خود جا اپنی دولتمندی ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لالہ صاحب دو روز میں ہی آپ نے چند تقاضے بھیجدیئے کیا آپ کا روپیہ مارا جاتا۔ کیا ہم نادہند ہیں وقت ہی تو ہے اگر دو چار روز کی کسی وجہ سے دیر ہو جایا کرے تو اسقدر نہ گھبرایا کرو۔ آپ اپنا حساب اسی وقت کوڑی گنڈے سے بیباق کر لیجئے ہم کسی اور دوکاندار سے حساب ڈالینگے دوکاندار حساب بتلاتا ہے کہ بابوجی ہمارے پچاس روپیہ واجب ہیں۔ لیکن بابوجی کو معلوم نہیں کہ درحقیقت پچاس روپیہ کا سامان آیا یا نہیں اور بابوجی فوراً پچاس روپیہ نکال کر دوکاندار کو دیدیتے ہیں اور دوکاندار سے کہتے ہیں کہ حساب بیباق کیجئے دوکاندار روپیہ لیکر حساب بیباق کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ بابوجی دوکان آپ ہی کی ہے جس چیز کی جس وقت ضرورت ہو فوراً منگا لیا کیجئے اس طرح یہ ناتجربہ کار نوجوان ہر ایک دوکاندار کا حساب بیباق کر دیتے ہیں۔ اب کیا پرواہ ہے اب تو قرض لیکر روپیہ بلا محنت و مشقت ہاتھ لگنے کا طریقہ معلوم ہو گیا اس واسطے اپنی پرانی اور خطرناک روش پر چلنے میں کوئی خوف معلوم نہیں ہوتا اور دوسروں کی دیکھا دیکھی فضول اور بیہودہ باتوں میں بے انتہا روپیہ خرچ کرنے لگتے ہیں۔ کہیں بیش قیمت کپڑے خرید لیے۔ کہیں سے شوقیہ سامان منگا لیا۔ ہر ہفتہ یا پندرہ روز بعد مطلبی اور خود غرض دوست احباب کی تواضع ہونے لگیں شادی بیاہ اور دیگر موقوں پر باوجود روپیہ پاس نہ ہونے کے اس خیال سے کہ ہم اپنے ملنے والوں دوست احبابوں اور رشتہ داروں سے زیادہ دولت مند کہلاویں۔ یا ہماری ناک نہ کٹ جائے اور پشتینی نام نہ مٹ جاوے ساہوکاروں سے سخت سود پر قرض لے لے کر ہزاروں روپیہ خرچ کرنے لگتے ہیں کہیں یار دوستوں کی تواضع ہو رہی ہے کہیں ناچ تماشہ اور تھیٹر وغیرہ میں لطف

آ رہا ہے کہیں شراب کے دور چل رہے ہیں غرضکہ اسی بیہودہ اور غلط طریقہ پر نام قایم رکھنے میں فخر سمجھتے ہیں اور کچھ عرصہ تک خوب گلچھرے اڑاتے ہیں۔

اب کچھ عرصہ بعد ساہوکاروں کے تقاضے شروع ہوتے ہیں اور ساہوکار اپنا اصل و سود یا کم از کم سود وصول کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر یہ ناتجربہ کار نوجوان چونکہ اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ مقروض ہو چکے ہیں جنکے پاس اس قدر جائداد بھی نہیں کہ فروخت کر کے ساہوکاروں کا قرضہ بیباق کر سکیں تقاضا ہونے پر ساہوکاروں سے چھپتے پھرتے ہیں۔ جب ساہوکار زیادہ گھیرتے ہیں تو مقروض ہاتھ جوڑتے ہوئے اور خوشامد کرتے ہوئے روپیہ جلد ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ لیکن ٹکٹ جٹے تو کیا حیلہ حوالہ کرنے سے کب تک کام چل سکتا ہے۔ پھر تقاضے ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور اب فکر اور پریشانیاں بڑھنے لگتی ہیں۔ جو کچھ آمدنی ہوتی ہے سود میں جاتی رہتی ہے۔ عمدہ کھانا۔ قیمتی کپڑے ذرا ذرا دور کے واسطے سواری۔ ناچ تماشہ اور دیگر فضول خرچیاں تو درکنار اب تو روکھا سوکھا کھانے کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں۔ اب مقروض پریشان ہو کر قرضہ بیباق کرنے کی ہزار ترکیبیں سوچتے ہیں لیکن کچھ پیش نہیں چلتی اور قرضہ بیباق ہونے کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا۔ بالآخر جب ساہوکاروں کو آسانی سے روپیہ وصول نہیں ہوتا تو اکثر ساہوکار بچے ہوئے روپیہ کو بھی جو کہ بلا رسید لئے یا بلا لپشت تمسک پر درج کئے ہوئے دیا گیا ہے حساب میں مجرا نہ دیکر نالش کر دیتے ہیں اور نالش وغیرہ کا خرچ بڑھکر روپیہ ڈیوڑھا یا دونا ہو جاتا ہے۔ ڈگریاں ہونے پر ساہوکار گرفتاریاں نکلواتے جائداد مکان اور دیگر سامان قرق اور نیلام کراتے ہیں اس طرح ساہوکار اپنا روپیہ جس قدر اور جس طرح بھی وصول ہو سکے وصول کرتے رہتے ہیں اور مقروض کو کبھی چین نہیں لینے دیتے قرض لینے والے اس طرح تباہ اور برباد ہو کر اپنے مطلبی اور خوشامدی دوست

احبابوں اور نیز دیگر رشتہ داروں کا منہ تکنے لگتے ہیں اور مدد کے خواہشمند ہوتے ہیں لیکن مصیبت میں کون کس کی مدد کرتا ہے خوشامدی اور مطلبی دوست آشنا ایک ایک کر کے سب علٰحدہ ہو جاتے ہیں اور مدد کرنا تو درکنار اُلٹے طعنے دیتے ہیں وہی لوگ جو روزانہ دعوتیں کھاتے رہے ہیں۔ جو ناچ تماشہ تھیٹر وغیرہ میں مقروض دوست کے روپیہ سے ہی گلچھرے اُڑاتے رہے ہیں جو ہر طرح اپنے دوست کو لوٹتے اور اُس کی بدولت ہر طرح عیش و آرام اُٹھاتے رہے ہیں کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جو ہم آپ کی مدد کریں۔ کیا آپ نہیں جانتے تھے کہ قرض بُری چیز ہے یہ انسان کو تباہ اور برباد کر دیتا ہے اگر آمدنی نہیں تھی تو اس رئیسانہ ٹھاٹ سے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر دو چار روپیہ کی ضرورت ہوتی تو ہم کچھ انتظام کر دیتے اب تمہارے ساتھ مصیبت میں کون پڑے اس طرح روکھے اور طوطا چشمی کے جواب دیتے ہوئے کنارہ کش ہو جاتے ہیں البتہ جو شریف دوست اور رشتہ دار ہیں وہ مصیبت میں کسی قدر دلجوئی کی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی ہم نے تمہیں ہمیشہ سمجھایا لیکن تم فضول خرچی سے بعض نہ آئے ہزاروں روپیہ تم نے برباد کیا لاکھوں کی جائداد نیلام ہو گئی اور تم بالکل تباہ اور برباد ہو گئے۔ تمہاری بیوقوفی تباہی اور بربادی کا ہمیں افسوس ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہم ایسے مالدار کہاں ہیں جو تمہیں اس مصیبت سے نکال سکیں ہاں اگر دس۔ بیس یا زیادہ سے زیادہ پچاس۔ سَو روپیہ کی ضرورت ہو تو انتظام کر دیا جائے۔

اب یہ مقروض جہاں جاتے ہیں وہیں صاف جواب پاتے ہیں کسی نے سخت جواب دیکر پھٹکار دیا۔ تو کسی رحم دل اور شریف رشتہ دار نے معمولی اور بناوٹی باتیں کہکر ٹالدیا آ رفتہ رفتہ حالت بالکل خراب ہو جاتی ہے کاروبار بند ہو جاتے ہیں اور روکھی سوکھی روٹیوں کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں۔ جو شخص پہلے نہایت عزت اور تواضع کرتے تھے

دوستی کا دم بھرتے تھے۔ اپنی رشتہ داری ظاہر کرتے تھے اور ہر طریقہ پر خدمت واطاعت کو موجود رہتے تھے وہی اب نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بات کرنا بھی نہیں چاہتے ایسی حالت میں یہ ناتجربہ کار نوجوان آٹھ آٹھ آنسو روتے اور پچھتاتے ہیں کہ ہائے ہم نے اپنے روپیہ کو کیوں فضول اور بیہودہ باتوں میں خرچ کیا۔

بھائیو۔ ذرا غور کیجئے کہ چند روز کی ظاہر اشان شوکت سے کس قدر نقصان ہوا کہ قرضہ کی بدولت ہمیشہ کو تباہ اور برباد ہو گئے اور وہ تمام جائداد جو بزرگوں نے بڑی محنت کوشش اور کفایت شعاری سے پیدا کی تھی جو پشت ہا پشت تک نہایت عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو کافی تھی جاتی رہی اور اب فاقہ کشی کرنے پر نوبت آگئی اب سوچو اور غور کرو کہ ناک کٹ گئی یا باقی رہی بزرگوں کا نام مٹا یا روشن ہو گیا۔

دوستو۔ سچ تو یہ ہی کہ بجائے لذیذ کھانے کے سادہ کھانا ملنا۔ عمدہ پوشاک کے بجائے نہایت موٹے کپڑے پہننے کو ملنا شادی بیاہ یا دیگر موقوں پر اپنی حیثیت کے مطابق ہی خرچ کرنا نہایت ہی سادگی سے دن گذارنا قرض لیکر کام کرنے سے لاکھہ درجہ بہتر ہے۔ اگر ضرورت ہو ایک وقت کھانا کھاؤ سخت ضرورت ہو تو ان چیزوں کو جنہیں روپیہ ہونے پر جب چاہیں خرید سکتے ہیں فروخت کر دو لیکن بھول کر بھی قرض نہ لو ورنہ پچھتاؤ گے اور منہ چھپا چھپا کر رؤ گے کسی نے سچ کہا ہے

کہ مرد کا خصم قرض ہے

بعض اصحاب اس تحریر کو پڑھکر یہ ضرور کہیں گے کہ زندگی میں اکثر ایسے موقع پیش آتے ہیں کہ بلا قرض لیے ہوئے اُن کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ اکثر ضروری باتوں تجارت۔ شادی بیاہ یا دیگر امورات ضروری کے واسطے قرض لینا ہی پڑتا ہے لیکن ہم اِس بات کا یہ ہی جواب دیں گے کہ وہی شخص خوش نصیب ہے جو ابتدا سے

ہی سوچ سمجھکر چلتا اور کفایت شعاری کرتے ہوئے اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ اتفاقیہ ضرورتوں اور ناگہانی آفتوں کے واسطے بچاتا رہتا ہے۔ وہ بلا قرض لیے ہوئے اپنے کاموں کو انجام دیتا رہتا اور قرض لیکر کسی کا غلام ہونا یا اپنی عزت آبرو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ بعض اصحاب اکثر کہا کرتے ہیں کہ قرض لینے کی ضرورت بڑے بڑے دولتمندوں اور سیٹھ ساہوکاروں کو بھی ہوتی ہے اگر معمولی آدمی قرض لیں تو کون تعجب اور بدنامی کی بات ہے لیکن اس کے جواب میں یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ بڑے بڑے دولتمند ہی قرضہ کی بدولت اپنی جائداد فروخت کرنے اور سیٹھ ساہوکار اپنا دیوالہ نکالنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اکثر لوگ قرض لیتے وقت یہ خیال کرتے ہیں کہ جس سود پر بھی روپیہ قرض ملے لے لیں اور بہت جلد ادا کر دیں گے لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ سود سے زیادہ تیز چلنے اور جلد بڑھنے والی چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے ہم آپ کو ایک مثال سے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ صرف دو پیسہ کی قرض داری سے ایک دولتمند کس قدر جلد تباہ اور برباد ہو گیا۔

ایک شخص کو دو آنہ کی سخت ضرورت تھی وہ ایک دولتمند ساہوکار کے پاس گیا اور ساہوکار سے دو آنہ قرض لینے کا طالب ہوا۔ ساہوکار نے کہا کہ میں اس شرط پر دو آنہ قرض دے سکتا ہوں کہ ایک ماہ بعد دو چند یعنی چار آنہ لے لونگا اور اگر ایک ماہ بعد وصول نہ ہوئے تو ہر ماہ سود اصل میں شامل ہو کر دو چند ہوتا رہے گا یعنی پہلے ماہ میں دو آنہ کے چار آنہ اور دوسرے ماہ میں چار آنہ کے آٹھ آنہ اور تیسرے ماہ میں آٹھ آنہ کا ایک روپیہ اسی طریقہ پر بڑھتا رہیگا۔ جس شخص کو دو آنہ کی ضرورت تھی اس نے اپنے تجربہ کار بڈھے باپ سے آکر کہا کہ فلاں ساہوکار بشرط مذکورہ پر دو آنہ قرض دینے کو رضامند ہے اگر آپ اجازت دیں تو دو آنہ قرض لے لیے جاویں

بڈھے باپ نے کہا کہ بیٹے شرح سود بہت ہی زیادہ سخت ہے بڈھا خود اس ساہوکار کے پاس گیا اور کہا کہ اے ساہوکار اسقدر سخت سود کا متحمل میرا لڑکا نہیں ہو سکتا اگر آپ کچھ رعایت کے ساتھ دو آنہ قرض دے سکتے ہیں تو دیدیجئے۔ ساہوکار نے جواب دیا کہ ایک ماہ میں دو آنہ کے چار آنہ لینا سخت سود نہیں ہے اگر تجھے سخت سود معلوم ہوتا ہے تو جو کچھ تیرے پاس ہو میرے یہاں اس شرح سود سے جمع کر ادے میں تجھے ہر ماہ دوچند دیا کروں گا اور اگر نہ دوں تو دوسرے ماہ کل کا دوچند دونگا اور اس طرح جب تک ادا نہ کروں ہر ماہ تیری اصل و سود کی رقم دوچند ہوتی رہے گی۔

بڈھے تجربہ کار نے یہ سنکر فوراً ہی دو پیسہ جو کہ اس کی انٹی میں لگے ہوئے تھے نکالے اور ساہوکار کو دے کر کہا کہ لیجئے میرے دو پیسہ جمع کر لیجئے اور مجھے ایک رقعہ معہ مذکورہ شرح سود کے اپنا دستخطی دیدیجئے۔ ساہوکار نے طنزاً کہا کہ اے بڈھے دو پیسہ جمع کرنے سے کیا فائدہ اگر کچھ زیادہ روپیہ تیرے پاس ہو تو جمع کر۔ بڈھے نے جواب دیا کہ سیٹھ جی میں ایک غریب آدمی ہوں اس سے زیادہ جمع کرنے کے قابل نہیں ہوں آپ کو ہی اس سے زیادہ جمع کرنے کے قابل پاتا ہوں ساہوکار نے دو پیسہ لیکر اس تجربہ کار بڈھے کو ایک رقعہ مذکورہ بالا شرح سے ادا کرنے کا اپنے دستخط کر کے دیدیا۔ بڈھا اس رقعہ کو لیکر معہ اپنے بیٹے کے اپنے مکان کو واپس آیا اور بیٹے سے کہنے لگا کہ بیٹے جس کام کے واسطے قرض لینا چاہتے ہو اس کام کو بند کر دو اور قرض نہ لو پرماتما نے مدد کی تو دو تین سال میں ہم بھی کئی لاکھ کے آدمی ہو جاوینگے سعادت مند بیٹے نے بڈھے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔

صاحبو۔ غور کیجئے اور دھیان دیجئے کہ دو سال گذرنے پر بڈھا اس ساہوکار کے پاس گیا اور ساہوکار سے کہنے لگا کہ سیٹھ جی میرے حساب کو دو سال گذر گئے لیکن آپنے اس وقت تک حساب بیباق نہیں کیا مہربانی فرما کر میرا کل حساب اس رقعہ کا آج ہی

بیباق کر دیجیے۔ ساہوکار اس بڈھے کے دو پیسہ جمع کرکے اور اپنی تحریر دے کر بالکل ہی بھول گیا تھا اُسے مطلق خیال نہ تھا کہ کسی کے دو پیسہ اس سخت شرح سود پر میرے یہاں جمع ہیں ساہوکار نے جس وقت بڈھے کی شکل دیکھی اور تقاضا سُنا اُسے فوراً یاد آگئی کہ یہ بڈھا دو پیسہ جمع کر گیا تھا دولتمند ساہوکار نے بڈھے سے کہا کہ بڈھے اتنے دن کا حساب کرنے میں مجھے بڑی دقت ہوگی اس واسطے دو پیسے کے دو چار آنہ یا ایک روپیہ جو تجھے ضرورت ہو لے جا۔

تجربہ کار بڈھے نے جواب دیا کہ سیٹھ جی میں خیرات مانگنے نہیں آیا بلکہ اپنا روپیہ لینے آیا ہوں اس واسطے میں بلا حساب کئے ہوئے ایک پیسہ بھی نہ لونگا جو کچھ میرا حساب سے نکلے حساب کرکے دیدیجئے اس قسم کی گفتگو ہونے پر بہت سے آدمی جمع ہوگئے اور سب نے دولتمند ساہوکار کو حساب کرکے روپیہ دینے پر مجبور کیا ساہوکار حساب کرنے کو بیٹھا اور تجربہ کار بڈھے نے حساب سمجھانا شروع کیا۔

بڈھے نے اُس رقعہ کا مضمون حاضرین کو پڑھکر سُنایا اور کہا کہ صاحبو میرے دو پیسہ اس ساہوکار کے یہاں فلاں تاریخ میں جس کو دو سال یعنی چوبیس ماہ کا عرصہ گذرا اس شرح سود پر جمع ہیں جس کو ساہوکار نے بھی منظور کر لیا۔

اسکے بعد بڈھے نے اس طرح حساب سمجھانا شروع کیا

(۱) پہلے ماہ میں دو پیسہ کا دوچند ایک آنہ

(۲) دوسرے ماہ میں ایک آنہ کا دوچند دو آنہ

(۳) تیسرے ماہ میں دو آنہ کا دوچند چار آنہ

(۴) چوتھے ماہ میں چار آنہ کا دوچند آٹھ آنہ

(۵) پانچویں ماہ میں آٹھ آنہ کا دوچند ایک روپیہ

(۶) چھٹے ماہ میں ایک روپیہ کا دوچند دو روپیہ

(۷) ساتویں ماہ میں دو روپیہ کا دوچند چار روپیہ

(۸) آٹھویں ماہ میں چار روپیہ کا دوچند آٹھ روپیہ

(۹) نویں ماہ میں آٹھ روپیہ کے دوچند سولہ روپیہ

(۱۰) دسویں ماہ میں سولہ روپیہ کے دوچند بتّیس روپیہ

(۱۱) گیارہویں ماہ میں بتّیس روپیہ کے دوچند چونسٹھ روپیہ

(۱۲) بارہویں ماہ میں چونسٹھ روپیہ کے دوچند ایکسو اٹھائیس روپیہ

(۱۳) تیرہویں ماہ میں ایکسو اٹھائیس روپیہ کے دوچند دوسو چھپن روپیہ

(۱۴) چودہویں ماہ میں دوسو چھپن روپیہ کے دوچند پانچسو بارہ روپیہ

(۱۵) پندرہویں ماہ میں پانچسو بارہ روپیہ کے دوچند ایکہزار چوبیس روپیہ

(۱۶) سولہویں ماہ میں ایکہزار چوبیس روپیہ کے دوچند دوہزار اڑتالیس روپیہ

(۱۷) سترہویں ماہ میں دوہزار اڑتالیس روپیہ کے دوچند چار ہزار چھانوے روپیہ

(۱۸) اٹھارہویں ماہ میں چار ہزار چھانوے روپیہ کے دوچند آٹھ ہزار ایکسو بانوے روپیہ

(۱۹) اُنیسویں ماہ میں آٹھ ہزار ایکسو بانوے کے دوچند سولہ ہزار تین سو چوراسی روپیہ

(۲۰) بیسویں ماہ میں سولہ ہزار تین سو چوراسی کے دوچند بتّیس ہزار سات سو اڑسٹھ روپیہ

(۲۱) اکیسویں ماہ میں بتّیس ہزار سات سو اڑسٹھ کے دوچند پینسٹھ ہزار پانچسو چھتیس روپیہ

(۲۲) بائیسویں ماہ میں پینسٹھ ہزار پانچسو چھتیس روپیہ کے دوچند ایک لاکھ اکتیس ہزار بہتر روپیہ

(۲۳) تیئسویں ماہ میں ایک لاکھ اکتیس ہزار بہتر کے دوچند دولاکھ باسٹھ ہزار ایکسو چوالیس روپیہ

(۲۴) چوبیسویں ماہ میں دولاکھ باسٹھ ہزار ایکسو چوالیس کے دوچند پانچ لاکھ چوبیس ہزار دوسو اٹھاسی

تجربہ کار بڑھیا نے دولتمند ساہوکار سے کہا کہ جناب من پانچ لاکھ چوبیس ہزار دوسو اٹھاسی روپیہ جو کہ از روئے حساب آپ پر واجب ہوتے ہیں دلوائیے۔

ساہوکار نے بڑھیا سے دو پیسہ بطور ہنسی مذاق جمع کر لیے تھے وہ سمجھا تھا کہ

ایک دو ماہ بعد ایک دو آنہ بڈھے کو دیدیے جاویں گے لیکن ساہو کار کو اس قرضہ اور اپنی تحریر کا خیال نہ رہا جب بڈھے نے یاد دلاکر روپیہ کا تقاضا کیا اور حساب تبلایا تو ساہوکار کے اس حساب کو دیکھکر چھکے چھوٹ گئے وہ اُس بڈھے کے ہاتھ جوڑنے لگا اور کہنے لگا کہ بابا رحم کرو۔

تجربہ کار بڈھے نے ساہوکار کو جواب دیا کہ اے ساہوکار تو قابل رحم نہیں ہے کیا تجھکو خیال نہیں ہے کہ تو میرے بیٹے کو اسی شرح سود پر قرض دینا چاہتا تھا اور جب میں نے کہا کہ شرح سود بہت سخت ہے، تو تو نے طنزاً کہا کہ شرح سود سخت نہیں ہے اور اگر تیرے پاس کچھ ہے تو میں اسی شرح سے جمع کرنے کو طیار ہوں۔ لیکن خیر اب تیرے ساتھ اسقدر رعایت کیجاتی ہے کہ جو کچھ تیرے پاس نقدی جائداد وغیرہ موجود ہے میرے حوالہ کر اسکے علاوہ جو روپیہ میرا تجھپر باقی رہے گا اُسے چھوڑ دوں گا اور تجھے گرفتار نہ کراؤنگا۔

ساہوکار نے مجبور ہوکر اپنا تمام سرمایہ اور جائداد وغیرہ بڈھے کے نام لکھدی اور خود مفلس قلاش ہوگیا اور بڈھا جو کہ کل تک روٹیوں کو محتاج تھا آج کئی لاکھ کا آدمی ہوگیا۔

صاحبو۔ یہ روایت صحیح ہو یا غلط اس سے تو ہمیں سروکار نہیں لیکن اس واقعہ کو پڑھکر آپ سود کی تیز رفتاری سے ضرور واقف ہوگئے ہوں گے کہ صرف دو پیسے کا قرض شرح مذکورہ سود پر بڑھتے بڑھتے صرف دو سال میں پانچ لاکھ چوبیس ہزار دو سو اٹھاسی روپیہ ہوجاتا ہے اور ایک ساہوکار صرف دو پیسہ کی قرضداری سے لاکھوں کی جائداد کھوکر تباہ اور برباد ہوسکتا ہے۔ درحقیقت قرضہ بہترین خادم اور بدترین آقا ہے جب قرضہ تمہاری غلامی کرنے لگے یعنی معقول سود پر معقول ضمانت پر آپ کسی جائداد وغیرہ پر لگادیں تو اس سے زیادہ وفادار ملازم آپ کو ملنا ناممکن ہے دنیا میں کوئی اسقدر وفاداری سے آپ کا کام نہ کریگا جیسا کہ معقول ضمانت سے سود پر دیا ہوا روپیہ۔ یہ اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے۔ اندھیرا ہو یا اُجالا۔ آندھی چل رہی ہو یا مینہ برس رہا ہو سردی ہو یا گرمی غرضکہ

ہر لمحہ آپ کی خدمت و اطاعت کرتا ہوا آپ کو مالدار اور خوشحال بناتا رہیگا۔ لیکن جب قرضہ آپ کے سر بڑھنے لگتا ہے یعنی سود آپ کے اوپر چڑھنے لگتا ہے تو یہ بدترین آقا بن جاتا ہے اور ہر وقت اور ہر لمحہ مفلس اور کنگال کرتا ہوا بدترین غلامی میں رکھنا چاہتا ہے۔ پس اگر آپ ذرا بھی عقل رکھتے ہیں اگر آپ کو اپنی عزت آبرو ننگ ناموس کا ذرا بھی خیال ہو تو کبھی بھول کر بھی قرض نہ لیں اور سود کو اپنے خلاف بڑھاتے ہوئے کسی کے محکوم نہ بنیں۔ جو اصحاب مذکورہ بالا باتوں کا خیال نہ کریں گے اُن کے کامیاب اور خوشحال ہونے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ اس تحریر کو پڑھکر جہاں صاحب عقل قرض لینے سے خائف ہو کر کبھی قرض نہ لیں گے وہاں بہت سے کم عقل اس تحریر کو خیال میں نہ لاکر فضول اور بیہودہ باتوں کے واسطے بھی قرض لینے میں کوتاہی نہ کریں گے اسواسطے جو اصحاب ان مفید باتوں کو پڑھکر بھی قرض لینا چاہتے ہیں اُن کی سہولیت کے واسطے کچھ مفید باتیں اور تحریر کرتے ہیں۔

ہم یہ تو بارہا تحریر کر چکے ہیں کہ قرض لینا۔ اپنی عزت آبرو اور حالت کو خاک میں ملانا ہے اس واسطے ہم کبھی کسی صورت میں قرض لینے کی رائے نہ دیں گے۔ لیکن بر ما تما نہ کرے کہ کبھی آپ کو قرض لینے کی سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو حسب ذیل باتوں کا ضرور خیال رکھئے۔

(۱) اگر آپ اپنا وہ غیر ضروری سامان جو کہ فضول اور بیکار پڑا ہوا ہے یا وہ سامان جسے روپیہ ہونے پر چاہے جس وقت خرید سکتے ہیں فروخت کرکے اپنا کام نکال سکتے ہیں تو فروخت کرکے کام نکال لیجئے۔ بہتر ہے کہ اس طریقہ سے ہی کام نکل جائے اور قرض نہ لینا پڑے۔

(۲) اگر قرض لینے کی سخت ضرورت ہی ہے تو ایسے آدمیوں سے جو عزت دار ہوں

جو اپنی اور دوسروں کی عزت کو یکساں سمجھتے ہوں۔ جو رحم دل اور نیک مزاج ہوں۔ جنسے آپ کی کشمکش یا لڑائی جھگڑہ نہ ہو جو نہایت ہی نیک نیت اور ایماندار ہوں قرض لینا چاہئے۔

(۳) قرض حیثیت کے اندر ہو۔ اور قرض لینے سے پیشتر ادائیگی کا معقول انتظام سوچ لو اور جس طرح جلد ممکن ہو سکے ادا کر دو۔

(۴) قرض ایک ہی آدمی سے لو تاکہ ایک ہی تقاضا ہے اور تھوڑا تھوڑا دینے پر بھی اُس کو وصول ہونیکا اطمینان رہے۔ اگر آپ نے متفرق طور پر چند آدمیوں یا چند ساہوکاروں سے قرض لیا تو ہر ایک کا تقاضا ہونے پر دل میں گھبراہٹ پیدا ہو جاویگی اور ہر ساہوکار اس خیال سے کہ میں پہلے اپنا قرضہ وصول کر لوں پریشان کریگا۔

(۵) جن لوگوں سے دوستی۔ رشتہ داری۔ میل مروت قایم رکھنا چاہتے ہو اُن سے کبھی قرض نہ لو۔ اگر آپ کے رشتہ دار۔ دوست احباب۔ میل مروت والے آپکی ضرورت نکالنے کے واسطے اپنی خوشی سے ہی آپ کو دیں تو اُن کا روپیہ جسوقت اُن کو ضرورت ہو یا جسوقت وہ تقاضا کریں فوراً ادا کر دو۔ اگر یہ لوگ تقاضا بھی نہ کریں تو بھی وعدہ سے ایک یوم پیشتر جس طرح بھی ممکن ہو اُن کا روپیہ پہنچادو ورنہ دوستی اور رشتہ داری میں خرابی آجائیگی۔

(۶) جس شخص سے جس طرح روپیہ لے رہے ہو اُس کو اُسی طرح بیباق کرو مثلاً جس شخص نے آپ کو پوشیدہ طور پر اکیلے میں روپیہ دیا ہے اُسے آپ خاموشی سے اکیلے میں ہی دیدیں۔ جس نے چار آدمیوں کو ظاہر کر کے دیا ہے اُسے آپ بھی اپنے چار آدمیوں کو ظاہر کر کے دیں۔ جس نے دستاویز لکھا کر دیا ہے اُسے آپ بھی رسید لے کر یا دستاویز و رقعہ کی پشت پر تحریر کر کے دیں جس نے رجسٹری کرائی ہے اُسے بذریعہ رجسٹری ہی ادا کریں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ رقعہ یا دستاویز وغیرہ تحریر کر کے روپیہ قرض لاتے

ہیں اور ساہوکاروں کو بلا رسید لیے ہوئے یا بلا رقعہ اور تمسک کی پشت پر درج کیے ہوئے
ادا کرتے رہتے ہیں کچھ روز بعد جھگڑہ مچتا ہے مدعی کہتا ہے کہ مجھے صرف تیس روپیہ وصول
ہوئے ہیں مدعا علیہ کہتا ہے کہ صاحب میں تو پچاس روپیہ ادا کر چکا ہوں جب مدعی سے
رسید مانگی تو مدعی نے کہا کہ ہم اپنے بہی کھاتہ میں جمع کیے لیتے ہیں رسید لیکر کیا کروگے
ہمارے اور آپ کے درمیان کچھ بے ایمانی تھوڑا ہی ہوگی اس وجہ سے ہم خاموش ہو گئے
اور روپیہ دیکر رسید نہیں لی لیکن ہم آپسے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کو خیال
نہیں ہے کہ جب آپ ساہوکار سے قرض لینے گئے تھے تو اُس نے آپ سے سب کرم کرائے
تھے۔ پہلے آپ سے سود طے کیا پھر دستاویز منگایا۔ پھر آپ کے ہاتوں سے یا کسی ہوشیار
کاتب سے دستاویز تحریر کرایا ہر ماہ یا چھٹے ماہ یا سالانہ سود کی شرط تحریر کراتے ہوئے
یہ شرط بھی تحریر کرائی کہ بلا پشت تمسک پر درج کیے یا بلا رسید لیے ہوئے عذر زبانی
وصول رسانی کا ناجائز ہوگا۔ پھر آپ کے دستخط کرائے انگوٹھے کا نشان لگوایا اسکے
بعد اپنے اُن خاص آدمیوں سے جو ساہوکار کے کہنے کے برخلاف نہیں جاسکتے گواہیاں
کرائیں پھر دستاویز کو غور سے دیکھا اور پڑھا۔ اور ہر طرح اپنا اطمینان کر کے آپ کو
روپیہ دیا گیا ان باتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ساہوکار آپ کو آگاہ کر رہا ہے۔
کہ روپیہ دیتے وقت اپنا پورا قابو جما لینا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ اس قدر باتیں ہونے پر
بھی آپ کیوں اسقدر بھولے بن جاتے ہیں کہ دستاویز یا رقعہ کی پشت پر بلا جمع
کیئے ہوئے یا بلا رسید لئے ہوئے ساہوکار کو جب چاہے روپیہ دے آتے ہیں۔ جب نالش
ہوتی ہیں۔ مدعی یعنی ساہوکار کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں دیا مدعا علیہ کہتا ہے کہ میں نے
ساٹھہ روپیہ ادا کر دیئے ہیں اور مدعی کے بہی کھاتہ میں جمع ہیں۔ ساہوکار بہی کھاتوں
سے انکار کر دیتا ہے کہ میرے یہاں بہی کھاتہ نہیں ہے۔ ڈگریاں ہو جاتی ہیں اور
کل روپیہ دینا پڑتا ہے۔ ان ظاہرا باتوں سے کون سمجھ سکتا ہے کہ کیا بات ہے در حقیقت

مدعا علیہ نے روپیہ ادا کیا ہے یا نہیں - یہ ساہوکار کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ بیوپاری ہوا روپیہ نالش کرنے کے وقت مجرا دے یا نہ دے ایسے موقع پر حکام تحریری ثبوت کے مقابلہ زبانی باتوں کو کیسے ترجیح دیں اور اس دستاویز کی کیوں ڈگری نہ کریں - پس ہر شخص کو واجب ہے کہ جب قرضہ کا کل روپیہ یا کچھ جز یا جسقدر بھی روپیہ ادا کریں پشت تمسک پر درج کرا دیا کریں یا رسید لے لیا کریں - اور جس طرح ساہوکار نے اپنا روپیہ دیتے وقت روپیہ دینے کا پورا پورا ثبوت اکھٹا کر لیا ہے آپ بھی ادائیگی کا کافی ثبوت جسے حکام قابل اطمینان سمجھیں کر لیں -

صاحبو - تحریر مذکورہ بالا سے ہمارا مطلب کسی فریق کو بے ایمان بنانے کا نہیں ہے لیکن تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ جہاں صدہا ساہوکار نہایت نیک نیتی اور ایمانداری سے کام کرتے ہیں وہاں اکثر ساہوکار بے ایمانی کرتے ہوئے رسید وغیرہ نہیں دیتے اور آئے ہوئے روپیہ کو مجرا نہ دیکر نالش کر کے دوبارہ روپیہ وصول کر لیتے ہیں اسی طرح قرض لینے والوں میں جہاں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے کہ جو ساہوکاروں کے ہر وقت ہاتھ جوڑتے اور ایمانداری سے روپیہ ادا کرتے رہتے ہیں وہاں ایسے آدمی بھی موجود ہیں جو ساہوکاروں کو بے انتہا تنگ کرتے اور ایک حبہ بھی ادا نہیں کرتے بلکہ نالش ہو جانے پر روپیہ ادا کرنے کا عذر کر دیتے ہیں - حکام کے سامنے جیسا ثبوت ہوتا ہے از روئے انصاف فیصلہ کر دیتے ہیں - پس ہر شخص کو روپیہ ادا کرتے وقت ہر صورت اور ہر حالت میں باضابطہ رسید لینا یا پشت تمسک وغیرہ پر درج کرا دینا ضروری ہے ورنہ اپنی نادانی کا خمیازہ اٹھائیں گے -

باب ۶ چھٹا کفایت شعاری

کفایت شعاری کی سودمند تعلیم حاصل کرنا اور اپنے بچوں کو کفایت شعاری کے طریقہ سکھا کر انھیں کفایت شعار بنانا ہر انسان کے واسطے نہایت ضروری ہے کیونکہ وہی شخص دولت مند ہو کر ہمیشہ عیش و آرام راحت اور مسرت کی زندگی بسر کر سکتا ہے جو سچی کفایت شعاری کا صدق دل سے عامل ہے اکثر لوگ جو کفایت شعاری کے سچے اصولوں سے ناواقف ہیں وہ کفایت شعاری کو بُرا سمجھتے اور بخل و کنجوسی کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ لیکن کفایت شعاری اور بخل و کنجوسی میں زمین آسمان کا فرق ہے جسے ہم ظاہر کرتے ہیں۔

سچی کفایت شعاری کسے کہتے ہیں

ضروریات زندگی کا خیال رکھنا۔ اپنے حسن انتظام اور خوبی اہتمام سے اپنے ضروری اخراجاتوں کو حد اعتدال اور معین آمدنی سے کم رکھتے ہوئے نہایت عزت آبرو کے ساتھ صاف ستھری زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی آمدنی کا خاص حصہ پسنداز کرتے رہنے کو سچی کفایت شعاری کہتے ہیں۔

(۱) فرض کیجیے کہ ایک شخص پچاس روپیہ ماہوار پیدا کرتا ہے اچھے سے اچھا کھاتا عمدہ سے عمدہ قیمتی کپڑے پہنتا اور اپنے غیر ضروری اخراجات اور شوقوں کو پورا کرتا ہوا کل آمدنی صرف کر دیتا ہے یا جسقدر آمدنی ہے اُس سے بھی زیادہ خرچ کر ڈالتا ہے۔

(۲) دوسرا شخص بھی پچاس روپیہ ماہوار پیدا کرتا ہے اور نہایت خراب کھانا کھاتا نہایت بڑے اور میلے کچیلے کپڑے پہنتا ضروریات زندگی کے کاموں میں رو رو

کر روپیہ خرچ کرتا ہے اور بڑے طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہوا اپنی بیوی بچوں اور متعلقین کو تکالیف میں رکھتا ہوا پچیس تیس روپیہ ماہوار بچا کر جمع کرتا یا زمین میں دفن کرتا رہتا ہے

ممکن ہے کہ کوئی صاحب ان دونوں شخصوں میں سے دوسرے شخص کو کفایت شعار کہیں لیکن درحقیقت پہلا شخص فضول خرچ اور دوسرا شخص بخیل یا کنجوس ہے۔

اب ایک تیسرے شخص کو لیجیے جو اچھا کھانا کھاتا۔ کم قیمت لیکن صاف ستھرے کپڑے پہنتا۔ ضروریات زندگی کے کاموں کو نہایت خندہ پیشانی سے کرتا۔ اپنی بیوی بچوں عزیز و اقارب کو تکلیف نہیں ہونے دیتا فضول اور بیہودہ شوقوں میں ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کرتا اور نہایت عزت آبرو کے ساتھ صاف ستھری زندگی بسر کرتا ہوا۔ وقت ضرورت یا آفت ناگہانی کے واسطے جو انسان پر اکثر پڑتی رہتی ہیں چار چھ یا دس بارہ روپیہ ماہوار بچاتا رہتا ہے۔ وہی سچا کفایت شعار ہے۔

جو اصحاب سچی کفایت شعاری کو بخل یا کنجوسی کہتے ہیں وہ غور کریں کہ درحقیقت سچی کفایت شعاری بخل یا کنجوسی اور فضول خرچی میں زمین آسمان کا فرق ہے یا نہیں اور ہر شخص کا سچی کفایت شعاری پر کاربند ہونا کسقدر ضروری ہے۔

(۱) جو اصحاب سچی کفایت شعاری پر صدق دلی سے عمل کرتے ہیں وہ عزت آبرو۔ عیش و آرام۔ بے فکری اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہوئے جلد دولتمند ہو جاتے ہیں

(۲) جو بخیل اور کنجوس ہیں وہ تکلیف اور پریشانی ذلت و خواری سے زندگی کے دن پورے کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ جلد دولتمند بھی ہو جاویں تو کیا کیونکہ یہ اپنی دولت سے کچھ فیض نہیں اٹھا سکتے بلکہ ایک قسم کے چوکیدار ہیں جو اپنی دولت کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور اس سے آرام نہیں اٹھا سکتے۔

(۳) جو اصحاب اپنی کل آمدنی خرچ کرتے رہتے ہیں اور وقت ضرورت شادی بیاہ وغیرہ وغیرہ یا ان آفت ناگہانی اور مصیبتوں کے واسطے جو کہ انسان پر اکثر اور ضرور

پڑتی ہیں۔ مثلاً بیمار ہو جانا۔ بڑھاپے میں کام کرنے کے قابل نہ رہنا وغیرہ وغیرہ ضروری حاجتوں کے واسطے کچھ بچا کر نہیں رکھتے وہ فضول خرچ ہیں ان لوگوں کا دولتمند ہونا بالکل ہی ناممکن ہے یہ تو فکر معاش سے بھی کبھی مستغنی نہیں ہو سکتے ان ہی لوگوں کو ذرا ذرا سے معاملہ پر یا ذرا ذرا سی ضرورتوں پر قرض لینا پڑتا ہے۔

مذکورہ مضمون کو پڑھکر اگر ہم ذرا بھی غور کریں تو یہ ہی کہیں گے کہ بیشک کفایت شعاری کا طریقہ نہایت ہی عمدہ اور سود مند ہے جس پر صدق دلی سے عمل کرتے ہوئے ہم اپنی زندگی کو نہایت آرام اطمینان عزت آبرو اور بے فکری سے بسر کرتے ہوئے جلد دولتمند ہو سکتے ہیں

لیکن افسوس کہ انسان کو جہاں ذرا آمدنی ہونے لگی یا کہیں سے روپیہ ملا اُسکا دماغ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ اب وہ اپنی عمارت دکھانے۔ لوگوں پر اپنی دولتمندی ظاہر کرنے کے واسطے اندھے ہو کر روپیہ صرف کرنے لگتے ہیں۔ ناجائز اور غیر ضروری اخراجاتوں کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ شراب نوشی۔ تماش بینی۔ عیاشی اور دیگر فضول خرچیوں کی طرف طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ فضول اور بیہودہ شوق اسقدر بڑھ جاتے ہیں کہ اُن کی آمدنی اُن کے غیر ضروری اخراجاتوں اور بیہودہ شوقوں کے واسطے ناکافی ثابت ہوتی ہے۔ ادھر ان لگے ہوئے بیہودہ شوقوں کا چھوٹنا مشکل ہو جاتا ہے بلکہ ان غیر ضروری اخراجاتوں اور بیہودہ شوقوں کا روز بروز ترقی کرتے جانا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ جو شخص آج فضول خرچیاں کر کے جسقدر لطف اُٹھا چکا ہے کل اُسے اُسی قدر خرچ کرنے سے تسکین نہیں ہوتی بلکہ وہ آج سے زیادہ خرچ کرنا اور زیادہ لطف اُٹھانا چاہتا ہے۔

ایسے لوگوں سے جو بیجا۔ فضول اور بیہودہ شوقوں کو پورا کرنے کی عادت پیدا کر چکے ہیں یہ کہنا کہ غیر ضروری اخراجات کو کم کر دو بمنزلہ اس کے ہے کہ کسی شخص سے یہ کہا جاوے کہ وہ اپنی جان تلف کر دے۔

فرض کیجئے کہ آپ ایک شرابی یا افیونی یا کسی نشہ باز سے جو کہ نشہ کرنے کا پورا عادی ہو یہ کہیں کہ بھائی نشہ تمہاری تندرستی حالت اور دولت کو تباہ اور برباد کر رہا ہے تم اسے ترک کیوں نہیں کر دیتے تو وہ یہ ہی جواب دیگا کہ جناب آپ اپنی نصیحت کسی اور کو سنائیں میں آپ سے کچھ مانگنے نہیں آتا جو آپ میرے آرام اور شوق میں مخل ہوتے ہیں شراب پینا کیا آسان بات ہے جنہیں پرماتما نے دیا ہے وہی پیتے ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے وہ کیا پئے گا۔ آپ بلا وجہ کیوں جل جل کر مرے جاتے ہیں۔ اسی طرح صدہا باتیں سنائیگا اگر کسی نشہ باز نے بہت مہربانی سے جواب دیا تو وہ یہ کہے گا کہ بھائی صاحب میں اس کے نقصانات سے خود واقف ہوں لیکن افسوس کہ چھوڑ نہیں سکتا آپ بار بار کہکر کیوں شرماتے ہیں۔ یہ لوگ اسی طرح فضول اور بیجا شوقوں میں اپنا روپیہ ضائع کرتے ہوئے دن بدن نادار اور مفلس ہوتے جاتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم بہت کچھ پیدا کرتے ہیں لیکن ہیں کچھ نہیں بچتا۔ دولتمند بننے کے واسطے اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ انسان سچی کفایت شعاری پر صدق دلی سے عمل کرے۔ درحقیقت روپیہ کا پیدا کرنا اسقدر مشکل نہیں ہے جسقدر کہ روپیہ کا روکنا یا بچانا مشکل ہے اور دولتمند بننے کا راز صرف اس بات پر منحصر ہے کہ انسان جسقدر پیدا کرے اُس سے کم خرچ کرے یا جسقدر خرچ کرنا چاہتا ہے اُس سے زیادہ پیدا کرے۔

جو لوگ فضول خرچی کے عادی نہیں ہیں یا اپنی بیجا عادتوں کے غلام نہیں ہو گئے اُن کے واسطے آمدنی سے کم خرچ کرنا کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ درحقیقت وہ شخص جو آٹھ آنہ روز پیدا کرکے سات آنہ روز خرچ کرتا اور ایک آنہ روز جمع کرتا رہتا ہے دنیا کے خوش قسمت آدمیوں میں سے ہے اور جو ہزار روپیہ روز پیدا کرتا اور ہزار روپیہ روز ہی خرچ کر دیتا ہے اُس کا دنیا کے نہایت بدقسمت آدمیوں میں ہونا ہے اور جو لوگ آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے کے عادی ہیں اُن کی بدقسمتی کا حال احاطہ تحریر اور تقریر سے باہر

ہے کیونکہ وہ بہت جلد اپنی موروثی جائداد کو جو کہ اُن کے بزرگوں نے بڑی کوشش محنت اور کفایت شعاری سے پیدا کی تھی تلف کرکے تباہ اور برباد ہو کر خاک میں مل جاوینگے اور روکھی سوکھی روٹیوں کو بھی محتاج ہو جاویں گے۔ ایسے فضول خرچوں پر نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا جسقدر انھیں سمجھایا جاوے اُلٹا جواب دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب پرماتما ہمیں دے رہا ہے تو ہم کیوں نہ کھائیں اُڑائیں اور اپنی آرزوں کو خواہ وہ ناجائز ہی سہی پورا کرتے ہوئے کیوں خوش قسمت نہ کہلائیں۔

دوستو۔ خوش قسمتی کی یہ دلیل ہرگز نہیں ہے کہ اگر آج ہمارے پاس روپیہ موجود ہے تو گلچھرے اڑا رہے ہیں اور اگر کل کچھ نہیں ہے تو بھوکے بیٹھے ہیں اور معہ بیوی بچوں کو فاقہ کرکے دوسروں کا منہ تک رہے ہیں کسی سے قرض لے رہے ہیں تو کسی رشتہ دار دوست احباب سے اپنی مصیبتیں بیان کرکے مدد کے خواہاں ہیں۔ خوش قسمتی کے معنی درحقیقت یہ ہیں کہ انسان تا زیست ترقی کرتا رہے آج اگر ایک روپیہ کی حیثیت ہو تو ایک ہفتہ بعد دو روپیہ کی اور اس کے بعد چار روپیہ کی غرضکہ دن بدن ترقی کرتا ہوا چلا جائے اور کبھی کسی کا دست نگر نہ بنے بلکہ ہمیشہ اپنے عزیز و اقارب دوست احباب اور رشتہ داروں کی مدد کرتا اور انھیں فیض پہونچاتا رہے۔ اور ہمیشہ نیک نام اور باعزت بنا رہے جو شریف لوگ فضول اور بیہودہ شوقوں غیر ضروری اور ناجائز باتوں۔ عیاشی۔ تماش بینی نشہ بازی اور دیگر مذموم فعلوں کے قابو ہو کر یا خوشامدی اور نالائق دوستوں کی باتوں میں آکر اپنی دولت ثروت اور جائداد کو تلف اور برباد کرکے تباہ ہو چکے ہیں اُن کی حالت کو دیکھو وہ منہ چھپا چھپا کر آٹھ آٹھ آنسو روتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک ہمارے پاس دولت تھی اپنے اور غیر سب ہی ہمارے تھے لیکن اب ہمارا کوئی نہیں جو دوست احباب اور رشتہ دار بات بات پر اپنی جان نثار کرنے کو ہر وقت طیار رہتے تھے آج وہ ہماری دردانگیز اور عبرتناک حالت کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اگر کبھی

ہم وعجز والتجا لیکر اُن کے پاس جاتے ہیں تو وہ بجائے تسلی دینے کے پھٹکار دیتے ہیں اور صدہا باتیں سُناتے ہیں۔

دنیا نیک اور دھرماتما انسانوں سے خالی نہیں ہے اکثر دوست احباب اور رشتہ دار جنہیں شرافت کا کچھ بھی مادہ ہے وہ دلجمعی اور تسلی کرتے ہیں لیکن کوئی شخص کسی ایسے آدمی کی جو خود بخود تباہ اور برباد ہوا ہو کہاں تک مدد کرے۔ پس ہر انسان پر فرض ہے کہ نہایت عقلمندی اور ہوشیاری سے رہے کفایت شعاری پر صدق دلی سے عمل کرتا ہوا اپنی حالت اور حیثیت کو دن بدن بڑھاتا رہے۔

اکثر لوگ جن کی معقول آمدنی ہے کہتے ہیں کہ ہم کفایت شعاری کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور کفایت شعاری پر صدق دلی سے عمل کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہم کچھ نہیں بچا۔ ایسے لوگ یا تو کفایت شعاری کے اصول سے ہی ناواقف ہیں یا سچی کفایت شعاری پر عمل نہیں کرتے ورنہ یہ کب ممکن ہے کہ جو شخص سچی کفایت شعاری کے اصول سے واقف ہو اور صدق دلی سے عمل کر رہا ہو وہ کچھ نہ بچا سکے اور جلد دولتمند نہ ہو سکے لیکن بات یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنی عمریں گنوا دیتے ہیں اور پھر بھی سچی کفایت شعاری کے اصول سے ناواقف رہتے ہیں۔

بہت سے لوگ اس قسم کے ہیں جو مہینوں تک حجامت نہیں بنواتے۔ میلے کچیلے کپڑے جن سے بدبو آتی ہے پہنے رہتے ہیں۔ یا اپنے ہی ہاتھوں کپڑے دہو کر دھوبی کے پیسے بچاتے ہیں۔ گھر میں گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے واسطے بہت دھندلی روشنی کا چراغ جلاتے ہیں یا جہاں درحقیقت چار آنہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں ایک آنہ میں ہی کام نکالنا چاہتے ہیں اور ذرا ذرا سی باتوں کے واسطے اپنی بیوی بچوں کو تکلیف میں رکھتے اور اسی طرح گذر کرنے کو وہ کفایت شعاری سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت یہ کفایت شعاری نہیں بلکہ یہ خست بخل اور کنجوسی ہے۔ یہ لوگ صرف ایک ہی طرف اپنی کفایت شعاری

کا استعمال کرتے ہیں اور دوسرے پہلو پر نگاہ نہیں ڈالتے۔ مانا کہ میلے کچیلے کپڑے پہننے یا کپڑوں کو معمولی طور پر اپنے ہاتوں دہو کر دھوبی کے دو چار پیسہ بچا لینے کو کفایت شعاری سمجھتے ہوں۔ لیکن ان غلیظ اور گندے کپڑوں سے جو کراہیت پیدا ہوتی ہے یا تندرستی کو نقصان پہونچتا ہے اُس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نہیں سمجھتے کہ صاف ستھرے کپڑے پہنکر تندرستی کو قایم رکھنا دھوبی کے دو چار پیسہ بچا لینے سے کہیں زیادہ قیمتی ہے یا کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے دہونے میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ ایک دو آنہ سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ یہ لوگ ضروری کاموں میں تو ایک ایک پیسہ رو رو کر خرچ کرتے ہیں لیکن دوسری طرف فضول اور بیجا کاموں میں صدہا روپیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ دو چار پیسہ پان اور سگریٹ وغیرہ میں صرف کرتے رہنا۔ آنہ دو آنہ کی چیز خوانچہ والوں سے لیکر روزانہ کھاتے رہنا شراب وغیرہ پینا ذرا ذرا سی باتوں یا شادی بیاہ کے موقع پر اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ حتی کہ قرض لیکر خرچ کرتے ہوئے بھی نہیں جھجکتے اس بے اصولی سے کام کرنے پر جب کچھ نہیں بچتا تو کہتے ہیں کہ ہم اس قدر کفایت شعاری سے کام لیتے ہیں لیکن پھر بھی کچھ نہیں بچتا ان لوگوں کی وہی مثال ہے کہ اشرفیوں کی بکھیر کریں اور کوئیلوں کو مہر لگا کر احتیاط سے رکھیں اس قسم کی چھوٹی کفایت شعاری سے کوئی شخص کبھی دولتمند نہیں ہو سکتا۔

سچا کفایت شعار بننے کے واسطے تربیت پانے کی خاص ضرورت ہے کیونکہ درحقیقت جو کچھ ہم محنت اور کوشش سے پیدا کر سکتے ہیں اُس میں سے زندگی کی ضرورتوں اور اصلی آراموں پر مناسب خرچ کرتے ہوئے عزت آبرو کے ساتھ کافی حصہ بچا سکتے ہیں۔

بعض اصحاب یہ ضرور کہیں گے کہ ہم زندگی کی ضرورتوں اور اصلی آراموں کی شناخت کس طرح کریں اور یہ کس طرح سمجھیں کہ کونسا کام ہمارے واسطے ضروری اور کونسا غیر ضروری ہے اسکے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی آمدنی کے مطابق ہی

ضروری اور غیر ضروری اخراجاتوں کی تمیز ہو سکتی ہے فرض کیجیے کہ ایک شخص ہزار روپیہ ماہوار پیدا کرتا ہے وہ عمدہ سے عمدہ کھانا کھاتا بیش قیمت کپڑے پہنتا آنے جانے کو ایک دو سواری کام کاج اور خدمت کے واسطے دو۔ چار ملازم اور حیثیت کے مطابق دیگر کاموں میں بھی روپیہ صرف کرتا ہوا پانچسو روپیہ ماہوار یا کچھ کم بچاتا رہتا ہے ایسے شخص کے واسطے یہ تمام اخراجات ضروری ہیں۔ دوسرا شخص جو صرف پانچسو روپیہ ماہوار پیدا کرتا ہے لیکن مذکورہ شخص کے مانند خرچ کرتا ہوا کچھ نہیں بچاتا تو اس کے واسطے یہ ہی اخراجات غیر ضروری ہیں۔

اس دوسرے شخص کو چاہیے کہ بجائے دو سواریوں کے ایک سواری رکھے بجائے تین چار خدمت گاروں کے ایک دو خدمت گار رہنے دے۔ اور اسی طرح دیگر اخراجات میں کمی کرتا ہوا اپنی آمدنی کا خاص حصہ بچاتا رہے۔ بعض اصحاب یہ کہیں گے کہ ہمیں اپنی آمدنی سے کسقدر روپیہ بچانا چاہیے اس کے متعلق ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہر شخص عزت آبرو آرام اور آسایش بیفکری اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوا جسقدر بھی زیادہ روپیہ بچا سکتا ہے اُسی قدر اچھا ہے کیونکہ روپیہ کا بچانا غیر ضروری اخراجات میں صرف کر دینے سے کہیں زیادہ بہتر و اطمینان کا باعث ہے۔ لیکن جن لوگوں کی آمدنی بہت ہی کم ہے اُنھیں بھی کسی نہ کسی طرح اپنی آمدنی کا ۱/۴ حصہ زندگی کی دیگر ضرورتوں اور آفت ناگہانی بیماری وغیرہ وغیرہ کے واسطے ضرور بچانا چاہیے آپ کہیں گے کہ جب ہماری آمدنی اسقدر کم ہے کہ ہم کوشش کرنے پر بھی ایک پیسہ نہیں بچا سکتے تو اپنی آمدنی کا ۱/۴ حصہ کیسے بچائیں اس کے متعلق یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدانخواستہ اگر اس حالت میں آپکی آمدنی دو چار یا دس پندرہ روپیہ ماہوار کسی وجہ سے کم ہو جاوے تو آپ کیسے گذر کرینگے۔ آمدنی کم ہونے پر آپ کو یہ ہی کرنا پڑیگا کہ یا تو آپ سخت محنت اور کوشش کر کے اپنی آمدنی کو جو کہ کم ہو گئی ہے بڑھائیں گے یا اپنے ضروری اخراجاتوں میں بھی خاص طور پر

کمی کریں گے۔ مثلاً بجائے عمدہ کپڑوں کے سادہ کپڑے پہنیں گے۔ بجائے لذیذ کھانے کے سادہ کھانا کھانے پر مجبور ہونگے۔ اسی طرح دیگر اخراجات کم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی اور کم کرنے پڑیں گے تاکہ جسقدر آمدنی ہے اُسی میں گذر ہو جاوے۔ اس واسطے اس اصول پر ہمیشہ سے ہی نگاہ رکھیے۔ یعنی آپ کی آمدنی چاہیے جسقدر کم کیوں نہ ہو اُس میں سے ۱/۴ حصہ نکال کر علیحدہ جمع کرتے جائیے خواہ سیونگ بینک میں جمع کرتے رہیے اور بقایا آمدنی کو اصل آمدنی سمجھکر اُسی کے مطابق اپنے اخراجات مقرر کیجئے۔ اگر ضرورت ہو تو نہایت معمولی کپڑے پہنئے۔ کم قیمت اور سادہ کھانا کھائیے۔ پان سگریٹ۔ چاٹ مٹھائی وغیرہ شوقیہ چیزوں کا استعمال اور دیگر فضول باتیں جنکا کرنا یا نکرنا یکساں ہے بالکل ترک کر دیجیے۔ یہانتک کہ اگر آمدنی کا ۱/۴ حصہ بچاتے ہوئے موٹا اناج بھی کھانا پڑے یا پھٹے کپڑے سلوا کر یا جوڑ لگا کر بھی پہننے پڑیں یا اپنے گھر کے کام اپنے ہاتھ سے ہی کرنے پڑیں تو بھی دریغ نہ کیجئے۔ یہی کفایت شعاری کا مطلب ہی کہ انسان اپنی آمدنی سے کم خرچ کرے یا جسقدر خرچ کرنا چاہتا ہے کوشش کرکے اُس سے زیادہ پیدا کرے لیکن کسقدر افسوس کا مقام ہی کہ ہم مذکورہ زرین اصول پر ذرا بھی توجہ نہیں دیتے اور دوسروں کی حرصا حرصی روپیہ خرچ کرنے میں ذرا بھی دریغ نہیں کرتے کہیں قیمتی اور عمدہ پوشاکوں پر کہیں غیر ضروری اور شوقیہ سامان خریدنے پر کہیں دیگر بیہودہ باتوں میں اپنی آمدنی خرچ کرتے رہتے ہیں بہت سے اصحاب جب تک اُن کے پاس اُن کی حیثیت سے زیادہ سامان نہ ہو یا شادی بیاہ اور دیگر موقوں پر اپنی حیثیت اور دیگر لوگوں کے اندازہ سے زیادہ خرچ نہ کریں اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ ایسا کرنے پر یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں کیونکہ دیگر عقلمند اصحاب یہ خیال کرکے کہ ان کی اسقدر آمدنی نہیں ہے جسقدر کہ یہ خرچ کر رہے ہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور یہ فضول خرچ ظاہرا ہو ابندی کے واسطے جگہ جگہ سے قرض لیکر اور اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرکے خواہ مخواہ مصیبت میں پھنستے رہتے ہیں

ہزاروں اور لاکھوں انسان جنھوں نے اپنی زندگی میں اسقدر روپیہ پیدا کیا یا اسقدر جائداد ورثہ میں پائی کہ اگر احتیاط سے چلتے تو کمایا ہوا روپیہ یا موروثی جائداد کی آمدنی عمر بھر آرام و آسایش بے فکری اطمینان اور عزت آبرو سے گذر اوقات کرنے کے واسطے کافی تھی لیکن وہ اپنی فضول خرچی سے اپنی دولت اور جائداد کو قایم نہ رکھ سکے اور بہت جلد اپنی جاہ حشمت اور دولت کو کھو کر تباہ اور برباد ہو گئے۔

اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جو اصحاب سچی کفایت شعاری پر عمل کرتے ہیں وہ فضول خرچوں سے کئی گنا کم صرف کرتے ہوئے سچی اور دائمی راحت و مسرت حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی کو عزت آبرو آرام اور اسایش سے گذارتے ہیں۔

ہم لوگ خرچ کرنے میں جسقدر دوسروں کی حرص کرتے ہیں اگر پیدا کرنے اور آمدنی کا خاص حصہ بچانے میں بھی اسی قدر حرص کرنے لگیں تو بہت جلد دولتمند ہو جاویں اور اپنی زندگی کو عزت آبرو آرام اور اطمینان سے بسر کرتے ہوئے ہمیشہ خوش رہیں اور کبھی کسی کے دست نگر نہ ہوں ہر شخص کو اور خاصکر اُن لوگوں کو جو کوشش کے ساتھ جلد دولتمند ہونا چاہتے ہیں۔ ایک روزنامچہ جس میں آمدنی و خرچ کا حساب باضابطہ تحریر کیا کریں بنا لینا چاہیے جس میں حسب ذیل مدات ہوں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
تاریخ ماہ و سن	آمدنی روزانہ	وہ اخراجات جو زندگی و تندرستی اور عزت آبرو قائم رکھنے کے واسطے ضروری ہیں	خورد و نوش و عیش و عشرت کا سامان	وہ اخراجات جو بلا ضرورت دوسروں کی دیکھا دیکھی کرتے ہیں	وہ اخراجات جو زندگی و تندرستی کے لئے ناگزیر نہیں و لغو ہیں اور دنیا کی نگاہ میں باعث ذلت ہیں

اب آپ روزانہ آمدنی و خرچ کا حساب نہایت ہی صحت کے ساتھ اُسی مد میں جس میں کہ در حقیقت روپیہ خرچ ہوا ہے درج کرتے رہیں اور ہر ہفتہ یا ہر ماہ ہر مد کی میزان لگا کر جانچ کرتے رہیں ایسا کرنے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ مد نمبر تین یعنی ضروریات زندگی کی مد سے دیگر مدوں میں کسقدر زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ بعض ناتجربہ کار اور فضول خرچ ضروریات زندگی کی مد سے دیگر مدوں میں کئی گنا زیادہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ پس کفایت شعاری پر نظر رکھتے ہوئے اُن اخراجاتوں کو جو ضروریات زندگی کی مد سے باہر ہیں کوشش اور مضبوط ارادہ کے ساتھ ترک کر دیجئے۔

مد نمبر چھ کے اخراجات تو ہر شخص کو ہر حالت میں خواہ وہ چاہے جسقدر روپیہ رکھتا ہو یا چاہے جسقدر روپیہ بچا رہا ہو ترک کر دینے چاہئیں کیونکہ ایسے بد شغل اور بیہودہ کام کرنے والا نہ دولت پیدا کر سکتا ہے نہ دولت قایم رکھ سکتا ہے مد نمبر چار و نمبر پانچ میں بھی اُن لوگوں کو جو بے انتہا آمدنی رکھتے اور اُن مدوں میں بھی خرچ کرتے ہوئے اپنی آمدنی کا کافی حصہ بچاتے رہتے ہیں ضرورت کے موافق ہی روپیہ خرچ کرنا چاہیئے۔ لیکن جن لوگوں کی آمدنی بہت ہی کم ہے انھیں مد نمبر تین میں بھی اس کفایت سے کام لینا چاہیئے کہ وہ اپنی آمدنی سے کچھ نہ کچھ ضرور بچا سکیں یعنی اگر ضرورت ہو تو نوکر کم رکھیں۔ سادہ کھانا کھائیں۔ کم قیمت لیکن صاف ستھرے کپڑے پہنے۔ پھر دیکھیں کہ روپیہ کیوں نہیں بچتا۔

آپ خود غور کیجئے کہ اگر ہماری آمدنی بیش قیمت کپڑے پہننے کی اجازت نہیں دیتی تو ہم چار پانچ آنہ گز کا کپڑا جسے ہم سے زیادہ باعزت پہنتے ہیں کیوں نہ پہنے۔ یا اگر ہماری حیثیت ملازم رکھنے یا ہم سے زیادہ آمدنی رکھنے والوں کی طرح خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتی تو ہم کیوں نوکر رکھیں اور کیوں خود کام نہ کریں! اور کیوں زیادہ آمدنی رکھنے والوں کی حرصا حرصی کام کریں جب ہمیں ٹھیک وقت پر کھانا مل سکتا ہے تو ڈیڑھ دو آنہ روز کی مٹھائی یا چاٹ وغیرہ کھا کر کیوں مصیبت میں پڑیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ایک غریب مزدور

چار چھ آنہ کی مزدوری کرتا ہوا اپنے کنبہ کو پالتا ہے اور کسی کا مقروض نہ ہو کر آرام اور اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہوا گہری نیند سوتا ہے اور ہم سے کہیں زیادہ تندرست توانا اور طاقتور رہتا ہوا بے فکری سے زندگی بسر کرتا ہے۔

پس ہم کو غور کرنا چاہیے کہ جب ہم سے نہایت قلیل آمدنی رکھنے والے بھی اپنی اور اپنے کنبہ کی گذر اوقات کرتے ہوئے اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہیں تو ہم معقول آمدنی رکھتے ہوئے اپنی آمدنی سے کافی حصہ کیوں نہیں بچا سکتے دوستو جب فضول خرچیوں کو ترک کرتے ہوئے تھوڑا تھوڑا روپیہ بچانے کی عادت ہو جاویگی اور اس بچے ہوئے سرمایہ کو عقلمندی کے ساتھ کسی کاروبار میں لگا کر آپ فائدہ اٹھانے لگیں گے تو عجیب مسرت اور بے انتہا لطف حاصل ہونے لگے گا۔ شراب کی بجائے ٹھنڈے پانی میں سرور محسوس ہوگا۔ عیاشی اور تماش بینی کی بجائے اپنی بیوی کی صحت میں لطف آئیگا۔ بیجا کاموں میں روپیہ صرف کرنے کے بجائے جائداد خریدنے میں مسرت ہوگی۔ طوائفوں کے مجرا سننے تھیٹر وغیرہ دیکھنے یا دیگر بیہودہ شوقوں کی بجائے اپنے بچوں سے باتیں کرنے میں آنند ملے گا غرضیکہ زندگی نہایت عزت آبرو آرام و آسائش اور اطمینان سے گذریگی۔ بعض اصحاب یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر ہم نے کفایت شعاری کرکے ہر ہفتہ یا ہر ماہ ایک دو یا دو چار روپیہ بچا بھی لیے تو ہم دولتمند تھوڑا ہی ہو سکتے ہیں کچھ بچانے کی کوشش نہیں کرتے لیکن یہ خیال غلط ہے کسی رقم کے پس انداز کرنے میں یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ رقم کم ہے یا زیادہ۔ بلکہ اس امر کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ پس انداز کی ہوئی رقم کبھی بیجا طور پر ضایع نہ ہونے پائے۔

یہ ہی خیال آپ کو دولتمند بنانے میں بے انتہا مدد دیگا! در روپیہ روپیہ کو بڑھاتا ہوا آپ کو جلد دولتمند بنا دیگا۔

فرض کیجیے کہ آپ دو آنہ روز ہی جمع کرنے کے عادی ہیں تو ایک سال یعنی

۳۶۵ دن میں سات سو تیس آنہ یعنی پینتالیس روپیہ دس آنہ کے مالک ہو جائیں گے جو مفت کی ایک معقول رقم ہے اب بدستور سابق آپ دو آنہ روز اپنی آمدنی سے بچاتے رہیں اور اس بچے ہوئے روپیہ سے کچھ کاروبار کرتے رہیں تو دوسری سال آپ اور زیادہ مالدار ہو جاویں گے فرض کیجیے کہ ایک سال میں پینتالیس روپیہ دس آنہ کو کاروبار میں لگانے سے چالیس روپیہ ہی آمدنی ہوئی تو دوسری سال کے اختتام پر آپ یک سو اکتیس روپیہ چار آنہ کے مالک ہو گئے اسی طرح آپ کی کوشش اور محنت سے روپیہ ترقی کرتا ہوا چلا جائیگا اور آپ بہت جلد دولتمند ہو جائیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ روپیہ بچانے میں ابتدا میں کچھ نہ کچھ دقت اور پریشانی ضرور معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب روپیہ پاس ہوتا ہے تو انسان کا نفس اُسے طرح طرح کے بیہودہ ناجائز اور غیر ضروری شوق دلا کر روپیہ خرچ کرانے پر آمادہ کرتا رہتا ہے اور لطف یہ ہی کہ جو کام درحقیقت فضول اور ناجائز ہیں یا جنکے کرنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے روپیہ پاس ہونے پر جائز اور ضروری معلوم ہونے لگتے ہیں پس ہر انسان کو اپنے نفس پر قابو رکھکر فضول اور غیر ضروری کاموں میں ایک حبہ بھی خرچ نہ کرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ کفایت شعاری پر عمل کرتے ہوئے روپیہ بچانا چاہیے۔ کیونکہ روپیہ پاس ہونے پر جو اطمینان رہتا ہے یا وقت ضرورت بچے ہوئے روپیہ سے فائدہ اُٹھانے میں جو لطف حاصل ہوتا ہے اُسے وہی لوگ جو روپیہ بچانے کے عادی ہیں اچھی طرح جانتے ہیں

دنیا میں جسقدر انسان غریبی اور مفلسی کی حالت سے دولتمند ہوئے ہیں سب نے صدق دلی سے کفایت شعاری پر عمل کیا اور ایک ایک کوڑی پر نگاہ رکھتے ہوئے کروڑپتی اور ارب پتی ہو گئے۔ پس ہر شخص کو اپنے نفس پر پورا قابو رکھکر یہی کفایت شعاری پر صدق دلی سے عمل کرنا چاہیے تاکہ آسانی سے جلد دولتمند ہو کر تازیست عزت آبرو آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتا رہے اور کبھی کسی کا دست نگر نہو۔

باب ساتواں

کاروبار کے واسطے ضروری باتیں

احساب کتاب اور ریکارڈ کا درست رکھنا

ہر شخص کو اور خاصکر ہر کاروبار کرنے والے اصحاب کو اپنا حساب کتاب درست اور باقاعدہ رکھنا نہایت ضروری ہے! اور اسی پر فرم کی ہستی کا انحصار ہے کیونکہ بلا حساب کتاب کے مالک اپنی مالی حالت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا نہ وہ یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کون کون چیز کس قیمت پر دستیاب ہوئی ہیں کس حساب سے فروخت کرنے پر نفع ہوگا۔ فرم میں کسقدر آمدنی ہے کیا خرچ ہو رہا ہے۔ فرم یا کاروبار نفع پر چل رہا ہے یا گھاٹے پر۔ پس ہر شخص کو باقاعدہ حساب کتاب رکھنا۔ ہر روز یا ہر ہفتہ اُس کی جانچ کرنا۔ ضروری اور غیر ضروری اخراجات پر نگاہ رکھنا۔ واجب ہے۔ اسی طرح ریکارڈ یعنی آئے ہوئے ضروری خطوط کو احتیاط سے رکھنا۔ اُن کا جواب اپنے یہاں درج کر کے روانہ کرنا اور دیگر باتوں کا بھی سلسلہ باقاعدہ ہونا چاہیے اگر ریکارڈ درست نہ ہوگا تو مالک کو یہ معلوم کرنے میں کہ پیشتر کون چیز کس حساب سے منگائی گئیں! اب کس حساب سے منگائی جا رہی ہیں یا پچھلے کاغذات کا حوالہ دینے میں سخت دقت واقع ہوگی! اور ایسی ابتری کی حالت میں مالک فرم سخت نقصان اُٹھائیگا۔ مالک فرم کو چاہیے کہ آمدنی و خرچ کی روزانہ یا ہر ہفتہ جانچ کرتا رہے اور کفایت شعاری پر عمل کرتا ہوا غیر ضروری اخراجاتوں کو ترک کرتا رہے تاکہ کاروبار میں کافی ترقی ہوتی رہے۔

۲۔ کاروبار کے واسطے مناسب جگہ

ہر شخص کو اپنا کاروبار اور پیشہ چلانے اور اُس میں کافی ترقی کرنے کے واسطے مناسب اور موزوں جگہ کی سخت ضرورت ہے کیونکہ کاروباری انسان کو جب تک عمدہ اور موقع کی جگہ نہ ملے وہ کافی نفع نہیں اُٹھا سکتا فرض کیجئے کہ آپ ایک جنرل مرچنٹ ہیں دس بیس ہزار روپیہ کا لاکھ سامان آپکی دوکان میں رہتا ہے آپ اپنا کاروبار چلانے میں کافی دستگاہ رکھتے ہیں۔ لیکن آپ کی دوکان کسی گاؤں میں یا کسی ایسی جگہ جہاں عام راستہ نہیں ہے اور آدمیوں کا بہت کم گذر ہوتا ہے واقع ہے تو آپ اپنے مال کو کس طرح فروخت کر سکتے اور کس طرح نفع اُٹھا سکتے ہیں۔ ایسے بے موقع جگہ دوکان کھولنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ سخت سے سخت محنت اور کوشش کرنے پر بھی اپنے مال کو کافی مقدار میں فروخت نہ کر سکیں گے نہ نفع اُٹھا سکیں گے۔

لیکن اگر آپ کسی بڑے شہر میں کسی ایسے عمدہ اور مناسب موقع پر جہاں اُس مال کے خریدنے والوں کی آمدورفت کثرت سے رہتی ہو اُس قسم کی اور بھی دوکانیں ہوں۔ عام راستہ ہو غرضکہ دوکان نہایت مناسب اور باموقع ہو تو ہر شخص کی نگاہ اُس سامان پر پڑے گی۔ اور لوگ حسب ضرورت یا شوقیہ بھی اُس مال کو خریدیں گے اور اگر آپ نے ایمانداری۔ خوش اخلاقی اور ارزاں فروشی سے اپنے کاروبار کو جاری رکھا تو آپ کافی نفع اُٹھاتے ہوئے جلد دولتمند ہو جاویں گے۔

پس ہر شخص کو خواہ تاجر ہو یا دستکار۔ وکیل ہو یا مختار۔ حکیم ہو یا ڈاکٹر سنار ہو یا لوہار غرضکہ ہر پیشہ ور کو اپنا کاروبار چلانے کے واسطے نہایت باموقع جگہ پر اپنا کاروبار جاری رکھنا چاہیے۔ اور نہایت ایمانداری اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے تاکہ کاروبار میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوتی رہے۔

۴۔ استقلال کوشش اور مضبوط ارادہ سے کام کرنا

جس کام کو آپ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اُس کے متعلق یہ غور کیجئے کہ وہ کام آپ کی حیثیت کے مناسب اور موزوں ہے یا نہیں اگر کام غیر مناسب یا آپکی طبائع اور مذاق کے خلاف اور ناموزوں ہے تو اُسے فوراً ترک کر کے مناسب اور موزوں پیشہ اختیار کیجئے! اور اگر آپ راہ راست پر چل رہے ہیں تو گو ابتدا میں کافی کامیابی نہ ہو لیکن استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے بعض اصحاب نہایت عمدہ کام جو اُن کی خوشحالی اور کامیابی کو ترقی دینے والا ہے شروع کرتے ہیں لیکن ابتدا کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے گھبرا کر جلد چھوڑ دیتے ہیں جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ آپ نے کاروبار کیوں ترک کر دیا تو جواب دیتے ہیں کہ اس کام میں ہمیں کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ جب کام اچھا ہے تو ناکامی کا خیال آپ کے دلمیں کیسے پیدا ہوا ہم تو یہی کہیں گے کہ آپ کی غیر مستقل مزاجی اور ارادوں کی کمزوری نے آپکو ناکام بنا دیا۔ اگر آپ استقلال مضبوط ارادہ اور کوشش و محنت کے ساتھ راہ راست پر چلے جاتے تو جلد منزل مقصود پر پہونچ جاتے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص استقلال اور مضبوط ارادہ کے ساتھ راہ راست پر چلا جاتا ہے وہ کبھی ناکامی کے غار میں نہیں گر سکتا استقلال اپنی ذات پر بھروسہ رکھنے کو کہتے ہیں جو اپنی ذات پر بھروسہ نہیں رکھتے وہ کبھی کام کو انجام نہیں دے سکتے جب آپ اپنی ذات پر بھروسہ کرنا سیکھ جائیں گے تو آپکی تمام اُمیدیں سرسبز ہونے لگیں گیں! اور آپ بہت جلد ترقی کی چوٹی پر پہونچ جائیں گے۔

اکثر اشخاص ایسے دیکھے گئے ہیں کہ وہ اپنا کاروبار نہایت خوبی سے چلاتے رہتے ہیں لیکن اگر کسی وقت اُنھیں کسی غلطی سے کچھ زیادہ نقصان ہوا اور انھوں نے استقلال کو چھوڑا اب وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس نقصان کی تلافی نہ کر سکیں گے اور

یہ خیال اُن کو کاروبار چھوڑ نے اور تنزلی کے غار میں گرانے کے واسطے کافی ہے۔ لیکن جو مستقل مزاج ہیں جنھیں اپنی ذات پر بھروسہ ہے وہ ایسے نقصان کی پرواہ نہیں کرتے اور وہ اپنی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے نہایت مردمی سے کہتے ہیں کہ ہم اس نقصان کی کوشش اور محنت سے بہت جلد تلافی کر دیں گے ایسے لوگ استقلال سے کام کرتے رہتے ہیں اور پھر ترقی کی چوٹی پر پہونچ جاتے ہیں۔

آپ جس کام کو بھی کریں نہایت محنت کوشش اور استقلال کے ساتھ کریں جو شخص کام کو کام سمجھکر کرتے ہیں وہ جلد سر انجام دے کر ترقی کر جاتے ہیں لیکن جو شخص کام کو بیگار سمجھکر کرتے ہیں وہ کچھ ترقی نہیں کر سکتے۔ بعض لوگ نہایت سُست رفتاری سے کام کرتے ہیں اور اسقدر ڈھیل ڈالتے ہیں کہ جس کا تحریر کرنا مشکل ہے جو کام اسوقت کرنا ہے اُسے دو گھنٹہ بعد یا جو کام آج کرنا ہے اُسے کل کرنا چاہتے ہیں یہ التوا کی عادت نہایت بُری ہے ایسا کرنے سے مزاج میں سُستی اور کاہلی آجاتی ہے اور کام ادھورا رہ جاتا ہے یا التوا کرتے کرتے بالکل نہیں ہوتا اور ایسے لوگ ہمیشہ مفلس۔ پریشان اور ذلیل رہتے ہیں۔

پس جس کام کو آپ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تمام طاقتیں اُس میں لگا دیں چوٹی سے ایڑی تک پسینہ بہانے میں بھی دریغ نہ کریں اگر کچھ عرصہ تک شب و روز محنت کرنے کی بھی ضرورت ہو تو بھی منہ نہ موڑیں غرضکہ اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑیں پھر دیکھیں کہ آپ کس طرح کامیاب نہیں ہوتے۔

ہر شخص کو اپنا کام نہایت استقلال محنت کوشش اور مضبوط ارادہ سے باقاعدہ اور مناسب طریقہ پر انجام دینا چاہیے تاکہ وہ ہمیشہ ترقی کرتا رہے۔ اور جلد دولتمند ہو کر عزت آبرو۔ آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتا رہے۔

۴۔ تمام طاقتوں کا یکجا ہونا

جس کام کو آپ کر رہے ہیں اُس میں دل و جان سے مشغول ہو جائیں کیونکہ جب آپ کی توجہ ایک ہی کام پر لگی رہے گی تو آپ نہایت آرام کے ساتھ اُس کام میں ترقی کرتے رہیں گے اور اپنے کام کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بہتر و برتر بنا سکیں گے۔

لیکن اگر آپ نے اپنے دماغ اور سرمایہ کو ایک ساتھ چار چھ کاموں میں منقسم کر دیا کبھی ایک کام پر توجہ دی وہ پورا نہ ہونے پایا کہ دوسرے کام کا خیال آگیا اُسکی کرنے لگے وہ بھی پورا نہ ہونے پایا کہ پھر تیسرے کام کو ضروری سمجھکر کرنے لگے تو ایسی حالت میں آپ کسی کام کو پورا نہ کر سکیں گے نہ کچھ فائدہ اُٹھا سکیں گے۔

اکثر اشخاص جنھیں ابھی بالکل تجربہ نہیں ہے جنکے پاس سرمایہ بھی تھوڑا ہے جلد دولتمند ہونے کے خیال سے ایک ہی وقت میں بہت سے کام شروع کر دیتے ہیں اور ایسی صورت میں جہاں اُن کی توجہ منقسم ہو جاتی ہے وہاں روپیہ بھی متفرق کاموں میں صرف ہونے سے ختم ہو جاتا ہے اب وہ بہت سے کاموں سے پریشان ہو کر گھبرانے لگتے ہیں اور کل سرمایہ ختم ہو جانے سے کسی کام کو پورا نہیں کر سکتے اور کسی کام کے نہیں رہتے اس واسطے ابتدا میں ایک ہی کام کو شروع کیجیے جب آپ ایک کام میں پورے طور پر کامیاب ہو جاویں آپ کی طاقتیں آپ کا سرمایہ آپ کا تجربہ دوسرا کام کرنے کو پورے طور پر اجازت دے تو ایسی حالت میں آپ اپنی ترقی کے واسطے دوسرا کام کر سکتے ہیں اور پہلے کام کو قایم رکھتے ہوئے یا ترک کرتے ہوئے ترقی کے میدان میں آگے قدم رکھ سکتے ہیں۔

۵۔محنت

انسان کے واسطے کوئی کام ایسا نہیں ہے جو محنت کے مبارک ہاتھ سے انجام کو نہ پہونچ سکے درحقیقت محنت کامیابی کی کلید ہے۔

جو شخص جسقدر محنت اور باقاعدگی سے اپنے کام کو انجام دیتا ہے وہ اُسی قدر جلد اپنے مطلب میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

دنیا میں کون ایسا ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ ہر قسم کی فضیلت کا سہرا ہمارے سر بندھے لیکن ایسے بہت کم اصحاب ہیں جو اپنا مطلب حاصل کرنے کے واسطے محنت ومشقت سے کام لیتے ہیں۔

ہر کام کے پورا کرنے کے واسطے محنت ایسی ہی ضروری ہے جیسے کہ زندگی کے واسطے خوراک اور خاصکر دولتمند بننے کے واسطے محنت وکوشش کرنے کی اسقدر ضرورت ہے جیسے کہ زندگی کے واسطے تنفس کی۔

دنیا میں جسقدر انسان مفلسی کی حالت سے دولتمند ہوئے انھوں نے ابتدا میں سخت محنت کوشش جفاکشی اور باقاعدگی سے کام لیا ہے جو شخص درحقیقت دولتمند ہونا چاہتے ہیں اُنھیں یا تو سخت محنت کوشش اور باقاعدگی سے کام لینا چاہیئے یا دولتمند ہونے کے خیال کو ترک کردینا چاہیے۔

اگر آپ درحقیقت ترقی کرنا چاہتے ہیں تو یہ مضبوط عہد کرلیجے کہ ہمارا آرام طلب اور عیش پسند نفس ہمیں چاہیے جسقدر مجبور کرے لیکن ہم محنت اور کوشش کرنے میں کبھی دریغ نہ کریں گے۔ اور محنت وکوشش سے کام لینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے جہاں اس عہد کو نبھایا پارس بن جائینگے۔ اور حصول مقصد میں بہت جلد کامیاب ہوجائیں گے۔

۶- خوش اخلاقی

خوش اخلاقی عجیب جوہر ہے۔ تاجر ہو یا دستکار۔ آقا ہو یا ملازم غرضکہ ہر شخص کا خوش اخلاق ہونا نہایت ضروری ہے۔ آپ کسی تاجر کی دوکان پر جائیے اگر وہ خوش اخلاق ہے تو آپ کو اپنی باتوں سے موم بنالیگا۔ آپ اُس کی دوکان سے مال خریدنے پر مجبور ہوں گے اور آپ اُس کی شیریں زبانی سے اسقدر متاثر ہو جائیں گے کہ جب کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو خاص ارادے سے اُسی تاجر کی دوکان پر جائیں گے اور مال خریدیں گے۔

جس طرح خوش اخلاقی سے انسان عزت پاتا اور ہر دلعزیز ہو کر ترقی کرتا رہتا ہے اسی طرح بداخلاقی انسان کو بے عزتی کے ساتھ نیچا دکھاتی اور اُس کے کاروبار کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ بداخلاقی ہر انسان کے واسطے ایک بُرا مرض ہے اور تاجر کے واسطے زہر قاتل۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خوش اخلاقی دولت پیدا کرنے اور مسرت حاصل کرنے کے واسطے نہایت ضروری ہے لیکن خوش اخلاقی کا دائرہ اس قدر وسیع نہ ہونا چاہیے کہ بجائے نفع کے نقصان ہونے لگے بلکہ اُسی حد تک اچھا اور ضروری ہے کہ آپ بھی کافی فائدہ اُٹھا سکیں اور دوسرے بھی فیض پا سکیں۔ ہر تاجر کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے گراہکوں سے خوش اخلاقی سے پیش نہ آئیگا۔ تو اُسکا عمدہ اور خوشنما مال لمبے چوڑے اور سنہری سائین بورڈ اُسے کچھ فائدہ نہ پہونچا سکیں گے۔

پس ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ خوش اخلاقی شیریں زبانی سچائی اور ایمانداری کو ہمیشہ اور ہر موقع پر کام میں لائے تاکہ جلد اور آسانی سے ترقی کر تا رہے۔

۷- ایمانداری

ایمانداری ایک انمول جواہر ہے جسکے مقابلہ ہیرا۔ پنا۔ لعل وغیرہ پتھر ہیں اس سے دل کو سرور قلب کو راحت ملتی اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ایک بددیانت انسان ہزاروں روپیہ خرچ کرنے پر بھی ایک لمحہ کے واسطے اسقدر سرور اور خوشی حاصل نہیں کر سکتا جسقدر ایماندار انسان کو ہر وقت حاصل رہتی ہے۔ ایماندار انسان خواہ غریب اور مفلس ہی کیوں نہ ہو لوگ اُس کا اعتبار کرتے ہیں اور اُسے ہر جگہ ہر ایک چیز مل جاتی ہے۔

بددیانت انسان کا جال زیادہ عرصہ تک پھیلا نہیں رہ سکتا اُس کا بھانڈہ بہت جلد پھوٹ جاتا ہے اور قلعی کھل جاتی ہے ایسی صورت میں لوگ اُس سے بیوہار کرنے اُس کی دوکان سے سامان خریدنے وغیرہ سے بھی خوف کھاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اس کی دوکان سے کچھ خریدا یا اس سے بیوہار رکھا تو ہم ضرور ٹھگ جائینگے۔

لیکن ایماندار آدمی کی عزت دن بدن بڑھنے لگتی ہے ہر شخص اُس سے بیوہار رکھنا چاہتا اُس کی دوکان سے مال خریدنا اور اُس سے ملنا جھلنا بیٹھنا اُٹھنا پسند کرتا ہے اور وہ دن بدن ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ ایماندار تاجر کا مال زیادہ فروخت ہوتا ہے کیونکہ جو گاہک اُس کی ایمانداری اور دیانت داری سے واقف ہیں وہ اُسی سے مال خریدتے ہیں اور اپنے عزیز واقارب دوست احباب اور دیگر صاحبان کو بھی اُسی ایماندار دوکاندار کے یہاں سے مال خریدنے کی صلاح دیتے ہیں دیانت داری کی کہاں تک تعریف کیجائے۔ سچ تو یہ ہے کہ دیانت داری ہر قسم کے حصول مقصد اور ترقی کا ذریعہ ہے اور اس سے دینی اور دنیوی دونوں فائدہ حاصل ہوتے ہیں۔

۸- ارزاں فروشی

تجارت میں کامیابی حاصل کرنے اور کسیر فائدہ اُٹھانے کا سب سے اچھا اور سہل طریقہ یہ ہے کہ کم منافع لیکر زیادہ مال فروخت کیا جاوے۔ فرض کیجئے کہ ایک تاجر کسی ایک روپیہ کی چیز کو ایک روپیہ ایک آنہ میں فروخت کرتا ہے اور دوسرا اُسی چیز کو سوا روپیہ میں۔ اب جن شخصوں کو یہ معلوم ہے کہ فلاں چیز فلاں دوکان سے سوا روپیہ میں ملتی ہے تو وہ لوگ اُسی تاجر سے جہاں ایک روپیہ ایک آنہ میں ملتی ہے خریدیں گے اور اُسی کے گاہک بن جاویں گے۔ اب جو شخص دوسرے تاجر سے سوا روپیہ میں اُسی چیز کو خرید کر لے گئے ہیں جس وقت سنیں گے کہ یہ چیز ایک روپیہ ایک آنہ کی ہے جس کا ہم سے سوا روپیہ لیا ہے تو وہ اُس کی گراں فروشی سے متنفر ہو کر اُس کی دوکان سے مال خریدنا چھوڑ دیں گے اور ارزاں فروش تاجر کے گراہک بن جاوینگے لیکن یہ معاملہ اسی جگہ ختم نہیں ہوتا بلکہ ایندہ کو بھی نفع نقصان پہونچاتا ہے کیونکہ ارزاں فروش تاجر اپنی ارزاں فروشی کی وجہ سے دن بدن مشہور ہوتا جائیگا اور زیادہ مال فروخت ہونے سے اُس کی آمدنی روز بروز ترقی کرتی جائیگی اور وہ جلد دولتمند ہو جائے گا۔ لیکن گراں فروش تاجر دن بدن بدنام ہو کر اپنے مستقل گراہکوں سے بھی ہاتھ دہو بیٹھے گا! ور مال فروخت نہ ہونے پر اپنے کاروبار کو برباد کر دیگا۔ اس واسطے ہر تاجر کو اپنا مال نہایت مناسب نفع پر فروخت کرنا اور ایک ناسمجھ بچے سے لیکر ایک تجربہ کار بڈھے تک کو ایک ہی نرخ پر فروخت کرنا چاہیے۔ تاکہ لوگ اُس کی ارزاں فروشی اور ایمانداری سے واقف ہو کر مستقل گاہک بن جائیں اور کاروبار میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہے۔

ترقی چاہتے ہیں آپ کرنا گر تجارت میں
منافع اسقدر لیجے نمک ہو جتنا آٹے میں

۹۔ پابندی وقت

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ تمہاری عمر کے دس سال کم کر دیئے جاویں تو کیا ہرج ہے وہ اس بات کو سنکر سخت ناخوش ہوگا اور اپنی عمر کا ایک دن کم ہونا بھی کسی صورت میں پسند نکریگا لیکن کس قدر نادانی کی بات ہے کہ جو وقت اپنی ترقی نیک اور ضروری کاموں میں صرف کرنا چاہیئے اُسے گنجفہ۔ چوسر شطرنج یا دیگر بیہودہ باتوں میں صرف کرتے رہتے ہیں کیا ایسی باتوں میں وقت ضائع کرنا عمر کا کم کرنا نہیں ہے۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ انسانی زندگی بہت ہی محدود ہے جو وقت ملے اُسے ضروری کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم چوبیسوں گھنٹہ محنت اور مشقت کے کیڑے بنے رہیں اور کسی وقت اپنے دل و دماغ اور جسم کو آرام نہ پہونچائیں یا تفریح کر کے مسرت حاصل نہ کریں بلکہ خاص مطلب یہ ہے کہ ہمیں پابندی وقت سے کام کرنا چاہیئے ہر کام کے واسطے ایک وقت اور ہر وقت کے واسطے ایک کام مقرر کرلیں کیونکہ وقت کی پابندی کے بغیر ہم ہرگز ترقی نہیں کر سکتے۔

ہمیں علی الصبح اٹھنا۔ حوائج ضروری سے فارغ ہونا غسل کر کے پرماتما کا بھجن کرنے کے بعد اپنے کاروبار میں لگنا چاہیئے لیکن ہم اُس وقت سوتے ہیں اور گہری نیند کے خراٹے لے رہے ہیں یا جس وقت ہمیں اپنے کاروبار میں مشغول ہونا چاہیئے، ہم لہو لعب یا تفریح میں گذار رہے ہیں یا جو تفریح کا وقت ہے اُس میں کام کر رہے ہیں اس بے اصولی سے کام کرتے ہوئے لوگ اکثر شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں کام کرنیکو وقت نہیں ملتا۔

درحقیقت ایسے لوگوں کا کام نادرست اور غیر مکمل پڑا رہتا ہے جس شخص نے صبح کا کام دوپہر پر اور دوپہر کا کام شام پر اور شام کا کام کل پر چھوڑ دیا اُس کے

کام میں ابتری پیدا ہو جاتی ہے اور اسقدر دقت واقع ہوتی ہے کہ پھر یا تو اسکو کام کا کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے یا جو کام وقت پر دس منٹ میں انجام پا سکتا تھا وہ دو روز میں بھی پورا نہیں ہو سکتا اور سخت پریشانی پیدا کر دیتا ہے۔ ہر کام کو مقررہ وقت وقت پر کرنے سے کام جلد اور اچھا ہوتا ہے محنت کم کرنی پڑتی ہے آرام اور تفریح کے واسطے جو کہ زندگی اور تندرستی کے لیے ضروری ہے کافی وقت ملتا رہتا ہے۔

جو شخص کام کو کام سمجھکر وقت معینہ پر کرتے ہیں انھیں اُسی میں لطف اور آرام حاصل ہوتا ہے اور جو کام کو بیگار سمجھکر کرتے ہیں اُنھیں تفریح سے بھی مسرت نہیں ہوتی۔

اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہماری تنزلی اور مفلسی کا بہت بڑا باعث یہ ہے کہ ہم وقت کی پابندی نہیں کرتے اور نہ وقت کی قدر کرتے ہیں۔

اگر ہم پابندی وقت سے کام کرنے کے عادی ہو جاویں وقت کی قدر کرنا سیکھ جائیں ہر کام کو کوشش محنت اور استقلال سے کرنے کے عادی بن جائیں تو بہت جلد حصول مقصد میں کامیاب ہو کر دولتمند ہو جائیں۔

۱۰۔ اپنے کاروبار سے وقفیت رکھنا

ہر شخص کو اپنے کاروبار سے پوری پوری واقفیت رکھنا نہایت ضروری ہے ورنہ نوکر چاکر۔ کاریگر خوشامدی اور مطلبی صلاح گیر خاتمہ کردیں گے آپ سے میٹھی میٹھی باتیں کرکے سبز باغ دکھلاتے رہیں گے اور اپنا مطلب بناتے ہوئے آپکو کھوکھلا کردیں گے۔

اپنے کاروبار سے واقفیت حاصل کرنے کے واسطے اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ آپ ہر وقت موجود رہیں۔ ہر کام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہر کام کے طریقہ اور راز کو پہنچانے اور ہر کام سے اسقدر واقفیت حاصل کرلیں کہ آپ کے ملازم۔ کاریگر اور دیگر لوگ آپ کو دھوکا دیکر نقصان نہ پہونچا سکیں۔ جب آپ اپنے کام سے پورے طور پر واقف ہونگے آمدنی واخراجات اور ہر بات پر نگاہ رکھیں گے تو کوئی شخص آپ کو دھوکا دیکر یا غلط راستہ پر ڈالکر نقصان نہ پہونچا سکے گا! ور ہر شخص یہ سمجھکر کہ ہمارا مالک ہر معاملہ سے پوری اگاہی رکھتا ہے فریب نہ دے سکا بلکہ ہر کام کو نہایت خوبی سے انجام دیگا فی زمانہ دنیا میں ایسے آدمی بہت زیادہ ہیں کہ جو اپنے ناسمجھ یا کام سے ناواقف مالک کو دھوکا دیکر مالک کی ترقی یا تنزلی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا مطلب بناتے رہتے ہیں بلکہ قصداً مالک کو نقصان پہونچا کر مال مارنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ لیکن جو مالک عقلمند۔ ہوشیار اور کاروبار سے اچھی طرح واقف ہے وہ اپنے مطلبی ملازموں اور کاریگروں سے بھی قابلانہ طریقہ پر کام لیتا ہوا اپنے کاروبار میں ترقی کرتا رہتا ہے اور کبھی نقصان نہیں اُٹھاتا پس ہر شخص کو اپنے کاروبار سے پوری واقفیت رکھنا چاہیے تاکہ ہمیشہ ترقی کرتا رہے۔

۱۱- امید

یہ بالکل ہی سچ ہے کہ دنیا بہ اُمید قایم است یعنی دنیا امید پر قایم ہے کیونکہ بلا امید انسان کسی کام کو نہیں کر سکتا اور جب تک کوئی اُمید نہ ہو محنت اور کوشش کرنیکو دل نہیں چاہتا۔

ایک مریض نہایت کڑوی اور کسیلی دوا کو آرام ہونے کی امید پر پیتا ہے طالب علم پاس ہونے کی امید پر شب و روز محنت کرتا ہے اسی طرح ہر شخص کسی نہ کسی امید پر اپنا کام انجام دیتا رہتا ہے۔

لیکن دنیا میں بہت سے بیوقوف ایسے ہیں جو بالکل شیخ چلی کے سے منصوبے گانٹھا کرتے ہیں اور ناجائز۔ ناممکن یا اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ خواہشیں پیدا کر کے اُن کے پورا ہونے پر امید رکھتے ہیں جب وہ امیدیں پوری نہیں ہوتیں تو کوئی اور بیہودہ تجویز سوچتے ہیں اور اُس کے پورے ہونے کی امید پر بیٹھے رہتے اور اپنا قیمتی وقت ضایع کرتے رہتے ہیں ایسا خیال اور منصوبہ گانٹھنے والے ہمیشہ غریب مفلس اور ذلیل رہتے ہیں اور کبھی سرسبز نہیں ہوتے۔

ہمیں نہایت نیک جائز اور اپنی حیثیت کے موافق ہی منصوبہ باندھنے انھیں کوشش محنت اور مستقل مزاجی سے پورے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے پھر دیکھیں کہ امید کس طرح پوری نہیں ہوتی۔

کسی شخص کو جو بو کر گندم کاٹتے۔ بد چلنی کرتے ہوئے نیک نام رہتے فضول خرچی کرتے ہوئے دولتمند ہونے ناجائز اور بیہودہ کارروائیاں وغیرہ کرتے ہوئے عزت آبرو آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے کی کبھی اُمید نہ رکھنی چاہیئے۔

۱۲- قسمت

دنیا میں بہت سے آدمی ایسے موجود ہیں جنھیں اپنی ترقی کرنے اور آرام و آسایش سے رہنے کی خواہش تو ضرور ہے لیکن اپنی ترقی کے وسائیل پر غور کرنا محنت اور مشقت سے کام کرنا نہیں چاہتے وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہماری قسمت میں لکھا ہے بلا محنت مشقت اور بلا کوشش کئے ہوئے ہمیں مل رہیگا۔ اگر ہم خوش قسمت ہیں تو مٹی چھوتے ہی سونا ہو جاویگی اور اگر ہماری قسمت خراب ہے تو سونا بھی ہاتھ میں اگر مٹی ہو جاویگا۔ پھر ہمیں محنت اور کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

افسوس یہ کس قدر کمزور اور بیہودہ خیال ہے یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ قسمت انھیں لوگوں کی مدد کرتی ہے جو خود اپنی مدد کرنا جانتے ہیں اور محنت و کوشش سے کام کرتے رہتے ہیں۔ بلا ہاتھ پیر ہلائے ہوئے سامنے رکھا ہوا کھانا بھی پیٹ میں نہیں پہونچ سکتا۔ اکثر اشخاص یہ کہیں گے کہ جو اصحاب دولتمندوں اور رئیسوں کے یہاں پیدا ہوتے ہیں وہ بلا محنت اور مشقت کے کئے ہوئے ہی دولتمند ہو جاتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو بھی اپنی دولت قایم رکھنے یا ترقی دینے کے واسطے کوشش اور محنت کرنی پڑتی ہے اور جو کوشش اور محنت نہیں کرتے وہ اپنی دولت کھو کر پھر مفلس بن جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے۔ آپ محنت کرنے والوں کو دیکھئے کہ دنیا میں ہزاروں آدمی ایسے موجود ہیں جو نہایت غریب گھرانے میں پیدا ہوئے اور قسمت کے بھروسہ نہ رہ کر کوشش اور محنت کرتے ہوئے لاکھوں اور کڑوروں روپیہ کے آدمی ہو گئے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو اصحاب قسمت کے بھروسہ نہیں بیٹھے رہتے کوشش محنت اور مستقل مزاجی سے کام کرتے رہتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہو جاتے ہیں اور کسی کے دست نگر نہیں رہتے۔

۱۳- باقاعدگی، ترتیب اور صفائی

ہر شخص کو اپنا کام نہایت باقاعدہ اور اصول کے ساتھ کرنا۔ اپنا سامان اور چیزیں نہایت صفائی اور ترتیب سے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز خواہ مکان ہو یا دوکان کوٹھی ہو یا کارخانہ کپڑے ہوں یا دیگر سامان غرضکہ ہر ایک چیز باقاعدہ صفائی اور ترتیب کے ساتھ رکھنی چاہیئے ایسا کرنے سے طبیعت خوش رہتی ہے اور ہر ایک چیز باقاعدہ اور ترتیب سے رکھی ہوئی اسقدر اچھی اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے کہ دیگر دیکھنے والے بھی حسن انتظام کی تعریف کرتے اور خوش ہوتے ہیں۔

جو اصحاب اپنے کام باقاعدہ اور اصول کے ساتھ نہیں کرتے اپنی چیزوں اور سامان وغیرہ کو صفائی اور ترتیب سے نہیں رکھتے اُن کی طبیعت مضمحل اور پریشان رہتی ہے۔ اُن کے کاموں میں خرابیاں پیدا ہو کر نقصان ہوتا ہے اُنھیں اکثر چیزیں وقت ضرورت فوراً نہیں مل سکتی۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو اُسے تلاش کرنے میں بڑی دقت واقع ہوتی ہے اور پھر بھی نہیں ملتی۔ پس ہر شخص کو اور خاصکر ہر تاجر کو اپنے مکانات دوکانات اور تمام چیزوں کو باقاعدہ۔ باسلسلہ۔ نہایت صفائی اور ترتیب سے رکھنا چاہیے اور اگر ممکن ہو سکے تو اسقدر آراستہ رکھنا چاہیئے کہ گاہک خواہ مخواہ اُس دوکان پر نگاہ ڈالیں ترتیب اور صفائی سے رکھے ہوئے سامانکو دیکھکر نہایت خوشی کے ساتھ خریدنے پر مجبور ہوں۔ تاکہ آپ کا مال کافی مقدار میں فروخت ہوتا ہے اور آپ خاطر خواہ نفع اٹھا کر جلد دولتمند بن جائیں۔

۱۴-شہرت

تجارت میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اپنی چیزوں کی کافی شہرت دیجائے تاکہ پبلک اُس کے فوائد سے واقف ہو کر خریدنے پر مجبور ہو۔ شہرت دینے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنی چیزوں کی مناسب تعریف اخباروں میں شائع کرائیں فہرست اور نوٹس شائع کرا کر جابجا تقسیم کراتے رہیں اور پبلک کو بار بار یاددہانی کراتے رہیں۔ اپنے نوٹس اور استہارات کی مفید اور پراثر طریقہ سے اشاعت کیجائے اور آپ جس چیز کو فروخت کرنا چاہتے ہیں اُس کے نوٹس و استہارات اُن ہی اصحاب کے پاس جو اُس چیز کے خریدنے کے قابل ہیں بار بار پہونچاتے رہیں۔ فرض کیجیئے کہ آپ اپنے کارخانہ کی قیمتی چیزوں کو جنکی مالیت ہزار یا پانسو روپیہ کی ہے بذریعہ نوٹس فروخت کرنا چاہتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ اس قیمتی چیز کے نوٹس و استہارات دولتمند اصحاب کے پاس بار بار پہونچتے رہیں تاکہ وہ خریدیں اور آپ کو فائدہ پہونچے۔ لیکن اگر آپ نے قیمتی چیزوں کا نوٹس ایسے غریب آدمیوں کے پاس جو اپنی زندگی مشکل سے کر رہے ہیں جو قیمتی چیزیں تو درکنار معمولی چیزیں خریدنے سے بھی مجبور ہیں کے پاس پہونچائے تو تمام نوٹس ضایع جائیں گے اور آپ نقصان اُٹھائیں گے۔ کسی چیز کا ایک دو مرتبہ نوٹس دینا یا ہزار دو ہزار اصحاب کے پاس ہی نوٹس اور استہارات پہونچانے سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ نوٹس خواہ ایک ہی چیز کا ہو لیکن مستقل اور زوداثر طریقہ پر ہمیشہ شائع ہوتا ہے نوٹس اور استہارات سچائی سے بھرے ہوئے ہوں۔ مستقل طور پر شائع ہوتے رہیں اور ہر جگہ پہونچتے رہیں تو آپ کافی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

باب آٹھواں حصولِ مسرّت

سچّی راحت و خوشی حاصل کرنے کے طریقے

دنیا میں ایسا کون بشر ہے جو راحت و مسرت کا خواستگار نہیں۔ مرد۔ عورت۔ بچّے بوڑھے اور جوان حتےٰ کہ جانور تک راحت و مسرت کے طلبگار ہیں۔ ہم سب کو قدرةً یہ علم ہے کہ مسرّت ایک دلچسپ چیز ہی اور دُنیا کی ساری کائنات اسی کے واسطے ہی۔ لیکن اس امر کے جاننے والے اصحاب کہ حقیقی مسرّت کیا شے ہے کیسے حاصل ہو سکتی ہی کن طریقوں پر عمل کرنے سے ہم مسرور رہ سکتے ہیں بہت ہی کم ہیں۔

دنیا میں دو طرح کے انسان ہیں ایک تو وہ جو قوانین قدرت پر عمل کرنا نہیں چاہتی اور نفس کے غلام بن کر بلا سوچے سمجھے کام کرتے رہتے ہیں۔ نفس کا قاعدہ ہے کہ جو اسکی پرستش کرتا ہے اسکو یہ آزار پہونچاتا ہے اور کبھی مسرور نہیں ہونے دیتا۔ یا نفس اپنے مریدوں سے ایسے کام جن میں ظاہرا مسرّت کی جھلک آتی ہو یا چند لمحوں کے واسطے مسرّت حاصل ہو کر دائمی دکھہ ملتا ہو کراتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر۔ عیاشوں زناکاروں۔ چوروں۔ جواریوں۔ نشہ بازوں۔ بے ایمانوں۔ حاسدوں وغیرہ وغیرہ اور دیگر قانون قدرت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو لے لیجئے کہ یہ لوگ اپنے نفس کے قابو ہو کر جب قدرت کی خلاف ورزی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو ان کا نفس انھیں ان بیہودہ باتوں میں مسرّت کی جھلک دکھا کر ان کے خیال کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ بدشغل اور بیہودہ باتوں کے اس قدر عادی ہو جاتے ہیں کہ پھر اپنے نفس پر قابو نہیں رکھہ سکتے اور قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سخت مصیبتوں میں

گرفتار ہو کر اصلی مسرت سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ اب انھیں قدرت کی عجیب غریب نیرنگیاں۔ دلچسپ سبزیاں۔ قدرت کی بہار اور صدہا دل خوش کن باتیں بھی خوش نہیں کر سکتی بلکہ انھیں زندگی کا تاریک پہلو ہی نظر آنے لگتا ہے اور یہ لوگ اسقدر مردہ دل ہو جاتے ہیں کہ قدرت کے نظام کو بھی پسند نہیں کرتے ان کے نزدیک رات اور دن کا ہونا۔ موسموں کا تبدیل ہونا۔ محنت مشقت کرکے روزی پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ سب ہی تکالیف کے باعث معلوم ہوتے ہیں۔ اب انھیں دنیا اور اس کی دلچسپ باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں پیدا ہونا اس امر کی دلالت ہے کہ انسان مصائب اور تکالیف برداشت کرتا ہے یہ عیش و آرام کی جگہ نہیں ہے۔ درد۔ غم۔ ہر قسم کی بیماریاں۔ عزیز و اقارب کی جدائی وغیرہ وغیرہ سب ہمیں دکھ دینے کو پیدا کی گئی ہیں۔ شیر چیتے۔ سانپ بچھو اور دیگر زہریلے جانور طرح طرح کے خونخوار درندے حتیٰ کہ ہماری نسل انسان کے بھی ایک دوسرے کے مخالف موجود ہیں جو ہم سے نہایت سنگدلی کا برتاؤ کرتے اور ہمیں کسی طرح چین نہیں لینے دیتے۔ اسی طرح قدرت کے ہر ایک انتظام کو جو کہ عین دانشمندی اور محبت پر مبنی ہے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے خواہ مخواہ تکالیف اور پریشانیاں مول لیتے رہتے ہیں اور بلاوجہ ایسے ناقص خیالات دل میں جما کر ہمیشہ مغموم و رنجیدہ رہ کر اپنی زندگی کو ہیچ سمجھتے اور مردہ دلی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

یہ بالکل ہی سچ ہے کہ قوانین قدرت کی خلاف ورزی کرنے والا کبھی سچی راحت و مسرت حاصل نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ اگر ایک مرتبہ بھی قدرت کی خلاف ورزی کیجائے تو اُس کے بُرے نتیجہ سے بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ جو اصحاب قوانین قدرت کی پابندی نہیں کرتے وہ عمدہ صحت و تندرستی حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں اور جنکی صحت و تندرستی اچھی نہیں وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

پس سب سے پہلے ہم کو قوانین قدرت پر عمل کر کے صحت وتندرستی اور اپنی عادتوں کو درست کرنا چاہیئے کیونکہ جب یہ دونوں چیزیں اچھی ہونگی تو راحت ومسرت ضرور حاصل ہوگی۔

صحت وتندرستی اور عادات درست کرنے کے بعد ہمیں کاروبار کے ذریعہ دولت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مریض اور بدچلن انسان اول تو دولت ہی حاصل نہیں کرسکتے اور اگر اتفاقیہ کہیں سے مل بھی جائے تو اُسے قایم رکھکر یا فروغ دیکر فیض نہیں اُٹھا سکتے۔

اگرچہ دولتمندی ہمیشہ راحت ومسرت کی علامت نہیں کیونکہ دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں دولتمند ایسے موجود ہیں جنھیں ایک منٹ کو بھی چین اور آرام نہیں وہ ہمیشہ فکر اور پریشانیوں میں مبتلا رہتے ہوئے اپنی زندگی کو مردہ دلی سے بسر کرتے رہتے ہیں برخلاف اس کے ہزاروں اور لاکھوں غریب ایسے موجود ہیں جو قوانین قدرت پر عمل کرتے ہوئے نہایت عزت آبرو۔ اطمینان بے فکری خوشی اور شانتی کیساتھ اپنی زندگی گذارتے رہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ روپیہ ضروریات خانگی کو رفع کرنے انسان کے دائرہ مسرت کو وسیع کرنے کے واسطے ایک رحمت وبرکت ہے لیکن پھر بھی کوئی انسان جو قوانین قدرت کی خلاف ورزی کرتا رہتا ہے وہ بے انتہا دولت رکھتے ہوئے بھی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ نہیں سکتا اور کبھی کسی حالت میں راحت ومسرت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ قوانین قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس قدر کمزور دل اور لچر خیالات کا ہو جاتا ہے کہ دنیا کا کوئی عمدہ سے عمدہ منظر اور عمدہ سے عمدہ باتیں بھی اُسے خوش نہیں کرسکتی بلکہ وہ ذرا ذرا سی باتوں میں رنج اور تکلیف محسوس کرتا ہوا ہمیشہ مردہ دل بنا رہتا ہے۔

دوسرا گروہ اُن انسانوں کا ہے جو قوانین قدرت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے

اور اُس پر صدق دلی سے عمل کرتے ہوئے زندگی کے روشن پہلو پر نگاہ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ زندگی کو نہایت اچھا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا نہایت خوبصورت خوشنما قدرت کے نور سے منور اور بے انتہا برکتوں اور رحمتوں سے معمور ہے دنیا کے ذرہ ذرہ میں لطف اور قدم قدم پر راحت و مسرت موجود ہے جسے اپنے نفس پر ہر طرح قابو رکھنے والے بہادر نیک اور دھرماتما فیاض اور مخیر انسان حاصل کرتے رہتے ہیں پرماتمانے اپنی قدرت کاملہ سے جہاں ہر فرد بشر کے واسطے ضروری اور آسان ہدایتیں جن پر عمل کر کے انسان دائمی راحت و مسرت حاصل کر سکتا ہے مقرر کی ہیں وہاں ہر قسم کی تمام چیزیں اور سامان جنکے ذریعہ انسان خوش خورم رہتا ہوا آنند کی زندگی بسر کر سکتا ہے کافی مقدار میں پیدا کر دیئے ہیں اور لطف یہ ہے کہ جس چیز کی جسقدر زیادہ ضرورت ہے وہ اسی قدر زیادہ اور نزدیک پائی جاتی ہے اور بلا قیمت یا معمولی کوشش کرنے پر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

ہوا جس پر انسان کی زندگی کا دارمدار ہے جس کے بغیر انسان کا چند منٹ تک زندہ رہنا ناممکن ہے ہر جگہ موجود ہے۔ ہوا کے بعد پانی جس کے بغیر انسان کا چند روز تک زندہ رہنا غیر ممکن ہے دنیا کے ۳/۴ حصہ میں موجود ہے اسی طرح ہر ایک چیز جو زندگی کے واسطے لازمی اور ضروری ہیں کافی مقدار میں موجود ہیں جنھیں ہر غریب و امیر بلا قیمت اور بلا معاوضہ حسب خواہش و ضرورت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر قسم کا سامان اور ہر قسم کی تمام چیزیں جنکے ذریعہ انسان اپنی خواہش کے مطابق راحت و مسرت حاصل کر سکتا ہے اسی دنیا میں کسی نہ کسی شکل میں کافی مقدار سے زیادہ موجود ہیں لیکن یہ چیزیں دنیا کے ایسے پوشیدہ مقامات پر چھپی ہوئی ہیں جہاں قدرت کے اصول پر چلنے والے باہمت۔ مستقل مزاج اور محنتی انسانوں کی ہی گذر ہو سکتی ہے اور یہ ہی بہادر انسان ہر چیز کو حاصل کرتے ہوئے

لطف اُٹھاتے ہیں۔

اس گروہ کا خیال ہے کہ اگر انسان دنیا کو راحت ومسرت کی جگہ خیال کرنے لگیں اور اپنی توجہ کو بجائے بیہودہ باتوں بدشغلوں اور دردناک منظر میں لگانے کے راحت ومسرت حاصل کرنے میں لگائیں تو انھیں ہر چیز میں لطف آنے لگے کیونکہ راحت اور مسرت کا مادّہ کسی خاص چیز میں نہیں ہے بلکہ ہر انسان کی طبیعت میں موجود ہے۔ اگر آپ اس مادہ کو راحت ومسرت کی طرف لگائیں گے نہایت خوشدل اور بشاش رہیں گے اگر آپ نے اس مادہ کو فکر اور پریشانیوں کی طرف لگایا تو آپ رنجیدہ اور پژمردہ دل بنے رہیں گے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ جب دل فکر اور پریشانیوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو راحت اور مسرّت دینے والی چیزیں بھی بُری معلوم ہوتی ہیں۔ اور جب طبیعت خوش ہوتی ہے تو ہر ایک چیز اچھی اور خوشنما معلوم ہو کر اُسی سے راحت ومسرّت حاصل ہوتی ہے۔

یہ کہنا آسان ہے کہ حصول مسرّت انسانی زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے پس ہمکو دکھ دور کرنے اور سچی راحت ومسرّت حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے لیکن یہ کہنا کہ ہمیں سچی راحت ومسرت حاصل کرنیکے واسطے کس راستہ کو اختیار کرنا چاہیے کن تجویزوں پر عمل کرنا چاہیے ذرا مشکل ہے کیونکہ بعض اصحاب کا خیال ہے کہ ہمیں لطف مہیّا کرنا چاہیے بعض ترک کی رائے دیتے ہیں غرضیکہ اس کے متعلق مختلف خیالات ہیں لیکن تجربہ کار اصحاب یہ بتلاتے ہیں کہ ہمیں علم وفہم حاصل کرنا اپنے نفس پر ہر طرح قابو رکھنا اور دھوکا دینے والی چیزوں سے جو تھوڑی دیر لطف پہونچا کر دائمی دُکھ کا باعث بن جاتی ہیں رغبت اور محبت نہ رکھنی چاہیے۔ نفس اُنھیں لوگوں کو دائمی راحت ومسرت پہونچاتا ہے جو نفس کو اپنے قابو میں رکھتے ہوئے قوانین قدرت پر صدق دلی سے عمل کرتے ہیں اور ہر قسم کے بُرے فعل بدشغل اور

دیگر مذموم باتوں سے قطعی علحدہ رہتے ہیں۔

زندگی کو خوشگوار بنانا

دنیا میں بہت سے آدمی اس قسم کے ہیں کہ جو بلا وجہ فکر اور پریشانیاں پیدا کر لیتے ہیں اور خواہ مخواہ فکر اور پریشانیوں میں جنکا درحقیقت کوئی وجود نہیں ہے مبتلا ہو کر اپنی زندگی کو تلخ بناتے ہوئے مغموم اور رنجیدہ دل رہتے ہیں اور مردہ دلی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو زندگی کا کیا لطف ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

ہمیں خیالی تکالیف جھوٹی مصیبتوں اور گندے خیالات سے کوسوں دور رہنا چاہیے۔ انسان اپنی ضرورتوں کو جسقدر بڑھاتا اور وسیع کرتا رہتا ہے اُسی قدر زیادہ پریشان رہتا ہے اور جسقدر ضرورتوں کو کم اور مختصر رکھتا ہے اُسیقدر زیادہ راحت و مسرت پاتا ہے صفائی اور باقاعدگی راحت و مسرت کا باعث ہے ہمیں ہمیشہ پاک صاف رہنا۔ صاف ستھرے کپڑے پہننا پرماتما کا بھجن پوجن سندھیا گایتری ہوں وغیرہ کرنا چاہیے گندے خیالات اور بدشغل سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیے حسد بغض۔ کینہ۔ نشیلی چیزوں کا استعمال اور ہر قسم کی بدفعلیوں سے بالکل علحدہ رہنا چاہیے نیک اور دھرماتما انسانوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے تو دلکو شانتی راحت و مسرت حاصل رہیگی درحقیقت اکثر مصیبتیں بہت سی تکالیف اور پریشانیاں انسان خود بخود پیدا کر لیتے ہیں اور بلا وجہ رنج غم کر کے مغموم اور رنجیدہ رہتے ہیں رفتہ رفتہ اُن کی مردہ دلی کی عادت نشو نما پاکر اس قدر مضبوط ہو جاتی ہے کہ پھر اُس کا دور ہونا مشکل ہے ایسے آدمیوں کو پھر عمدہ سے عمدہ تفریح کے سامان قدرت کی عجیب غریب نیرنگیاں

طرح طرح کی دلچسپ باتیں بھی خوش نہیں کرسکتیں اور وہ اپنی زندگی کو نہایت بے لطفی سے گذارتے رہتے ہیں اس واسطے ہمیں ابتدا سے ہی خوش و خورم رہنے کی عادت ڈالنا چاہیئے۔ غم و الم کو اپنے نزدیک نہ آنے دیں اپنے گھر کی رونق کو بڑھائیں دھارمک کتابوں کا مطالعہ کیا کریں۔ گانے بجانے سے۔ سیر و تفریح سے غرضکہ ہر نیک اور جائز طریقے سے اپنے دل کو مسرور رکھیں اپنے اور نیز دیگر انسانوں سے نیک برتاؤ کریں نہایت شیریں زبانی اور محبت آمیز طریقہ سے گفتگو کریں کسی کو کبھی نہ ستائیں نہ دکھ پہونچائیں دوسروں کو خوش رکھیں تو ہم بھی خوش رہیں گے۔ ہم اپنی حیثیت کے اندر رہیں۔ آمدنی سے کم خرچ کیا کریں۔ مفلسی و غریبی وغیرہ کا ملال نہ کریں۔ کوشش اور محنت سے آمدنی بڑھائیں کفایت شعاری کے ذریعہ روپیہ بچائیں اور کوشش کے ساتھ جلد دولتمند ہو جائیں۔ غریبوں کی امداد مصیبت زدوں اور محتاجوں کی دستگیری کرتے رہیں۔ غصہ کو دل میں جگہ نہ دیں بدمزاجی اور سخت کلامی سے پیش نہ آئیں تو ہمیشہ خوش رہیں گے۔ جو انسان ہمیشہ خوش خورم رہتے ہیں اُنکی تندرستی بڑھتی اور قائم رہتی ہے خوبصورتی کو ترقی ہوتی ہے اُن کا جاہ و جلال۔ بل اور پراکرم بڑھتا ہے اور اُن کے ہر کام میں رحمت و برکت شامل رہتی ہے۔ پس ہمیں ایسے نیک اور دھارمک کام جنسے ہمیشہ راحت و مسرت حاصل ہوتی رہے کرنے کا عادی ہونا چاہیے۔

مصیبت میں راحت حاصل کرنا

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو پیدا ہوا ہے ضرور فنا ہوگا اور اپنی زندگی میں اپنے اعمالوں کی جزا و سزا ضرور پائیگا۔ پرماتما کے اٹل قانون کے بموجب ہر انسان کو اپنے اعمالوں کی جزا و سزا بھگتنے کے واسطے جنم لینا پڑتا ہے اور اپنے نیک و بد اعمالوں کی وجہ سے ہی سکھ اور دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔

ایک راجہ سے لیکر ایک ادنیٰ فقیر تک کو دیکھ لیجیے اُن کی سوانح عمریوں پر غور کیجیے تو صاف پتہ لگے گا کہ دنیا میں کوئی شخص آج تک ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی نہ اُٹھائی ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی کو کم یا کسی کو زیادہ تکلیف اور پریشانی اُٹھانے کا سامنا ہوا ہو۔ جو عقلمند ہیں اور زندگی کے روشن پہلو پر نگاہ رکھتے ہیں وہ مصیبت اور تکلیف کی حالت میں بھی پریشان نہیں ہوتے بلکہ وہ تکلیف اور دُکھ کو اپنی عقلمندی سے دُور کرنے کی کوشش کرتے اور خوش رہتے ہیں جو کم عقل اور ناداں ہیں وہ ذرا ذرا سی باتوں میں بے انتہا دکھ محسوس کرتے اور رنجیدہ و مغموم رہتے ہوئے اپنی زندگی کو نکما بنا لیتے ہیں تلسی داس جی نے کیا اچھا کہا ہے

تلسی یا سنسار میں دکھ سبھوں کو ہوئے
گیانی کاٹے گیان سے مورکھ کاٹے روئے

بعض اصحاب تو اس قدر کمزور دل ہوتے ہیں کہ ذرا سی تکلیف یا مصیبت پڑتے ہی پریشان ہو جاتے ہیں۔ اُن کا دل گھبرانے لگتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ایسی سخت مصیبت جسے ہم کسی طرح برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں سوائے ہمارے کسی دوسرے پر نہ پڑی ہوگی جہاں انھوں نے یہ خیال کیا دل میں کمزوری پیدا ہوئی اور طبیعت کو وحشت پیدا ہونے لگی۔ ایسی صورت میں یہ لوگ اپنے ہوش حواس کھو بیٹھتے ہیں اپنی طاقت اور وقت کو جس سے خاص طور پر مدد لینے کی ضرورت ہے۔ افسوس اور رنجیدگی میں برباد کرتے رہتے ہیں اور پرماتما کے فضل و کرم اور اپنی ذات پر بھروسہ نہ رکھتے ہوئے مصیبتوں تکلیفوں اور پریشانیوں کو بڑھاتے رہتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی مصیبتیں اور معمولی سے معمولی پریشانیاں بھی ان کے واسطے پہاڑ بن جاتی ہیں اور یہ ہمیشہ مصیبتوں اور پریشانیوں کے شکار ہوتے رہتے ہیں۔

دوسرے وہ بہادر انسان ہیں جو اپنے نفس پر ہر طرح قابو رکھتے ہوئے ہر کام سوچ سمجھکر کرتے ہیں۔ جھوٹی تکالیف خیالی پریشانیوں سے کوسوں دور رہتے ہیں اور اگر کسی تکلیف یا پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو مردانہ ہمت سے اُس کا مقابلہ کرتے ہوئے آنند کی بنسی بجاتے ہیں اور اپنے ہوش حواس قایم رکھکر پرماتما کے فضل و کرم اور اپنی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی محنت اور کوشش سے دکھ درد دور کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی مصیبت ایسی نہیں جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا یا جس کا علاج نہیں ہو سکتا اور بر تقدیر اگر کسی ایسی مصیبت یا پریشانی میں بھی پھنس جائیں جس کا کچھ علاج نہ ہو تو بھی اُس تکلیف یا پریشانی میں راحت و مسرت حاصل کرنا چاہیے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا جو ہونا ہے ہو کر رہیگا پھر ہم رنج و غم کر کے اپنی زندگی کو کیوں نکمّا بنائیں ہمیں قانون قدرت کے مطابق ایسے نیک کام جو دکھ درد فکر اور پریشانیوں سے مبرّا ہوں کرنے چاہئیں اور ہمیشہ تن من دھن سے اپنی ترقی کی کوشش کرنی چاہیے لیکن جو بات ہمارے قابو سے باہر ہے یا جس کا علاج کسی طرح ممکن نہیں اُس کی نسبت کبھی فکرمند مغموم اور رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ ہر حالت میں خوشدل اور بشاش رہنا چاہیے۔

اب ہم چند مثالیں تحریر کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ نادان اور کمزور دل انسان جھوٹی مصیبتوں خیالی تکالیفوں اور پریشانیوں میں پھنسکر کس طرح اپنی زندگی خراب کر کے مردہ دل بنے رہتے ہیں اور عقلمند و دانا انسان سخت سے سخت مصیبتوں تکلیفوں اور پریشانیوں میں بھی کس طرح راحت و مسرت حاصل کرتے ہوئے خوشدل اور بشاش رہتے ہیں۔

فرض کیجیے کہ ایک نادان انسان بحالت مفلسی اپنی گذر کر رہا ہے وہ اپنی نگاہ

اُن رئیسوں اور دولتمندوں کی طرف جوکہ روپیہ کے ذریعہ ہر قسم کا عیش و آرام اُٹھا رہے ہیں ڈالتا ہے۔ اور انھیں دیکھ دیکھکر کڑھتا رہتا ہے۔ ترقی کرنے کی کوشش تو نہیں کرتا لیکن اپنی تقدیر کو بُرا کہتا ہوا روتا رہتا اور ہمیشہ مغموم و رنجیدہ رہتا ہے یہ ہی جھوٹی مصیبت اور خیالی تکلیف ہے برخلاف اس کے ایک عقلمند اور دانا انسان بھی غریبی اور مفلسی میں زندگی بسر کر رہا ہے وہ اپنی نگاہ اُن لوگوں پر جو شب و روز سخت سے سخت محنت اور مشقت کرتے ہوئے بھی اپنا اور اپنے متعلقین کا اچھی طرح پیٹ نہیں بھر سکتے بلکہ کبھی کبھی فاقہ کرنے پر بھی مجبور ہوتے ہیں نگاہ ڈالتا ہے تو اُسے خاص طور پر راحت و مسرت محسوس ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ مالک تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے مجھے ہزاروں انسانوں سے بہتر و برتر بنایا ہے کیونکہ جہاں وہ سرتوڑ شدید محنت کرنے پر بھی پیٹ بھر کر روکھی سوکھی روٹیاں نہیں ملتی وہاں میں معمولی محنت سے ہی اپنی اور اپنے متعلقین کی خوشی سے گذر اوقات کر رہا ہوں۔ یہ شخص اپنی بہتری و ترقی کی کوشش بھی کرتا ہے اور جس حالت میں ہے اُسی میں خوش رہتا ہے ان دونوں شخصوں کی حالت پر غور کیجئے کہ ایک شخص اُسی حالت میں رنجیدہ و پریشان رہتا ہے اور دوسرا اُسی حالت میں خوشدل اور بشاش رہتا ہوا راحت و مسرت حاصل کرتا رہتا ہے۔ اور یہ ہی خیالی تکلیف اور سچی راحت کہلاتی ہے۔

(۲) روایت ہے کہ ایک مرتبہ چند آدمی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ طوفان آیا اور جہاز خطرہ میں پڑ گیا۔ جہاز کے مسافر اس مصیبت سے بدحواس ہوگئے۔ کوئی گھبرانے لگا کوئی رونے لگا۔ لیکن ایک مسافر نہایت اطمینان کے ساتھ اخبار پڑھنے میں مشغول رہا اُسے ذرا بھی فکر اور پریشانی پیدا نہ ہوئی چند منٹ بعد طوفان ہٹ گیا جہاز اصلی حالت پر آگیا اور کپتان جہاز نے کہا کہ اب کوئی خوف کی بات نہیں ہے۔ یہ سُنکر بعض اصحاب خوش ہوئے کہ ہم موت سے بچ گئے۔ بعض زندگی کے تاریک پہلو پر نگاہ ڈالنے لگے

کہ اگر ہم جہاز کے تباہ ہونے پر ڈوب کر مر جاتے تو ہمارے بیوی اور بچوں پر ہماری عدم موجودگی میں نہ معلوم کیا کیا مصیبتیں نازل ہوتی اور وہ کس طرح زندگی بسر کرتے اس قسم کے خیالات سے صحیح سلامت بچنے پر بھی رنج و تکلیف محسوس کرتے رہے لیکن وہ مسافر بدستور اخبار پڑھنے میں مشغول رہا جب اخبار پڑھ چکا مسافروں نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو طوفان آنے اور جہاز کے خطرہ میں پڑنے کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ مسافر نے جواب دیا کہ جناب مجھے سب حال معلوم ہے پھر مسافروں نے کہا کہ جناب جہاز کے خطرہ میں پڑنے سے ہم سب بے انتہا رنجیدہ مغموم اور پریشان تھے لیکن اس مصیبت اور پریشانی کا اثر آپ پر کیوں نہیں ہوا۔

اُس مسافر نے جواب دیا کہ جناب میں خیالی تکالیف اور چھوٹی چھوٹی مصیبتوں سے کوسوں دور رہتا ہوں اور ہر حالت میں راحت و مسرت حاصل کرتا ہوا خوش رہنے کا عادی ہوں اس وجہ سے مجھے کوئی تکلیف اور پریشانی پیدا نہیں ہوئی طوفان آنے پر میں آپ صاحبوں کی طرح بدحواس اور پریشان نہیں ہوا بلکہ میں نے یہ غور کیا کہ میں اس طوفان سے جہاز کو بچا سکتا ہوں یا نہیں جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں اس طوفان سے جہاز کو بچانے کے بالکل ہی ناقابل ہوں تو اس معاملہ کو پرماتما کے فضل و کرم پر چھوڑ دیا اور یہ سمجھکر کہ اگر جہاز ڈوبنے والا ہے تو جہاز کے ڈوبنے کے وقت تک اخبار سے لطف کیوں نہ اُٹھانا چاہیئے اور اگر پرماتما کے فضل و کرم سے جہاز صحیح سلامت بچنے والا ہے تو رنج و فکر کرنے اور پریشان ہونیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ ان خیالات کو مدنظر رکھکر میں اُس خطرہ کے وقت بھی اخبار سے لطف اُٹھاتا رہا۔ اور اسی طرح سخت سے سخت مصیبت کے موقع پر جہاں تک میرا قابو چلتا ہے لطف حاصل کرتا ہوا خوش دل اور ہشاش بشاش رہتا ہوں۔

جہاز کے مسافر اس مسافر کی گفتگو سن کر دنگ رہ گئے اور اس کی مستقل مزاجی

جرأت اور ہمت کی بے انتہا تعریف کرنے لگے۔

پس ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ قوانین قدرت پر عمل کرتا ہوا ہمیشہ نیک اور دھارمک کاموں میں مشغول رہے تاکہ اپنی زندگی نہایت عزت آبرو راحت و مسرت اور خوشدلی سے بسر کر سکے۔

ہمیں ہمیشہ زندگی کے روشن پہلو پر نگاہ رکھتے ہوئے ہمیشہ خوش دل اور بشاش رہنا چاہیے کیونکہ زندگی کا لطف درحقیقت اُن ہی لوگوں کو ہے جو جھوٹی مصیبتوں اور خیالی تکلیفوں سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

غریبی ہو یا مفلسی۔ تنگدستی ہو یا محتاجی۔ مصیبت ہو یا تکلیف ہر حالت میں اپنے ہوش و حواس قایم رکھنے چاہئیں اور پرماتما کے فضل و کرم اور اپنی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے ہر قسم کی مصیبتوں تکلیفوں۔ آفت ناگہانی اور پریشانیوں کو تن من۔ دھن سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے یقیناً کامیابی حاصل ہوگی اگر بر تقدیر کسی ایسی آفت ناگہانی یا مصیبت میں مبتلا ہو جائیں جسکا کچھ علاج نہ ہو تو بھی اپنے ہوش حواس قایم رکھتے ہوئے اپنے سے زیادہ مصیبت زدوں کو نگاہ کے سامنے رکھکر اپنے دل کو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں سے برتر و بہتر ہیں خوشدل اور بشاش رہنا چاہیے جو اصحاب ہمیشہ خوش دل اور بشاش رہتے ہیں وہ ہمیشہ ترقی کرتے ہوئے زندگی اور تندرستی کا لطف اٹھاتے ہیں۔

بابِ ۹ نواں - انمول نصائح

۱۲۵ سو عجیب و غریب بے انتہا مفید قابل قدر انمول نصائح جن پر عمل کر کے آپ بے انتہا فائدہ اُٹھائیں گے

(۱) پرماتما کو ہمیشہ یاد رکھو اور ہر کام کرتے وقت اُسکو حاضر ناظر جانو کیونکہ وہ ہر وقت و ہر جگہ ہے۔

(۲) ایمانداری - پاکیزگی - اور نیکی کی راہ بے خطر ہے۔

(۳) مقروض ہونے سے بھوکا سو رہنا اچھا ہے۔

(۴) محنت کرنے والا بھوکا نہیں رہ سکتا۔

(۵) وقت کی قدر کرو۔

(۶) تمناؤں سے دل کا دُور ہو جانا جنت ہے۔

(۷) سب سے اچھا اور مفید شغل کتب بینی ہے۔

(۸) وعدہ کا پورا نہ کرنا کمینہ حرکت ہے۔

(۹) بیوپار میں شرم نکرو ورنہ دیوالہ نکل جائے گا۔

(۱۰) اپنے دل پر قابو کرنا - جہان پر فتح پا لینا ہے۔

(۱۱) جو بد راہ چلتا ہے - بہت جلد بدنام ہو جاتا ہے۔

(۱۲) نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔

(۱۳) شہوت پرست اور زنا کا شائق اندھا ہوتا ہے۔

(۱۴) سب کی سنو - لیکن جو نیک اور جائز کام ہیں وہی کرو۔

(۱۵) انسان انسان کا غلام نہیں ہے بلکہ دولت کا غلام ہے۔

(۱۶) غفلت اور لاپرواہی تباہی کا باعث ہے۔
(۱۷) دنیا میں بے رزق کوئی نہیں ہے کم رزق ضرور ہیں۔
(۱۸) غرور انسان کو جلد نیچا دکھاتا ہے۔
(۱۹) کسی کی چغلی نہ کرو۔ اور چغل خور کی بات کا اعتبار نہ کرو۔
(۲۰) بزرگوں کی نصیحت کو ہمیشہ یاد رکھو اور اُس پر عمل کرو۔
(۲۱) تندرستی کی برابر نہ کوئی نعمت ہے اور نہ دولت۔
(۲۲) جسکے قول کا اعتبار نہیں اُسکے فعل کا اعتبار نکرنا چاہیے۔
(۲۳) جو کسی کا احسان نہیں مانتا وہ سزا اور نفرت کے قابل ہے۔
(۲۴) صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔
(۲۵) جسکا کوئی دشمن نہیں ہے وہ خوش نصیب ہے۔
(۲۶) دوسروں کو فیض پہنچا کر اپنا دل خوش کیا کرو نہ کہ صدمہ پہونچا کر۔
(۲۷) نیک کام جسقدر جلد ہو جاویں اچھا ہے۔ کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں۔
(۲۸) جو قسمت کا شاکی ہے اُسے عقل کی بھی شکایت کرنی چاہیے۔
(۲۹) تنہائی میں اپنے عیبوں پر غور کرو۔ اور جو عیب معلوم ہوں اُنہیں فوراً ترک کر دو۔
(۳۰) جو شخص ایک جھوٹ بولتا ہے اُسے اُسکے پورا اور ثابت کرنیکے واسطے بہت سی جھوٹ بولنے کی ضرورت ہوتی ہے۔
(۳۱) ہر روز کو عمر کا آخری دن سمجھو۔ اسواسطے نیکی کرنے سے درگذر نکرو۔ کیونکہ یہی ساتھ جاویگی۔
(۳۲) وہی زبردست اور طاقتور ہے جو اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکتا ہے۔
(۳۳) جس چیز کو نادان آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا اُسے دانا عقل سے دیکھ لیتا ہے۔
(۳۴) جو اپنی مدد کرنے کے قابل ہیں۔ اُن کی خدا مدد کرتا ہے۔
(۳۵) جس میں ذاتی ہمت اور جرأت ہے اُس پر خدا کا فضل رہتا ہے۔

(۳۶) کسی سے دشمنی نہ کرو۔ اور اگر کوئی دشمن ہو گیا ہو تو اُسے حقیر جانکر لاپرواہ مت ہو۔
(۳۷) آج کا کام کل پر نہ چھوڑتے جاؤ۔ ورنہ کام میں ابتری پیدا ہو کر نقصان پہونچیگا۔
(۳۸) جس شخص سے راہ و رسم یا دوستی اور رشتہ داری قایم رکھنا چاہتے ہو اُس سے قرض نہ لو۔ اور نہ اُسے قرض دو کیونکہ قرض لینے اور دینے میں عداوت پیدا ہوتی ہے۔
(۳۹) دوست آشنا سے لیا ہوا۔ قرض وعدہ سے پہلے بلا تقاضا بیباق کر دینا چاہیے۔
(۴۰) بُرے کام اور بُری صحبت سے کوئی مستقل فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔
(۴۱) اپنی حیثیت اور لیاقت سے باہر کام کرنے والا ہمیشہ پچھتاتا ہے۔
(۴۲) ضروریات کو بڑھانے سے تکلیف اور گھٹانے سے آرام ملتا ہے۔
(۴۳) اپنی خطا کا اقرار کر کے صدق دلی سے معافی مانگنے والا ہمیشہ اچھا رہتا ہے۔
(۴۴) دوسروں کا جھگڑا دُور کرنا اچھا ہے۔ لیکن خود مت خریدو۔
(۴۵) جس راز کے ظاہر کرنے میں تمہیں نقصان کا اندیشہ ہو اُسے کسی سے مت کہو۔
(۴۶) دشمنی کسی سے مت کرو۔ اور خاصکر اپنے خاندان۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی دشمنی سخت نقصان کا باعث ہے۔
(۴۷) احمق بدچلن اور کمینہ سے دوستی کرنا بدنصیبی اور مصیبت ہے۔
(۴۸) دوست وہی ہے۔ جو مصیبت میں کام آوے۔
(۴۹) جہاں مہربانی اور شیریں زبانی سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں۔ وہاں بدزبانی اور ظلم سے دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔
(۵۰) ہر شخص کو نہایت نیک صلاح دو۔ ورنہ صلاح دینے سے انکار کردو۔
(۵۱) ہر شخص کو اس طرح سمجھاؤ کہ وہ تمہارا کہنا مان لے نہ کہ سمجھانے پر تمہارا دشمن ہو جائے۔
(۵۲) جھگڑے کو طول دینا اور بڑھانا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔
(۵۳) اپنا ظاہر اور باطن اچھا اور یکساں رکھو تاکہ تمام آدمی تمہاری عزت کریں۔
(۵۴) اگر تم اپنے گھرانے کی ترقی اور آرام چاہتے ہو تو عورتوں کو لائق بناؤ اور انکی قدر کرو۔

(۵۵) جس کا دل پرماتما سے لگا ہوا ہے وہ دنیا سے باہر ہے۔

(۵۶) غصہ کی حالت میں بالکل ہی خاموش ہو جاؤ نہ زبان سے کچھ کہو نہ کوئی کام کرو۔ ورنہ نقصان اور تکلیف اُٹھاؤ گے اور پچھتاؤ گے۔

(۵۷) ہر کام سوچ سمجھکر شروع کرو۔ اگر کام اچھا ہے تو مستقل مزاجی سے پورا کرو۔ اور اگر کام خراب ہے تو جسقدر جلد ممکن ہو سکے ترک کردو۔

(۵۸) نیک کام کرنے میں چاہے جسقدر رکاوٹیں اور پریشانیاں کیوں نہوں ضرور پورا کرو۔ کیونکہ بعد کو نہایت آرام اور عزت حاصل ہوتی ہے۔

(۵۹) بدکام کرنے میں چاہے جسقدر آرام کیوں نہ ملے لیکن نہ کرو کیونکہ بعد کو تکلیف پریشانیاں اور بے عزتی حاصل ہوتی ہے۔

(۶۰) اپنے سے کم درجہ پر مہربانی کرنا اُس کو اپنا غلام بنالینا ہے۔

(۶۱) نیک آدمیوں کی صحبت سے آرام عزت اور خوشی نصیب ہوتی ہے۔

(۶۲) کسی آدمی کو تنہائی میں اُس کی بُرائیاں ظاہر کرنا اور اُسے سمجھانا نصیحت کہلاتی ہے لیکن چند آدمیوں کے سامنے کسی کے عیبوں کو ظاہر کرنا بُرائی ہے۔

(۶۳) اگر باعزت اور خوش قسمت ہونا چاہتے ہو تو قابل بزرگوں کی صحبت میں بیٹھو اور ان کی نصیحت پر عمل کرو۔

(۶۴) قابل۔ اور بہادر اور نیک انسانوں سے دوستی کرو۔ اوسط درجہ کے آدمیوں سے میل جول رکھو لیکن بُرے چال چلن اور کمینہ لوگوں سے ذرا بھی ربط ضبط نہ بڑھاؤ۔

(۶۵) اپنے ماتحت۔ ملازم۔ عزیز اور دیگر اشخاص سے اسقدر ہی کام لو کہ وہ خوشی کے ساتھ کام کر سکیں اور گھبرا نہ جائیں اور اس طرح گفتگو کرو کہ تمہارے مداح رہیں۔

(۶۶) جو شخص دولتمند ہونا چاہتا ہے اُسے غفلت کاہلی۔ عیاشی۔ آرام طلبی فضول خرچی قرض اور خوشامدیونکی باتوں سے بچنا چاہیے۔

(۶۷) خطا کرنے والا اپنی خطا پر نادم ہو کر صدق دلی سے معافی مانگے تو اُسے معاف کردو۔

(۶۸) اگر تم سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے تو تم بھی صدق دلی سے معافی مانگو۔
(۶۹) کسی کو بھروسے میں رکھکر پریشان مت کرو۔ جو کچھ کرنا ہی جلد کرو یا پہلی مرتبہ ہی عاجزی کے ساتھ صاف منع کردو۔
(۷۰) ہر شخص کی عزت اُسکی حیثیت کے موافق کرو لیکن کسی کی بےعزتی کبھی نکرو۔
(۷۱) حد سے زیادہ سیدھا ہونا بےوقوفی کی علامت ہے۔
(۷۲) بزرگوں کا ادب کرنیوالے نیک اور عالموں کی صحبت میں رہنے والے اپنے سے چھوٹوں کی قدر کرنیوالے ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔
(۷۳) بات کو بڑھا کر مت کہو بلکہ نہایت ہی مختصر طریقہ پر لیکن سننے والا تمام مطلب اچھی طرح سمجھ سکے۔ اس قدر مختصر بھی نہو کہ مطلب ہی خبط ہو جاوے۔
(۷۴) اپنا راز جس کے ظاہر کرنے میں نقصان ہو کسی سے مت کہو اور دیگر اشخاص کا راز جس سے تمہیں یا تمہارے عزیز و اقارب کا کوئی واسطہ نہو معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو۔
(۷۵) نیکی سے پیدا کی ہوئیں خشک روٹیاں۔ بدی اور بےایمانی سے پیدا کی ہوئی موہن بھوگ سے اچھی ہیں۔
(۷۶) بےخطر ٹوٹا ہوا جھونپڑا خطرہ والے محل سے اچھا ہوتا ہے۔
(۷۷) جو شخص مستقل مزاجی محنت اور کوشش کرکے جس چیز کو حاصل کرنا چاہے ضرور پا لیتا ہے۔
(۷۸) بچپن ہی سے نیک عادت ڈالو ورنہ جو برائیاں پیدا ہو جاوینگی انکا دور کرنا مشکل ہے۔
(۷۹) جسکو نیکی بدی کی تمیز نہیں وہ جاہل مطلق ہے ایسے شخص سے دوستی اور دشمنی کرنا دونوں مصیبت کا باعث ہیں۔
(۸۰) جس کام کو تم خود کر سکتے ہو اُسکے واسطے دوسرے کا احسان مت لو۔
(۸۱) اپنوں کی طرح ملو۔ اور غیروں کی طرح معاملہ کرو۔ کیونکہ کسی معاملہ میں اول شرم کرنا بعد میں لڑائی اور پریشانی کا سامنا ہے۔
(۸۲) جو پیدا کرتے ہو اُس میں سے جسقدر بھی عزت اور آبرو کے ساتھ بچا سکو ضرور بچاؤ۔
(۸۳) جوانی اور دولت بجلی کی چمک اور پانی کے بلبلے کی مانند ہی اس پر غرور نہ کرو۔
(۸۴) جس کام یا جس بات کو تم خود پسند نہیں کرتے اُسکو دوسروں کے ساتھ بھی نکرو۔

(۸۵) دولت عجیب نعمت ہے دولت سے نیچ اور کمینہ بھی اعلیٰ کہلاتے ہیں۔

(۸۶) انسان دولت کے ذریعہ بہت سی مصیبتوں سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔

(۸۷) دولت سے زیادہ دنیا میں کوئی رشتہ دار نہیں اسواسطے جائز طریقہ سے دولت پیدا کرنے میں کافی کوشش کرنا چاہیئے۔

(۸۸) مفلسی سخت عیب ہے۔ بھائی بند دوست احباب سب ہی نفرت کرتے ہیں اور اس خیال سے کہ کچھ مانگ نہ بیٹھے ملنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔

(۸۹) مفلس کی خیر خواہی خوشامد گنی جاتی ہے۔

(۹۰) بے انصافی اور ظلم سے پیدا کیا ہوا مال تھوڑے ہی عرصہ تک رہتا ہے اور پھر اپنے ساتھ محنت سے کمائے ہوئے مال کو بھی کھینچ کر لے جاتا ہے۔

(۹۱) جس نے لڑکپن میں علم نہیں پڑھا۔ جوانی میں دولت پیدا نہیں کی بڑھاپے میں جس نے عبادت نہیں کی وہ مرتے وقت کیا کریگا۔

(۹۲) بیوقوف انسان مصیبت آنے پر قسمت کی مذمت کرتا ہے۔

(۹۳) قسمت اُس شخص کی مدد کرتی ہے جس میں عقل ہمت طاقت دلیری صبر استقلال ہوتا ہے اور ہر کام کو محنت اور کوشش سے کرتا ہے۔

(۹۴) کبھی کسی کو نہ ستاؤ۔ اور خاصکر اپنے سے کم درجہ اور کمزور کو کیونکہ کمزور کی آہ کی آگ سے جلا ہوا انسان کبھی سرسبز نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کے واسطے تباہ اور برباد ہو جاتا ہے۔

(۹۵) کسی کے اقبال اور ترقی کو دیکھکر حسد نکرو۔ بلکہ اُسکے برابر یا اُس سے زیادہ ہونیکی کوشش کرو۔

(۹۶) دوسرونکا احسان ہمیشہ یاد رکھو اور جسقدر جلد ممکن ہو سکے اُس کا معاوضہ اس طرح ادا کرو کہ وہ خوش ہو جائے۔

(۹۷) تجربہ ایک نشتر ہے۔ جو اوّل تو تکلیف دیتا ہے لیکن بعد کو آرام کر دیتا ہے۔

(۹۸) عقلمند ہر کام پہلے ہی سوچ سمجھکر کرتے ہیں اور بر تقدیر نتیجہ خراب نکلے تو رنج نہیں کرتے۔

(۹۹) بیوقوف بلا سوچے سمجھے اور لاپرواہی سے کام کرتے ہیں اور خراب نتیجہ نکلنے پر انتہا رنج کرتے ہیں۔

(۱۰۰) جو غریب اور محتاجوں کی دستگیری کرتا ہے وہ دولتمند اور بہادر ہے۔

انسانی سمجھ کی خطرناک غلطیاں

(۱) یہ سمجھکر گناہ کرنا کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھتا۔ .... سخت غلطی ہے

(۲) اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ دولتمند تندرست اور خوبصورت رہونگا .... سخت غلطی ہے

(۳) جس کام کو تم نہیں کرسکتے وہ تمام انسانوں کے لیے ناممکن خیال کرنا .... سخت غلطی ہے

(۴) اپنے کو لایق اور عقلمند سمجھنا اور دوسرونکو نالایق اور بیوقوف سمجھنا۔ .... سخت غلطی ہے

(۵) اپنی خوشی سے دوسرونکی خوشی کا اندازہ کرنا .... سخت غلطی ہے

(۶) ہر چیز میں عیب اور نقص نکالنا .... سخت غلطی ہے

(۷) اپنا پوشیدہ راز دوسرے کو بتلانا اور اُس سے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا .... سخت غلطی ہے

(۸) اپنے والدین اور بزرگونکی اطاعت نکرنا اور اپنی اولاد اور چھوٹوں سے خدمت کرانیکی توقع کرنا .... سخت غلطی ہے

(۹) تمام انسانوں کو اپنے خیالات کے موافق بنانے کی کوشش کرنا .... سخت غلطی ہے

(۱۰) ہر معاملہ میں اپنی ہی رائے پر قایم رہنا اور دوسرونکی صحیح رائے کو بھی تسلیم نکرنا ...... سخت غلطی ہے

(۱۱) ہر انسان کی ظاہری حالت ہی دیکھکر اُسکی نسبت فیصلہ طے کردینا .... سخت غلطی ہے

(۱۲) ترقی کرنیکی کوشش نہ کرنا اور تنزلی ہوتے ہوئے پرواہ نہ کرنا .... سخت غلطی ہے

(۱۳) دوسرونکی تکلیف میں مدد نہ کرنا اور اُن لوگوں سے اپنی تکلیف دور کرانے کی توقع رکھنا .... سخت غلطی ہے

(۱۴) ہر شخص کے ساتھ بدی کرنا اور خود آرام سے زندگی بسر کرنے کا یقین رکھنا .... سخت غلطی ہے

(۱۵) اس خیال سے عیب کرنا کہ دو چار مرتبہ مزہ لوٹکر اس عیب سے علیحدہ ہوجاؤنگا ..... سخت غلطی ہے

(۱۶) نالایق - بدکار - بدباطن اور کمینہ آدمی کو آزماکر پھر اُسکی چاپلوسی میں آجانا ...... سخت غلطی ہے

(۱۷) بیکاری میں راحت اور آرام محسوس کرنا .... سخت غلطی ہے

(۱۸) وقت کی قدر نکرنا۔ اور وقت کو فضول اور بیہودہ باتوں میں صرف کرنا .... سخت غلطی ہے

(۱۹) اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے رہنا۔ اور پرماتما کی خاص مہربانی کا منتظر رہنا .... سخت غلطی ہے

(۲۰) اپنے خاندان پڑوسیوں اور ہموطنوں سے نفرت حقارت اور تعصب کرنا .... سخت غلطی ہے

(۲۱) بیماری کی فکر نہ کرنا اور یہ خیال کرنا کہ اپنے آپ آرام ہوجاویگا۔ .... سخت غلطی ہے

(۲۲) صرف اُسی بات کو تسلیم کرنا جو اپنی عقل اور سمجھ میں آئے اور دوسرونکی صحیح بات کو نہ ماننا۔ سخت غلطی ہے

(۲۳) دوسروں کی عزت نہ کرنا اور خود باعزت رہنے کا یقین کرنا .... سخت غلطی ہے

(۲۴) اپنے سچے ہمدردوں اور خیر خواہوں کی رائے نہ ماننا اور مطلبی خوشامدیوں کی باتوں پر اعتبار کرنا سخت غلطی ہے

(۲۵) ہر کام کو بلا سوچے سمجھے کر گزرنا۔ .... سخت غلطی ہے

باب ۱۰ دسواں - کاروبار سے کنارہ کشی

اکثر اصحاب جن کے پاس کچھ موروثی جائداد یا روپیہ موجود ہے جنہیں کھانے پہننے کپڑوں اور جیب خرچ کا کچھ بھی سہارا ہے یا وہ اصحاب جنہوں نے تھوڑی عمر میں ہی کافی روپیہ جمع کر لیا ہے یہ خیال کر کے کہ ہماری گذر اوقات کے واسطے ہمارے پاس کافی سرمایہ موجود ہے - اب ہمیں کاروبار یا ملازمت وغیرہ کے جھگڑہ اور مخمصوں سے کنارہ کر کے عیش و آرام کی زندگی بسر کرنا چاہیے بیکار رہتے ہوئے زندگی گذارتے ہیں مگر یہ اُن کی سخت غلطی اور بھول ہے -

کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ ہم کتنے عرصہ تک زندہ رہیں گے - ہمیں اپنی زندگی میں کن کن کاموں میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی اور کس قدر روپیہ سے ہمارے کام آسانی اور خوش اسلوبی سے پورے ہوں گے پس موجودہ سرمایہ پر بھروسہ کر کے بیکار رہنا یا کاروبار ترک کر کے بیکاری میں زندگی بسر کرنا کسقدر غلطی ہے - تجربہ بتلاتا ہے کہ اکثر اصحاب اس غلطی کے مرتکب ہو کر تھوڑے عرصہ میں ہی اپنا تمام سرمایہ ضروری ہی کاموں میں صرف کر کے مفلس ہو گئے اور پھر بقیہ عمر ایک ایک دانہ کو محتاج رہ کر سخت تکلیف اور مصیبتوں سے گذارنی پڑی اور بیکار رہنے یا کاروبار یا ملازمت وغیرہ ترک کر کے اپنی غلطی پر تمام عمر آٹھ آٹھ آنسو روتے رہے -

دویم اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ موجودہ سرمایہ ہماری زندگی کے واسطے کافی ہے تو بھی بیکار نہ رہنا چاہیے - کیونکہ انسانی زندگی کا یہ مدعا نہیں کہ وہ اپنا ہی پیٹ بھرتا رہے جانور بھی اپنا پیٹ بھرتے رہتے ہیں - بلکہ قدرت نے انسان کو اس واسطے اشرف المخلوقات بنایا ہے کہ وہ دوسروں کے بھی کام آتا رہے اور رفاہ عام کے کاموں میں کافی حصہ لیتا ہوا دوسروں کو فیض پہونچاتا رہے - اگر ہمارے پاس اپنی اور اپنے متعلقین کی زندگی عزت آبرو آرام اور اطمینان سے بسر کرنے کے واسطے کافی روپیہ موجود ہے تو بھی کاروبار ترک کرنا یا بیکار نہ رہنا چاہیئے - بلکہ روپیہ پیدا کرتے ہوئے اپنے عزیز و اقارب - بھائی بندوں - رشتہ داروں - پڑوسیوں اور اپنے قومی بھائیوں یتیموں - بیواؤں - غریبوں بیکسوں محتاجوں کی دست گیری اور مدد کرتے رہنا چاہیے اور اگر پرماتما توفیق دے تو تعلیم گاہیں - دھرم شالائیں اور کنوئیں وغیرہ بنوانے نیک اور دھارمک کاموں میں روپیہ صرف کرنا چاہیئے - کیونکہ مخیر انسان جہاں اس دنیا میں نیک نامی - عزت اور مسرت حاصل کرتا ہے وہاں سفر آخرت کا پاک توشہ بھی اپنے ہمراہ لے جاتا ہے اس واسطے ہر انسان کو دھرم کے کاموں میں ضرور حصہ لینا چاہیئے اور حسب حیثیت خیرات کرتے رہنا چاہیئے -

سویم اگر ہمارے پاس اس قدر روپیہ بھی موجود ہو کہ ہم زندگی کے ہر مرحلہ کو بہ حسن خوبی انجام

دیگر اپنی اور اپنے متعلقین کی ضرورتوں اور حاجتوں کو آرام اور اطمینان سے پورا کرتے ہوئے اور دھارمک کاموں میں حصہ لیتے ہوئے بھی تازیست دولتمند بنے رہیں گے اور کبھی کسی صورت میں کسی کے دست نگر نہ ہوں گے تو بھی کاروبار میں مشغول رہنے اور دولت کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بیکاری درحقیقت شامت اعمالی کا موجب ہے بیکار انسان کے خیالات فاسد ہوجاتے ہیں۔ مکروہ اور بڑے کاموں کی طرف طبیعت راغب ہوجاتی ہے صحت و تندرستی بگڑ جاتی ہے انسان مضمحل اور پریشان رہتا ہے اور جلد مرجاتا ہے۔ قدرت نے جو اعضاء جسمانی انسان کو عطا فرمائے ہیں اُن کا مقتضا و منشاء خاص یہی ہے کہ اُن سے کام لیا جاوے تاکہ صحت و تندرستی ٹھیک رہے اور انسان اپنی ترقی کرتا ہوا بندگان خدا کو بھی فائدہ پہونچاتا رہے۔ پس ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ کاروبار میں مشغول رہتا ہوا نہایت ایمانداری نیک اور جائز طریقہ سے روپیہ پیدا کرتا اور اپنی دولت کو ترقی دیتا رہے اور حسب حیثیت نیک اور دھارمک کاموں میں تن من دھن سے حصہ لیتا رہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر شخص کو کاروبار میں اسقدر ہی مشغول رہنا چاہیے جسقدر کہ اُس کے اعضاء رئیسہ و اعضاء جسمانی نہایت خوشی آزادی اور آرام کے ساتھ مشغول ہونے کی اجازت دیں۔ کیونکہ اگر ہم اپنے اعضاء سے اُن کی طاقت اور بساط سے زیادہ کام لیں گے یا انھیں کبھی آرام کا موقع نہ دیں گے تو وہ کمزور اور نکمے ہوجائیں گے ہماری صحت و تندرستی خراب ہوجائے گی اور ہم کسی کام کے نہ رہیں گے۔ اس واسطے ہر شخص کو اپنی عمر۔ طاقت اور بساط کے موافق ہی کاروبار میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور جب زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے اعضاء کام کرنے سے بالکل جواب دیدیں تو کاروبار سے کنارہ کشی کرکے اپنے مذہب کے مطابق پرماتما کے بھجن میں مشغول رہنا چاہیئے۔

فہرست قابل قدر کتب وغیرہ

جنکے ذریعہ آپ بے انتہا فائدہ اُٹھائینگے

ہر چیز ملنے کا پتہ - مشہور عام کتب خانہ سرائے بالا علیگڑہ سٹی (یو پی)

دُوربین

بہت دور کی چیزیں پاس اور اچھی طرح نظر آتی ہیں تھیٹر وغیرہ کا تماشا عجیب غریب سینریاں و دلچسپ مقامات سبزہ زار کی بہار وغیرہ وغیرہ کا لطف دور سے ہی اُٹھایا کیجیے اولٹی طرف دیکھنے سے پاس کی چیزیں دور نظر آتی ہیں قیمت دو روپیہ

جیبی پریس

اس میں اے، بی، سی، ڈی، وغیرہ انگریزی کے کل حروف ربڑ کے بنے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ اپنا اور دیگر احباب کا کارڈ اور لفافوں پر پتہ چھوٹا مضمون وغیرہ بخوبی چھاپ سکتے ہیں قیمت کلاں تین روپیہ چھوٹا سوا روپیہ - عہ

جیبی فونٹین پین

اسمیں ایک مرتبہ روشنائی بھر کر کئی روز تک لکھتے رہیے جب ضرورت ہو جیب سے نکالئے اور لکھنا شروع کر دیجیے اور جب آج چاہے بند کر کے جیب میں رکھ لیجیے قیمت عہ

دودھ میں پانی

اس مشین کو دودھ میں ڈالکر آپ یہ جان سکتے ہیں کہ دودھ میں کس قدر پانی ملا ہوا ہے۔ دودھ بیچنے والا آپ کو دھوکا نہیں دیسکتا قیمت ایک روپیہ

سیفٹی استرہ

اس استرہ کے ذریعہ آپ بے کھٹکے اپنی حجامت روزانہ تیسرے چوتھے روز یا ہر ہفتہ بنا سکتے ہیں استرہ لگنے کا ذرا بھی خوف نہیں ہے قیمت سوا روپیہ

بے تالی کا تالا

یہ تالا صرف حرفوں کے ملانے سے لگتا اور کھلتا ہے تالی کی بالکل ضرورت نہیں ہے بلا ترکیب بتلائے کسی کی مجال ہے جو کھول سکے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

منگانے کا پتہ - مشہور عام کتب خانہ سرائے بالا علیگڑہ سٹی (یو - پی)

کراماتی یا مسمریزم کی انگوٹھی

ہر قسم کے سوالات کا جواب اور ہر زمانہ کا حال بتلانے والی ہے

یہ مسمریزم کے اصول پر تیار کی گئی ہے جس کے ذریعہ دور دراز رہنے والے یار دوستوں رشتہ داروں سے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ بات چیت کیجئے۔ امتحان و مقدمہ کی کامیابی چوری وغیرہ کا پتہ غیبی حالات، ہونے والی باتیں، مریضوں کی صحت یابی اور دیگر دشواریوں کو دور کیجئے، تینوں زمانہ کے حالات ہر قسم کے سوالات اور دلی خواہشوں کا حال معلوم کیا کیجئے۔

نوٹ۔ انگوٹھی کے ہمراہ کتاب مسمریزم و آلات مسمریزم جسکے ذریعہ آپ پورے طور پر آسانی سے مسمریزم سیکھکر صاحبکرامات بن جائیں گے مفت نذر کی جائیگی قیمت انگوٹھی و کتاب صرف بارہ آنہ (۱۲)

دنت لاکٹ

بچوں کے دانت جلد اور آسانی سے نکالنے اور انہیں تندرست و توانا رکھنے والا

یہ لاکٹ دھات کا بنا ہوا ہے جسے بجلی کا تعویذ بھی کہتے ہیں جس پر ایک نقش بھی کھدا ہوا ہے۔ بچوں کے گلے میں پہنا دیجئے، دانت بلا تکلیف جلد اور آسانی سے نکلیں گے، انکے نظر بد، دیگر تکلیفوں سے محفوظ رہ کر موٹے تازے تندرست توانا اور رحافتور بنے رہیں گے تندرستی اور زندگی کا لطف اٹھائینگے ایک لاکٹ ہمیشہ اور سب بچوں کے کام آتا رہیگا۔ ہزاروں اصحاب اپنے بچوں کے گلے میں پہنا کر فائدہ اٹھا رہے ہیں

نوٹ۔ لاکٹ کے ہمراہ ایک کتاب جسمیں بچوں کی تندرستی قائم رکھنے کی ضروری ہدایات اور ان کی تقریباً تمام بیماریوں کا کم خرچ اور آسان علاج جنھیں گھر کی عورتیں تجربہ کر سکینگی ہے اور دیگر بچوں کو بے انتہا فیض پہنچا سکیں کی درج ہیں مفت نذر کی جاویگی۔ قیمت لاکٹ مع کتاب بارہ آنے (۱۲)

زندہ کرامات

یہ وہی مشہور و معروف کتاب ہی جس کو پڑھ کر اور ذرا سی مشق کر کے انسان جادو، ٹونا، جنتر منتر تنتر، اور ہر قسم کی کرامات اور چمتکاروں سے واقف ہو جاتا ہی۔ اس میں یوگ ابھیاس، مسمریزم، ہپناٹزم، تسخیر ہمزاد، مسمریزم کی انگوٹھی، جادو کی میز، کراماتی شیشہ، حاضرات کرنا، آنکھ، جھاڑنا تھالی بجانا، نقش لگنا، اسم اعظم، لبی کرن، ساوری بدیا وغیرہ وغیرہ جن کی مشق کر کے ہر قسم کی تعجب خیز باتیں مثلاً حب خواہش عمر کو بڑھانا، جسم کو تبدیل کرنا، گھر بیٹھے ہوئے دور دراز ملکوں کی سیر کرنا، دوسروں پر قابو کرنا ہر زمانہ کے حالات واقعات ہونے والی باتیں دوسروں کے دل کا حال جاننا، ہاتھ پھیر کر یا پھونک مار کر مریضوں کو چنگا کرنا، موت کا حال پیشتر ہی سے جان لینا، غرض کہ ہر قسم کی سدھیاں اور ربھوتیاں جن کا راز سادھو مہاتماؤں اور خدا رسیدہ لوگوں کے سینہ بسینہ چلا آتا ہی حاصل ہو جاتی ہیں یہ کتاب کیا ہی کرامات اور چمتکاروں کا بھنڈار ہی ضرور منگائیے اور صاحب کرامات بن جائیے قیمت مجلد کتاب ایک روپیہ (عہ)

جامع القوانین

اس کتاب کو ضرور منگائیے اور تقریباً ہر قسم کے قانون سے واقف ہو جائیے تاکہ ذرا ذرا سی باتیں معلوم کرنے کے واسطے دوسروں کی خوشامد نہ کرنی پڑے۔ بلکہ آپ دیگر اصحاب کو بھی اپنی رائے دیکر فیض پہونچا سکیں۔ اس میں ضابطہ دیوانی۔ ضابطہ فوجداری۔ تعزیرات ہند، افیون، انکم ٹیکس، آبکاری، شہادت، پریس ایکٹ، لگان، مالگزاری، ایکٹ پولیس، ریلوے، فاترالعقل، کاپی رائٹ، سیونگ بنک انتقال جائداد، میعاد سماعت، قانون زمینداران، کاشتکاران، کارخانہ جات، خرید و فروخت دستاویزات، رجسٹری، قانون ہتھیار، مویشیان، شرح محمدی، شراکت کمی، قانون دفینہ، مداخلت بیجا، امانت، فعل ناجائز، طلاق، حنجگی وغیرہ قوانین کا خلاصہ درج ہی یہ اس انگریزی کتاب کا ترجمہ ہی جسے اکثر حکام اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری سمجھتے ہیں، بیحد مفید کتاب ہی ۲۰۸ صفحہ کی مجلد کتاب ہے قیمت عہ

منگانے کا پتہ۔ مشہور عام کتب خانہ سرائے بالا علیگڑھ سٹی (یو۔پی)